بسم اللہ الرحمن الرحیم

حکایت آفتاب

امام علی بن موسی الرضا علیہ السلام کی زندگی کا مختصر جائزہ

سید محمد نجفی یزدی

مترجم: سید عقیل حیدر زیدی

نجفی یزدی، محمد، ۱۳۳۷ش ـ

[حکایت آفتاب : نگاہی کوتاہ بہ زندگی امام رضا علیہ السلام . اردو]

حکایت آفتاب : امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کی زندگی کا مختصر جائزہ / مؤلف: محمد نجفی یزدی ؛

مترجم: سید عقیل حیدر زیدی ؛ [بہ سفارش] آستان قدس رضوی ، مدیریت زائرین غیر ایرانی

مشہد مقدس ، بنیاد پژوہشہای اسلامی (اسلامی تحقیقاتی مرکز) ، ۱۳۹۰ش . ۱۸۴ ص.

فہرست نویسی بر اساس اطلاعات فیپا.   ISBN: 978 - 964 - 971 - 466 - 0

ا۔ علی بن موسی الرضا علیہ السلام ، امام ہشتم ؑ ، ۱۵۳ - ۲۰۳ق. الف. زیدی، سید عقیل حیدر ، مترجم.

ب. آستان قدس رضوی مدیریت زائرین غیر ایرانی. ج. بنیاد پژوہشہای اسلامی (اسلامی تحقیقاتی مرکز).

د. عنوان.

۸۰۴۶۱۳۹۰ ح ۳ن / ۴۷ BP   ۲۹۷/۹۵۷

کتابخانہ ملی جمہوری اسلامی ایران   ۲۴۰۷۲۱۱

بنیاد پژوہشہای اسلامی
آستان قدس رضوی

آستان قدس رضوی
معاونت تبلیغات و ارتباطات اسلامی

نام کتاب: حکایت آفتاب (امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کی زندگی کا مختصر جائزہ) (اردو)

تالیف: سید محمد نجفی یزدی

ترجمہ: سید عقیل حیدر زیدی

تصحیح: ڈاکٹر حیدر رضا ضابط

طبع تین: ۲۰۱۵، ۱۴۳۶ق، ۱۳۹۴ش.

تعداد: ۳۰۰۰   قیمت: ۶۳۰۰۰ ریال

طباعت و جلد سازی: مؤسسہ چاپ و انتشارات آستان قدس رضوی

بنیاد پژوہشہای اسلامی (اسلامی تحقیقاتی مرکز)، مشہد مقدس: پوسٹ بکس نمبر ۳۶۶-۳۵-۹۱۷

بنیاد پژوہشہای اسلامی (اسلامی تحقیقاتی مرکز)، شعبۂ فروش، ٹیلیفون و فیکس نمبر: ۳۲۲۳۰۸۰۳

بنیاد پژوہشہای اسلامی (اسلامی تحقیقاتی مرکز) کی کتب کے مختلف مراکز فروش،

مشہد مقدس فون نمبر: ۳۲۲۳۳۹۲۳، قم فون نمبر: ۳۷۷۳۳۰۲۹

www.islamic-rf.ir   info@islamic-rf.ir

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

فہرست مطالب

پیش لفظ.. 10

تمہید.. 14

امام علی بن موسی الرضا علیہ السلام کی زندگی کا اجمالی خاکہ.................... 16

امام رضا علیہ السلام کی تاریخِ ولادت.............................. 17

حضرت امام رضا علیہ السلام کی مادرِ گرامی................................ 17

امام رضا علیہ السلام کی اولاد.. 18

شمس الشموس امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کی ولادت باسعادت......... 19

امام جعفر صادق علیہ السلام کی دیدارِ امام رضا علیہ السلام کی آرزو.................. 20

حضرت امام رضا علیہ السلام کو 'رضا'' کا لقب کیوں دیا گیا؟............... 21

امام رضا علیہ السلام کا بچپن اور جوانی................................ 22

حضرت امام رضا علیہ السلام کا جوانی میں مرجع دینی ہونا.................. 24

بارگاہ الٰہی میں حضرت رضا علیہ السلام کی بلند و بالا عظمت.................. 25

سرزمین غربت کے فرزند................................ 26

امام رضا علیہ السلام کی عبادی سیرت................................ 27

حضرت امام رضا علیہ السلام کا سفر خراسان کے دوران عبادی طریقہ 28

حضرت رضا علیہ السلام کی اوّل وقت میں نماز................... 31

امام رضا علیہ السلام کی لوگوں کے ساتھ اجتماعی سیرت اور معاشرتی آداب..... 33
حضرت امام رضا علیہ السلام کی جود وسخا........................... 34
امام رضا علیہ السلام کی حاجت مندوں کے لیے خاص توجہ اور عنایت 35
حاجت مندوں کی آبرو اور حیثیت کا تحفظ.................. 36
امام رضا علیہ السلام کی اپنے ماتحت افراد کے ساتھ سیرت......... 38
امام رضا علیہ السلام کی شیعوں کی نسبت عنایت ومہربانی........... 39
شخصیت حضرت امام رضا علیہ السلام کی عظمت، بزرگوں کے کلام میں......... 42
حضرت امام رضا علیہ السلام کی علمی شخصیت اور مرتبہ........................ 44
حضرت رضا علیہ السلام کے حکیمانہ جوابات کے چند نمونے....................... 49
حضرت رضا علیہ السلام کی مختلف زبانوں سے آشنائی......................... 52
ا۔امام رضا علیہ السلام کی اپنے زمانے کی مختلف رائج زبانوں سے
کامل آشنائی.. 53
۲۔امام رضا علیہ السلام کی پرندوں اور حیوانات کی زبانوں سے
آشنائی.. 55
۳۔امام رضا علیہ السلام کی علمِ غیب کے بارے میں وسیع آگاہی... 56
(i) حضرت رضا علیہ السلام کی برامکہ کے بارے میں پیشگوئیاں............ 56
(ii) ہارون سے مجھے کوئی نقصان نہ پہنچے گا.......................... 57

(iii) حضرت رضا علیہ السلام کی مختلف پیشگوئیاں 58

(iv) حضرت رضا علیہ السلام کی رحم مادر میں اولاد کی جنس سے آگاہی 59

(v) حضرت رضا علیہ السلام کی اپنی شہادت کی کیفیت اور محلِ دفن سے آگاہی 61

حضرت رضا علیہ السلام کے ثقافتی اقدامات 63

ا۔ غلوّ اور غالیوں سے مقابلہ 64

۲۔ حضرت رضا علیہ السلام کا فرقۂ صوفیہ کے ساتھ سخت رویّہ 68

۳۔ حضرت رضا علیہ السلام کی نگاہ میں امام کی اہمیت 70

۴۔ حضرت رضا علیہ السلام اور امیر المومنین علی علیہ السلام 74

فضیلت امیر المؤمنین علیہ السلام میں امام رضا علیہ السلام کی چالیس حدیثیں 74

۵۔ حضرت رضا علیہ السلام اور حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا 82

۶۔ حضرت رضا علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام 84

(i) حضرت رضا علیہ السلام اور زیارت امام حسین علیہ السلام 86

(ii) امام رضا علیہ السلام اور تربت سید الشہداء علیہ السلام 88

(iii) امام رضا علیہ السلام اور عزاداری سید الشہداء علیہ السلام کی اہمیت 88

(iv) سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کی مصیبت میں آنسو بہانا 89

(v) امام حسین علیہ السلام پر گریہ وزاری 90

امام رضا علیہ السلام کی دورانِ امامت کی اہم مشکلات 92

پہلی مشکل: فرقہ واقفیہ اور امام رضا علیہ السلام کے اِس فرقہ کے ساتھ مقابلے 92
فرقہ واقفیہ اور اس کی پیدائش کا سبب 92
بہت سے شیعوں کا شبہہ واقفیہ کی وجہ سے گمراہ ہو جانا 94
امام رضا علیہ السلام کے فرقہ واقفیہ کے مقابلے میں اقدامات 95
امام رضا علیہ السلام کا فرقہ واقفیہ کے سر کردہ افراد کے ساتھ مناظرہ 95
واقفیہ سے دور رہنے کا حکم 97
امام رضا علیہ السلام کے شیعوں کی ہدایت و راہنمائی کے لیے بعض معجزات 98
امام رضا علیہ السلام کی زبانی بعض واقفیہ کے حامیوں کا انجام 99
دوسری مشکل: امام محمد تقی الجواد علیہ السلام کی ولادت میں تأخیر 100
تیسری مشکل: امام رضا علیہ السلام کی ولایت عہدی کا مسئلہ 105
امام رضا علیہ السلام کے قتل کی سازش 106
لوح محفوظ کی خبر اور آئمہ اطہار علیہم السلام کے اُسمائے مبارکہ 107
امام رضا علیہ السلام کی تاریخی ہجرت 109
مدینہ سے خدا حافظی 110
امام رضا علیہ السلام کے سفر کا راستہ 111
قصبۂ نباج 111

اہواز... 112
فارس کی طرف روانگی..................................... 113
خراسان کی طرف روانگی.................................. 114
شہر نیشاپور... 115
حدیث سلسة الذهب.. 117
رباط سعد میں امام رضا علیہ السلام کا بیمار کو شفا دینا............ 119
دہ سرخ... 120
طوس.. 121
سرخس.. 122
مروّ... 124
ولایت عہدی کا واقعہ..................................... 124
شرط کی پاسداری... 128
مامون عباسی اور اس کے مذموم مقاصد................... 129
مامون کی مشکلات.. 130
نمازِ عید فطر.. 132
دِعبل کا واقعہ... 134
امام رضا علیہ السلام کا دعبل خزاعی کو تحفہ.................... 137

شفابخش پیراہن.................... 139
مامون کی ناکامی ومشکلات اوراُس کی جدیدسیاست.................. 140
پہلاقدم اورفضل بن سہل کاقتل.............................. 141
امام رضاعلیہ السلام کا قاتل.. 144
امام رضاعلیہ السلام کے قتل کی ناکام سازش.............................. 146
امام رضاعلیہ السلام کی شہادت.. 147
امام رضاعلیہ السلام کے دورانِ امامت پیش آنے والے اہم حوادث اور
واقعات.. 152
امام رضاعلیہ السلام کی زیارت کی غیرمعمولی فضیلت........................ 161
امام رضاعلیہ السلام کی شفاعت................................ 161
بہشتی زائر.. 163
پیغمبراکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زائر.................................. 164
شہداء کے اُجروثواب...................................... 165
خداوندعالم کا زائر...................................... 165
امام رضاعلیہ السلام حاجات کو برآوردہ اورغموں کودورکرنے والے 166
مستحبی حج پرزیارت امام رضاعلیہ السلام کی فضیلت................ 166
زیارت آتش جہنم سےاُمان کاباعث...................... 167

زائرِ امام رضا علیہ السلام خداوند عالم کا بہترین مہمان............ 168
زائر امام رضا علیہ السلام ہم مرتبۂ امامؑ........................... 169
امام رضا علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام کا زائر...................... 169
امام رضا علیہ السلام کی زیارت کے راستے میں سختیاں برداشت
کرنے کی فضیلت.. 170
امام رضا علیہ السلام کے بعض فرامین اور حکمت آموز نصیحتیں.................. 171
قیامت میں بے تقوا اور بے پرواہ، آزاد عورتوں کا عذاب..... 175
نیکی کی جزاء... 178

پیش لفظ

اہل بیت عصمت وطہارت علیہم السلام علم و دانش کا خزانہ اور ایسا پُرفیض سر چشمہ ہیں، جن کے علم و دانش کے بلند و بالا کوہ نور نے گزشتہ چودہ صدیوں سے روح انسانی کی زرخیز کھیتی کو سیراب و شاداب رکھا ہوا ہے۔ دانشوروں اور عارفوں کے امام و پیشوا حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:" یَنْحَدِرُ عَنِّیْ السَّیْلُ وَلَا یَرْقِیْ اِلَیَّ الطَّیْرُ " "مجھ سے (علم وحکمت کے) چشمے پھوٹتے ہیں اور طائر بلند پرواز (فکر) میری بلندیوں تک نہیں پہنچ سکتا۔" دیارِ علم و معرفت کی رونق و شادابی اسی خاندان پاک کے درخشندہ علم و دانش کے نور کی بدولت ہے۔ پیغمبر عظیم الشان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:" أَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُهَا " "میں شہر علم وحکمت ہوں اور علی علیہ السلام اُس کا دروازہ ہیں۔"

اہل بیت اطہار علیہم السلام کا علم لدُنی ہے جو انہیں خداوند متعال کی جانب سے عطا ہوا ہے، انہوں نے اس کے لیے کسی کے سامنے زانوئے ادب تہہ نہیں کئے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے علم و دانش کی حقیقت کو اپنی آسمانی روح کی رفعتوں کے ساتھ حاصل کیا ہے۔ امیر المومنین علی علیہ السلام عرفاء کی توصیف میں (کہ خود حضرت علیہ السلام اُن کے سید و سردار اور مقتدیٰ ہیں) فرماتے ہیں: "هَجَمَ بِهِمُ الْعِلْمُ عَلٰی حَقِیْقَةِ الْبَصِیْرَةِ وَبَاشِرُوْا رُوْحَ الْیَقِیْنِ " "انہیں علم و معرفت نے بصیرت کی حقیقت تک پہنچا دیا ہے اور یہ لوگ یقین کو روح کے ساتھ ہمراہ ہو گئے ہیں۔"

اس خاندانِ نور کے سرپرست اور آغاز گر پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ کسی مکتب و مدرسہ گئے اور نہ ہی کسی کے آگے زانوئے تلمّذ تہہ کئے، لیکن اُن کا ہمیشہ باقی رہنے والا پیغام، علم و دانش اور

اُن کی رسالت، تلاوت کرنا، پڑھنا، سیکھنا، سیکھانا اور علم ومعرفت کا حصول تھی۔ اُن کی رسالت ''اِقراء'' سے شروع ہوئی اور شیفتہ گان علم وبصیرت کی روحوں کو سرشار وشاداب کرنے کے ساتھ جارہی رہی: ''هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیِّیْنَ رَسُوْلاً مِّنْهُمْ یَتْلُو عَلَیْهِمْ آیَاتِهِ وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ ...'' ''وہ خدا جس نے مکہ والوں میں ایک رسول بھیجا جو اُنہی میں سے تھا، وہ اُن پر خدا کی آیات تلاوت کرتا ہے اور اُن کے نفوس کو پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت (دانائی) کی تعلیم دیتا ہے۔۔۔'' (سورۂ جمعہ، آیت۲) اُنہوں نے اپنی رسالت کے ذریعہ مُردہ روحوں کو گمراہیوں اور ضلالتوں کی دلدل سے نجات دے کر حیات و زندگی کے بہشتی گلستانوں کی طرف راہنمائی فرمائی اور گمراہیوں کے اسیر وتباہی کے دہانے پر کھڑے انسان کو ہدایت وصراط مستقیم کی شاہراہ پر گامزن ہونے کی دعوت دی اور انسانیت کے مُردہ جسم میں نئی روح پھونکی: ''اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ'' ''جب وہ تمہیں ایسی چیز کی طرف بلائے جو تمہیں حیات دینے والی ہے۔'' (سورۂ اَنفال، آیت۲۴) اور اُس (پیغمبرؐ) نے جہالت ونادانی کا بارگراں اُن کے کاندھوں سے اُتار دیا: ''وَیَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلاَلَ الَّتِی کَانَتْ عَلَیْهِم'' ''وہ (رسولؐ) اُن سے غلامی کے طوق اور بیڑیاں اُتارتا ہے، جس میں وہ جکڑے ہوئے تھے۔'' (سورۂ اعراف، آیت۱۵۷)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہل بیت علیہم السلام جو اُن ہی کے چشمۂ فیض علم وحیات سے سیراب ہوئے ہیں، انہوں نے بھی اُن بزرگوار کی مانند، خورشید علم ومعرفت کو ہر زمانے میں علم وبصیرت کے متلاشی افراد کے لیے روشن اور درخشاں رکھا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انوار الٰہی سے بہرہ مند ہوتے ہوئے، جستجوگروں کے راستے کو روشن اور کوشش کرنے والوں کی روح کو تابناک اور سرشار رکھا ہوا ہے۔

آج کے اِس عصر جدید جاہلیت میں بھی، جو چیز کمال کے متلاشی انسان کے غبار راہ کو

صاف اور اُس کے راستے کو روشن کر سکتی ہے، وہ اُس سرچشمۂ علم و بصیرت کی طرف بازگشت اور اُس سے استفادہ کرنا ہے، جو پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کے اہل بیت عصمت وطہارت علیہم السلام نے انسان کو ہدیہ کیا ہے، بلکہ شاید آج کا انسان، ہر وقت اور ہر زمانے سے زیادہ، اُس چیز کا محتاج و نیاز مند ہے، جو پیغمبر رحمت و بصیرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی نوع انسانیت کے لیے ورثہ میں چھوڑا ہے۔

بلاشک و تردید دوسرے تمام زمانوں کی مانند، ہمارے زمانے میں بھی اہل بیت علیہم السلام کے نورانی سرچشموں کے بارے میں تلاش و جستجو کرنا اور بزرگ ہستیوں کی سیرت طیبہ اور اُن کے اقوال زرّین کو بار بار پڑھنا، انسانیت کی بہت بڑی خدمت ہے، کہ جس سے بڑھ کر کسی اور خدمت کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا اُن تمام لوگوں پر، جن کے دل انسانوں کے لیے دھڑکتے ہیں، یہ فرض بنتا ہے کہ وہ معارف اہل بیت علیہم السلام میں غوطہ زن ہو کر عمیق فکر کے ساتھ، اس عظیم الٰہی خزانے سے گوہر نایاب اور نجات بخش نصیحتوں کو چُن چُن کر نکالیں اور عصر حاضر کی تشنہ لب اور غمزدہ انسانیت کو پیش کریں۔

عالم آل محمد علیہم السلام حضرت رضا علیہ السلام کی بارگاہ کے جوار میں رہتے ہوئے، اس راہ کے تمام چلنے والوں اور تمام وہ لوگ جو امر اہل بیت علیہم السلام کو زندہ رکھنے اور اس خاندانِ پاک کے علوم و معارف کو سیکھنے اور سیکھانے کی راہ میں تلاش و کوشش کرتے ہیں، خصوصاً وہ گراں مایہ اساتذہ کرام، جن کا اِس سودمند کتاب کی تالیف و تصنیف میں کردار ہے، ہم اُن سب کے لیے صحت و سلامتی اور بہتری کے لیے دعا گو ہیں اور خداوندی علیم کی بارگاہ میں اُن کی روز افزوں توفیقات کے خواہشمند ہیں۔

ہم تمام زائرین محترم کے متمنی ہیں کہ وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس جگر پارہ کی زیارت جیسی بے نظیر نعمت کو اس امام معصوم علیہ السلام کے فکر و اندیشہ، کلام اور سیرت طیبہ سے استفادہ کرتے

ہوئے، اپنی معنوی اور فکری ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے فرصت کے لمحات کو غنیمت سمجھیں اور اس کتاب کی مانند دوسری سودمند، مستند اور معتبر کتابوں کے مطالعہ سے اپنی دنیا و آخرت کے لیے سعادت و کمال کا توشۂ راہ حاصل کرلیں اور اپنے خدمت گزاروں کو اِس مقدس آستانہ میں حاضری کے وقت اپنی دعاؤں میں فراموش نہ کریں۔

معاونت تبلیغات وارتباطات اسلامی
آستان قدس رضوی

تمہید

ایران اسلامی فخر کرتا ہے کہ اُسے رسول خدا ﷺ کے پارۂ تن، عالم آل محمدؑ، قبلہ گاہِ حاجات اور آٹھویں معصوم امام علیہ السلام کی میزبانی کا شرف حاصل ہے، نیز اسی طرح ہر سال امام رؤف علیہ السلام کے کروڑں مشتاق اور فریفتہ زائرین کی خدمت اور مہمان نوازی کا اعزاز بھی رکھتا ہے، جو پورے عالم اسلام سے حضرتؑ کی قدم بوسی کے لیے حاضری دیتے ہیں۔

اِن امام معصوم علیہ السلام کے وجود کی برکت سے تمام محبان اہل بیت علیہم السلام، خصوصا خود حضرت رضا علیہ السلام کے پیروکاروں اور شیعوں پر فیوضات الٰہی کی بارش برستی رہتی ہے، سرزمین خراسان کا یہ ٹکڑا، جنت کا وہ ٹکڑا ہے، جو عالم ملکوت پر فخر کرتا ہے اور عالم بالا کے کرّوبیاں (فرشتے اور آسمانی مخلوق) کا ہمیشہ اسی طرح منظور نظر ہے، جس طرح اہل زمین کے لیے عشق و توجہ اور ہدایت کا مرکز ہے، فرشتگانِ الٰہی حضرت رضا علیہ السلام کے مشتاق اور فریفتہ زائرین کے ہمراہ، اُن کے روضۂ منورہ میں ہر طرف ہمیشہ رفت آمد کرتے ہیں۔

کس قدر عظیم برکات اور حیرت انگیز آثار، خداوند عالم اِس امام معصوم علیہ السلام کے وجود اور ان کی زیارت کی برکت سے، اِن کے زائروں اور محبوں کو عطا کرتا ہے۔

امام رضا علیہ السلام کی زیارت اور اِس بارگاہ ملکوتی میں سیلاب کی مانند ان کے مشتاق زائرین کی حاضری، ہمیشہ دینی و معنوی روح، آخرت کی یاد، خداوند عالم اور اس کے دستورات کی طرف توجہ کو لوگوں کے دلوں اور اسلامی معاشرے میں تقویت بخشتی ہے۔ ان کے مشتاق زائرین، اِس پاک و پاکیزہ اور نور امامت و ولایت سے سرشار فضا میں سکون و راحتی اور طہارت و پاکیزگی کا احساس کرتے ہیں، ان کی بارگاہ میں اپنی حاجتیں پیش کرتے ہیں اور الطاف و عنایات الٰہی سے، اس امام معصوم علیہ السلام کے واسطہ سے اپنی ہر حاجت کو برآوردہ و پورا کرتے ہیں۔

اس لیے شائستہ ومناسب ہے کہ اس امام معصوم علیہ السلام کی زیارت سے بہتر اور زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے کے لیے ہم محبان اہل بیت علیہم السلام کی توجہ امام رؤف حضرت علی بن موسی الرضا علیہ السلام کے مختصر حالات زندگی اور اُن کی گرانقدر صفات کی جانب مبذول کروائیں تا کہ وہ زیادہ معرفت کے ساتھ اُن کی زیارت بجالائیں اور اس طرح پہلے سے زیادہ پروردگار عالم کی عنایات اور حضرت ثامن الحجج علی بن موسی الرضا (علیہ الاف التحیة و الثناء) کی توجہ کا مرکز قرار پائیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کی زندگی کا اجمالی خاکہ

- نام مبارک: علیؑ
- والد گرامی کا نام: امام موسیٰ بن جعفر الکاظم علیہ السلام
- والدہ گرامی کا نام: جناب نجمہؑ یا تکتمؑ
- حضرتؑ کی کنیت: ابوالحسنؑ
- حضرتؑ کا لقب: رضاؑ
- تاریخ ولادت: ۱۱ ذیقعدہ سال ۱۴۸ھ ہجری قمری
- محل ولادت: مدینہ منوّرہ
- حضرتؑ کی اولاد: حضرت امام محمد تقی علیہ السلام (امام محمد تقی علیہ السلام کے علاوہ کسی اور اولاد کے ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں تاریخ نویسوں کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔)
- حُکام وقت: منصور دوانیقی، مہدی عباسی، ہادی عباسی، ہارون عباسی، محمد امین عباسی اور مامون عباسی
- ولایت عہدی کی تاریخ: ماہ رمضان المبارک ۲۰۱ھ ہجری قمری (مامون عباسی کے مجبور کرنے پر ولایت عہدی قبول کی۔)
- حضرتؑ کی عمر مبارک: ۵۵ سال (مشہور قول کی بناء پر)
- تاریخ شہادت: آخر ماہ صفر المظفر ۲۰۳ھ ہجری قمری

- حضرتؑ کا قاتل: مامون عباسی نے زہر کے ذریعہ شہید کیا۔
- روضہ منوّرہ: مشہد مقدس رضوی، جو عالمی شہرت یافتہ اسلامی شہر ہے۔[۱]

امام رضا علیہ السلام کی تاریخِ ولادت

مشہور محدثین و مؤرخین حضرت امام رضا علیہ السلام کی ولادت باسعادت کی تاریخ ۱۱ ذیقعدہ ۱۴۸ھ ہجری قمری سمجھتے ہیں[۲] اور یہ وہی سال ہے جب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے دنیا سے رحلت فرمائی۔ لیکن بعض تاریخ نویسوں نے حضرت رضا علیہ السلام کی ولادت کو امام جعفر صادق علیہ السلام کی رحلت کے پانچ سال بعد بیان کیا ہے۔[۳]

حضرت امام رضا علیہ السلام کی مادرِ گرامی

آپ علیہ السلام کی مادرِ گرامی محترم ومکرّم خاتون جناب نجمہؑ یا تکتمؑ ہیں، جنھیں حضرت رضا علیہ السلام کی ولادت کے بعد طاہرہ (یعنی پاکیزہ) کا نام دیا گیا۔[۴] وہ ایک پاکدامن اور

---

(۱) مأخوذ از بحار الانوار، ج۴۹، ص۲، (البتہ حضرتؑ کی تاریخ ولادت اور شہادت کے بارے میں دوسرے اقوال بھی ذکر ہوئے ہیں۔)

(۲) اعلام الوریٰ، ص۳۰۲؛ بحار الانوار، ج۴۹، ص۳

(۳) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج۱، ص۱۸؛ مروج الذھب، ج۳، ص۴۴۱؛ اثبات الوصیۃ، ص۱۸۲

(۴) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج۱، ص۱۵

عقلمند خاتون تھیں۵ اور عجم کے اشراف خاندان سے اُن کا تعلق تھا۔۶

روایت میں ہے کہ حضرت رضا علیہ السلام کی والدہ گرامی جناب تکتم نے فرمایا: ''مجھے کوئی دائی مدد کے لیے فراہم کی جائے (تاکہ وہ حضرت رضا علیہ السلام کو دودھ پلانے میں میری مدد کرے)۔ پوچھا گیا: کیا آپ کا دودھ کم ہے؟ فرمایا: نہیں! لیکن میں کچھ اذکار اور نمازیں پڑھتی ہوں، جو اِس بچے کی ولادت کے بعد کم ہو گئے ہیں۔۷

امام رضا علیہ السلام کی اولاد

مورّخین و محدثین کے درمیان حضرت امام رضا علیہ السلام کی اولاد کے تعداد کے بارے میں اختلاف ہے، بعض حضرت امام محمد تقی الجواد علیہ السلام کو آپؑ کا تنہا فرزند قرار دیتے ہیں، جیسے شیخ مفیدؒ اور ابن شہر آشوب۔۸ لیکن بعض نے آپؑ کی دوسری اولاد بھی ذکر کی ہیں، اُن میں سے ایک ''فاطمہ'' نام کی بیٹی بھی ہے۔۹

لیکن بعض روایات بھی حضرت رضا علیہ السلام کے ایک فرزند کی ہی تائید کرتی ہیں، حنان بن سدیر نامی شخص کہتا ہے: میں نے حضرت رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: کیا ہوسکتا ہے کہ امام فرزند اور جانشین کے بغیر ہو؟ آپؑ نے فرمایا: ''نہیں! اور جان لو کہ میرے یہاں فقط

---

(۵) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۱، ص ۱۷

(۶) احقاق الحق، ج ۱۲، ص ۳۴۳ نقل از ینابیع المودۃ

(۷) بحار الانوار، ج ۴۹، ص ۵

(۸) الارشاد، ج ۲، ص ۲۶۳؛ مناقب، ج ۴، ص ۳۶۷

(۹) منتہی الامال، ج ۲، ص ۳۵۲

ایک ہی فرزند ہوگا، لیکن خداوند اُس ایک کو بے شمار اولاد عطا کرے گا۔"[۱۰]

شمس الشموس امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کی ولادت باسعادت

امام رضا علیہ السلام کی مادرِ گرامی جناب نجمہؑ کہتی ہیں: "میں اپنے بیٹے علیؑ کی حاملگی کے ایام میں ہرگز کسی قسم کی سنگینی کا احساس نہیں کرتی تھی اور سوتے وقت اپنے اندر سے خداوند عالم کے ذکر کی آواز سنتی تھی، جس سے میں خائف وسراسیمہ ہو جاتی تھی، جب وہ دنیا میں تشریف لائے، تو ہاتھ پاؤں زمین پر رکھے اور سر کو آسمان کی جانب بلند کیا اور جیسے کوئی کلام کرتا ہے، اس طرح آپؑ کے لب مبارک جنبش کر رہے تھے۔"

جب حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو دیکھا تو فرمایا: "هَنِيْئاً لَكِ يَا نَجْمَةَ كَرَامَةَ رَبِّكِ" "اے نجمہ! تمہیں تمہارے پروردگار کی طرف سے بزرگواری و کرامت مبارک ہو۔" پھر مولود مبارک کو سفید کپڑے میں لپیٹ کر حضرتؑ کو دیا گیا، حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی اور آبِ فرات طلب فرمایا اور اس سے اپنے بیٹے کو گھٹی پلائی اور پھر اُن کی والدہ گرامی سے فرمایا: "خُذِيْهِ فَإِنَّهُ بَقِيَّةُ اللّٰهِ تَعَالٰى فِي أَرْضِهِ" "اس کو لے لو کہ یہ اللہ کی زمین میں اُس کا بقیہ (حجت) ہے۔"[۱۱]

---

(۱۰) بحار الانوار، ج ۴۹، ص ۲۲۱

(۱۱) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۲۵۰

حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام نے امام رضا علیہ السلام کی ولادت کے بعد آپؑ کی والدہ گرامی کو ''طاہرہ''(یعنی پاکیزہ) کے لقب سے سرفراز فرمایا۔[۱۲]

امام جعفر صادق علیہ السلام کی دیدارِ امام رضا علیہ السلام کی آرزو

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اپنی اولاد سے فرماتے تھے: ''یہ تمہارا بھائی ''علی بن موسیٰ علیہ السلام '' عالم آل محمدؐ ہے، اپنے دین کے بارے میں اس سے سوال کرو اور جو کچھ یہ کہتا ہے اس کو حفظ کرلو، میں نے اپنے والد بزرگوار حضرت جعفر بن محمد علیہ السلام سے بارہا سنا ہے کہ وہ مجھ سے فرماتے تھے:'' اِنَّ عَالِمَ آلِ مُحَمَّدٍ لَفِی صُلْبِکَ وَلَیْتَنِی أَدْرَکْتُهُ فَاِنَّهُ سَمِیُّ أَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیٍّؑ'' ''عالم آل محمد علیہم السلام تمہاری نسل سے ہوگا اور اے کاش! میں اس کو دیکھ لیتا، کیونکہ وہ امیر المومنین علی علیہ السلام کا ہم نام ہے۔''[۱۳]

متعدد روایات میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، امیر المومنین علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے امام علی رضا علیہ السلام کے وجود بابرکت، نیز ان کی مظلومانہ شہادت اور خراسان میں اُن مرقد مبارک اور اُن کی زیارت کے بےحدوحساب ثواب کا پتہ چلتا ہے، جس کو ہم حضرت رضا علیہ السلام کی شہادت کے باب میں بیان کریں گے۔

---

(۱۲) بحارالانوار، ج۴۹، ص ۷

(۱۳) بحارالانوار، ج۴۹، ص ۱۰۰ نقل از اعلام الوریٰ، ص ۳۱۵

حضرت امام رضا علیہ السلام کو ''رضا'' کا لقب کیوں دیا گیا؟

ابونصر بزنطی، جو کہ امام رضا علیہ السلام اور امام محمد تقی علیہ السلام کے بزرگ اصحاب میں سے ہے، کہتا ہے: میں نے ابوجعفر محمد بن علی علیہ السلام (یعنی امام جوادؑ) کی خدمت میں عرض کیا: آپؑ کے مخالفین کا ایک گروہ یہ خیال کرتا ہے کہ مامون نے آپؑ کے پدر بزرگوارؑ کو ''رضا'' کا لقب دیا ہے، کیونکہ اس نے آنحضرتؑ کو اپنی ولایت عہدی کے لیے منتخب کیا تھا۔

حضرت امام محمد تقی علیہ السلام نے فرمایا: ''خدا کی قسم! یہ لوگ جھوٹ کہتے ہیں اور گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں، بلکہ خداوند عالم نے اُن کو ''رضا'' کا نام دیا ہے، کیونکہ وہ خداوند عزوجل کے آسمان میں اور اُس کے رسول گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بعد میں آنے والے آئمہ معصومین علیہم السلام کے زمین میں پسندیدہ فرد تھے۔''

راوی کہتا ہے کہ میں نے پوچھا: کیا آپ علیہ السلام کے تمام گزشتہ آباءواجداد اس طرح نہیں تھے؟ آپؑ نے فرمایا: ''ہاں! اسی طرح سے ہے۔''

میں نے عرض کیا: پس کیوں آپؑ کے والد بزرگوارؑ اُن سب کے درمیان ''رضا'' کے لقب سے یاد کیے گئے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''کیونکہ اُن کے مخالفین (دشمن) بھی اُن سے اسی طرح راضی تھے، جس طرح اُن کے دوست اور چاہنے والے راضی تھے اور یہ چیز اُن کے آباء و اُجداد میں سے کسی کے لیے نہیں تھی، اسی وجہ سے وہ حضرتؑ اُن سب کے درمیان ''رضا'' کے لقب سے پکارے گئے۔''[۱۴]

---

(۱۴) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج۱، ص۱۳؛ علل الشرائع، ج۱، ص۲۳۷

اس بات کی تائید اس قول سے بھی ہوتی ہے جو سلیمان بن حفص کہتا ہے: کہ امام موسیٰ بن جعفرعلیہ السلام نے اپنے بیٹے ''علی'' کا نام ''رضا'' رکھا ہے اور (وہ جب یہ چاہتے کہ اپنے بیٹے ''علی'' کا ذکر کریں تو) یوں فرماتے تھے: ''میرے بیٹے کو ''رضا'' سے پکاریں، میں نے اپنے بیٹے ''رضا'' سے کہا، میرے فرزند ''رضا'' نے مجھ سے یوں کہا اور۔۔۔''[۱۵]

امام رضاعلیہ السلام کا بچپن اور جوانی

آئمہ معصومین علیہم السلام کے بچپن اور جوانی کی زندگی کے حوالے سے تاریخ بڑی حد تک خاموش و ساکت ہے، کیونکہ تاریخ نویس اور مورّخین بھی مشہور اور ہیجان آور حوادث و واقعات اور لوگوں کے مورد توجہ اشخاص کے بارے میں لکھنا پسند کرتے ہیں، نہ کہ اُن افراد کے بارے میں جو کوئی دعویٰ نہ کریں اور ہر قسم کے لڑائی جھگڑے اور شور و غل سے دور ہوں، خاص کر اہل بیت علیہم السلام کے بارے میں تو حکومتوں کی یہ کوشش رہی کہ اُن کو عوام سے دور رکھا جائے اور نیز اُس وقت کے اہل علم اور دانشمند بھی اپنی مذہبی مخالفت کی وجہ سے آئمہ معصومین علیہم السلام کا اثر و رسوخ اور اُن کی شخصیت کو کم رنگ کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ یہی چیز سبب بنی کہ آنے والی نسلیں اہل بیت علیہم السلام کی امامت سے پہلے کی زندگی اور بعض اوقات بعد از امامت کی زندگی کے واقعات اور معلومات سے محروم ہیں۔

جو کچھ تاریخ میں آیا ہے، وہ یہ ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام اپنے بچپنے میں اپنے والد بزرگوارؑ کی بے انتہاء توجہ کا مرکز تھے، مفضّل نامی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا ایک صحابی کہتا ہے:

---

(۱۵) علل الشرائع، ج ۱، ص ۲۲۶

میں حضرت کاظم علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا تو دیکھا کہ اُن کے فرزند ''علیؑ'' اُن کی آغوش میں بیٹھے ہیں، حضرتؑ ان کے بوسے لیتے ہیں، ان کی زبان چوستے ہیں اور کبھی ان کو اپنے کاندھے پر بٹھا لیتے ہیں اور پھر اپنے سینے سے لگا لیتے ہیں اور فرماتے ہیں: ''میرے باپ تم پر قربان جائیں! تمہاری خوشبو کتنی گوارا، تمہاری خلقت کتنی پاکیزہ اور تمہارے فضائل کتنے آشکارا ہیں۔''

مفضل کہتا ہے، میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان جاؤں! میرے دل میں اِس بچے کی نسبت اس قدر محبت پیدا ہوگئی ہے، جو آپؑ کے علاوہ کسی اور کے لیے پیدا نہیں ہوئی ہے۔

حضرت کاظم علیہ السلام نے فرمایا: ''اے مفضّل! اس کی نسبت مجھ سے بالکل ایسے ہی ہے جیسے میری نسبت اپنے پدر گرامی سے، اولاد جو بعض دوسرے بعض سے ہیں اور خداوند عالم سننے اور جاننے والا ہے۔''

راوی کہتا ہے میں عرض کیا: کیا آپؑ کے بعد یہ اس منصب (امامت و ولایت) کا مالک ہوگا؟

امامؑ نے فرمایا: ''ہاں! جو بھی اِس کی اطاعت کرے گا وہ حق تک پہنچ جائے گا اور جو اِس کی نافرمانی کرے گا، کافر ہو جائے گا۔''[۱۶]

کبھی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام یوں فرماتے تھے: ''علی میرا سب سے بڑا (اور صاحب عزت و جلال) بیٹا ہے، وہ سب سے زیادہ میری باتوں کو سنتا اور میری اطاعت کرتا ہے، وہ میرے ساتھ علم جفر و جامعہ (جو علوم اہل بیت علیہم السلام کے مأخذ سے دو اہم کتابیں ہیں) کا مطالعہ کرتا ہے اور اِن میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کے وصی برحق کے علاوہ کوئی نگاہ نہیں ڈال سکتا۔''[۱۷]

---

(۱۶) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج۱، ص۲۶

(۱۷) بصائر الدرجات، جزء۳، باب۱۴، ج۲۴، ص۲۰

حضرت امام رضا علیہ السلام کا جوانی میں مرجع دینی ہونا

امام رضا علیہ السلام عالم جوانی ہی میں اس قدر علم و فضل کے مالک تھے کہ لوگوں کے مرجع دینی شمار ہوتے تھے اور لوگ اپنی دینی مشکلات کے حل کے لیے آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام بھی لوگوں کو اُن کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیتے اور فرماتے تھے: ''میرے بیٹے (علیؑ) کا تحریر کردہ، میرا تحریر کردہ، اُن کی بات، میری بات اور اُن کا بھیجا ہوا، میرا بھیجا ہوا ہے، جو وہ کہیں وہی حق ہے۔'' ۱۸

ایک دن ایک شخص نے امام موسی کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میرا آپؑ سے ایک سوال ہے!

حضرتؑ نے فرمایا: ''اپنے امامؑ سے پوچھو!'' اُس نے حیرت سے پوچھا: آپؑ کا اس سے کون مقصود ہے؟ میں تو آپؑ کے علاوہ کسی کو اپنا امام نہیں سمجھتا!

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا: ''وہ میرے بیٹے ''علی'' ہیں، میں نے اپنی کنیت ''ابوالحسن'' اُن کو عطا کردی ہے۔'' ۱۹

''ابن حجر'' جو کہ اہل سنت کے علماء میں سے ہے، کہتا ہے: ''كَانَ يُفْتِي فِي مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ ابْنُ نَيِّفٍ وَّعِشْرِيْنَ سَنَةً'' ''حضرت رضا علیہ السلام مسجد نبویؐ میں فتوے دیتے تھے، جبکہ آپؑ کی عمر مبارک بیس اور کچھ سال سے زیادہ نہیں تھی۔'' ۲۰

---

(۱۸) اصول کافی، ج۱، ص۳۱۲؛ عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج۱، ص۳۱؛ الارشاد، ج۲، ص۲۵۰

(۱۹) الغیبۃ، شیخ طوسیؒ، ص۲۹؛ رجوع کریں: بحار الانوار، ج۴۹، ص۲۵

(۲۰) تہذیب التہذیب، ج۷، ص۳۳۹

ذہبی (علمائے اہل سنت میں سے ایک اور) یہ کہتے ہیں: ''حضرت رضا علیہ السلام عین جوانی کے عالم میں، مالک بن انس، جو کہ اہل سنت کے چہار فقہاء وآئمہ میں سے ایک ہیں، کے زمانے میں فتوے دیا کرتے تھے۔''[۲۱]

بارگاہ الٰہی میں حضرت رضا علیہ السلام کی بلند و بالا عظمت

امام محمد تقی علیہ السلام فرماتے ہیں: حضرت رضا علیہ السلام کے ایک صحابی بیمار ہو گئے (اور وہ حالت احتضار میں تھے) حضرت رضا علیہ السلام اُن کی عیادت اور احوال پرسی کے لیے تشریف لے گئے اور اُن سے پوچھا: ''کیسے ہو!'' انہوں نے جواب دیا: میری حالت بہت زیادہ خراب ہے اور موت کا مشاہدہ کر رہا ہوں۔ حضرتؑ نے فرمایا: ''تم نے موت کو کیسا پایا؟'' کہنے لگے: بہت زیادہ سخت اور دردناک! آپ علیہ السلام نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے فرمایا: ''یہ تو ابھی ابتداء ہے اور موت نے اپنی بعض کیفیات کو تیرے لیے ظاہر کیا ہے۔ حقیقت میں لوگ دو قسم ہیں: ایک گروہ وہ ہے جو موت سے راحت و سکون حاصل کر لیتا ہے اور دوسرا گروہ وہ ہے، جس کی موت سے لوگ راحت و سکون پاتے ہیں۔ خدا اور ہماری ولایت پر ایمان کی تجدید عہد کرو! (یعنی شہادتین اور ہماری ولایت کا اس موت کے وقت اقرار کرو) تاکہ راحت و سکون حاصل کر لو۔''

اُنہوں نے یہ کام انجام دیا اور پھر عرض کی: اے فرزندِ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اب پروردگار عالم کے فرشتے درود اور تحائف کے ساتھ آپؑ پر سلام بھیج رہے ہیں اور آپؑ کے روبرو کھڑے ہیں، آپؑ اُن کو اجازت مرحمت فرمائیں کہ وہ بیٹھ جائیں۔

---

(۲۱) سیر اعلام النبلاء، ج۹، ص۳۸۸

حضرتؑ نے فرمایا: ''اے پروردگارِ عالم کے فرشتو! بیٹھ جاؤ۔'' پھر آپؑ نے مریض سے مخاطب ہوکر فرمایا: ''اے فرشتوں سے پوچھو، کیا ان کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ میرے سامنے کھڑے رہیں؟''

مریض نے اُن سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا: ''اگر خداوندعالم کے تمام فرشتے آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوں تو وہ آپؑ کے احترام میں کھڑے رہیں گے اور اُس وقت تک نہیں بیٹھیں گے جب تک آپؑ اجازت نہ دیں، خداوند نے اُن کو یہی حکم دیا ہے۔''

پھر اُس مریض نے، اِس حالت میں کہ اُس کی آنکھیں بند تھیں، عرض کیا: سلام ہو آپ پر اے سفیرِ الٰہیؑ! یہ آپ ہیں جو حضرت رسول خداؐ اور دیگر آئمہ معصومینؑ کے ہمراہ میرے سامنے کھڑے ہیں اور اس طرح اُس نے (راحت وسکون کے ساتھ) جان دیدی۔۲۲

سرزمین غربت کے فرزند

شیخ صدوق ؒ روایت کرتے ہیں کہ صالحین میں سے ایک مرد صالح نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم خواب میں دیکھا تو عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں آپ کے کس فرزند کی زیادت کروں؟ آنحضرتؐ نے فرمایا: ''میرے بعض فرزند میرے پاس اس حالت میں آتے ہیں کہ انہیں زہر سے شہید کیا گیا ہے اور بعض کو تلوار سے قتل کیا گیا ہے۔'' اُس نے عرض کیا: اُن کے مدفن تو مختلف مقامات پر ہیں، میں اُن میں سے کس کی زیارت کروں؟

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''وہ جو تم سے نزدیک تر ہے اور سرزمین غربت میں دفن

---

(۲۲) بحارالانوار، ج۴۹، ص۲۷ نقل از دعوات راوندی

کیا گیا ہے۔'' اُس نے پوچھا: کیا آپؐ حضرت رضا علیہ السلام کے بارے میں فرما رہے ہیں؟
آنحضرتؐ نے فرمایا: ''کہو: صلی اللہ علیہ، کہو: صلی اللہ علیہ، کہو: صلی اللہ علیہ'' ۲۳؎

امام رضا علیہ السلام کی عبادی سیرت

عبادت خداوند عالم کے لیے خصوصی توجہ و عنایات اور عبادت، اذکار اور شب و روز کی مخصوص دعاؤں کے لیے وقت قرار دینا، اہل بیت عصمت و طہارت علیہم السلام کے مشاغل اور طریقوں میں سے ایک رہا ہے، وہ ہستیاں لوگوں کے رجوع کرنے، درس و تدریس اور مختلف نوعیت کی دیگر مصروفیات کے باوجود، ہرگز عبادت و یاد خدا سے غافل نہیں ہوتی تھیں اور یہ چیز اُن کے پیروکاروں کے لیے سب سے بڑا درس ہے۔

یہاں ہم حضرت رضا علیہ السلام کی عبادی سیرت کے چند نمونے پیش کرتے ہیں:

۱۔ آپؑ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد سجدے میں جاتے اور طلوع آفتاب تک سجدے میں رہتے۔

۲۔ جب کبھی فرصت اور فراغت میسّر آتی، تو آپؑ شب و روز میں ایک ہزار رکعت نماز بجالاتے۔

۳۔ آپؑ نماز کے بعد ہمیشہ سجدۂ شکر بجالاتے۔

۴۔ آپؑ کا قرآن کریم کے ساتھ اس قدر اُنس تھا کہ تمام گفتگو، جوابات اور مثالیں قرآنِ کریم سے دیتے۔

۵۔ آپؑ ہر تین روز میں ایک بار ختم قرآن کرتے اور فرماتے تھے: ''اگر میں چاہوں تو اِس سے پہلے بھی ختم کرسکتا ہوں، لیکن میں ہر آیت کے بارے میں غور و فکر کرتا ہوں کہ یہ کہاں اور کس

---

(۲۳) بحار الانوار، ج ۴۹، ص ۳۲۹ نقل از عیون اخبار الرضا علیہ السلام

وقت نازل ہوئی۔"

۶۔آپؑ رات میں بہت کم سوتے اور اکثر راتوں کو شب بیداری فرماتے۔

۷۔آپؑ بہت زیادہ روزے رکھتے اور ہر مہینے میں تین دن کے روزے آپؑ سے فوت نہیں ہوتے تھے۔

۸۔آپؑ اپنی دعاؤں سے پہلے محمد وآل محمد علیہم السلام پر صلوات بھیجتے اور ذکر صلوات کو نماز میں اور نماز کے علاوہ کثرت سے پڑھتے تھے۔

۹۔آپؑ رات کو بستر پر (سونے سے پہلے) بہت زیادہ قرآن کی تلاوت فرماتے اور جب جنت و جہنم سے مربوط کسی آیت پر پہنچتے تو بہت زیادہ گریہ فرماتے تھے۔

۱۰۔آپؑ ہمہ وقت ذکر خدا میں مشغول رہتے اور سب سے بڑھ کر خدا کا خوف رکھتے تھے۔[۲۴]

حضرت امام رضا علیہ السلام کا سفر خراسان کے دوران عبادی طریقہ

"رجاء بن ابی ضحاک" جو عباسیوں کی حکومت کا ایک عہدہ دار تھا اور مامون عباسی کے دور حکومت میں وزارت خزانہ کا قلم دان اُس کے پاس تھا۔[۲۵] مامون کی طرف سے اُسے ماموریت دی گئی کہ امام رضا علیہ السلام کو مدینہ سے مروّ مامون کے پاس لے آئے اور حضرتؑ پر نظر رکھے اور اُنہیں بصرہ، اہواز اور فارس کے راستے سفر کرائے، نہ کہ قم کے راستے (جہاں شیعہ بڑی تعداد میں ساکن تھے)۔ وہ کہتا ہے: میں مدینہ سے مروّ تک حضرت کے ساتھ ساتھ تھا، خدا کی

(۲۴) بحار الانوار، ج۴۹، ص۹۰ تا ۹۴ (مختلف احادیث سے اقتباس)

(۲۵) لغت نامہ دہخدا، ج۲۳، ص۲۸۶

قسم! میں تقویٰ و پرہیزگاری، خدا کو بہ کثرت یاد کرنے اور خداوند کا بہت زیادہ خوف کھانے والا کسی بھی زمانے میں، اُن کی مانند نہیں دیکھا۔ اُن کی عادت یہ تھی کہ نماز صبح کے بعد مصلائے عبادت پر بیٹھ جاتے اور ''سُبحانَ اللّٰہ والحَمدُ للّٰہِ واللّٰہُ أکبَرُ وَلا اِلٰہ اِلّا اللّٰہُ'' اور پیغمبرؐ و آل پیغمبر علیہم السلام پر صلوات کے ذکر میں طلوع آفتاب تک مشغول رہتے، پھر وہ سجدے میں چلے جاتے اور اُن کا سجدہ اس قدر طولانی ہوتا کہ دن چڑھ جاتا۔ پھر وہ سجدے سے سر اُٹھاتے اور لوگوں کے ساتھ گفتگو کرتے، اُنہیں وعظ و نصیحت فرماتے اور ظہر کے نزدیک تجدید وضو کرتے اور اپنے نماز کے مقام پر لوٹ جاتے اور آٹھ رکعت نافلۂ ظہر (ایک خاص کیفیت کے ساتھ کہ جو روایات میں بیان ہوئی ہے) پڑھنے کے بعد، اذان و اقامت کہتے اور نماز ظہر کے فریضہ کو بجالاتے۔ نماز کے بعد کچھ وقت تک تسبیح، حمد، تکبیر اور ''لا اِلٰـہ اِلّا اللّٰہُ'' کا ورد فرماتے، اِس کے بعد سجدۂ شکر بجالاتے، اور سو مرتبہ ''شکراً للّٰہ'' کا ورد کرتے۔

پھر وہ اسی مخصوص کیفیت کے ساتھ آٹھ رکعت نافلۂ عصر پڑھتے اور اس کے بعد نماز عصر کے فریضہ میں مشغول ہو جاتے، نماز عصر کے بعد بھی کچھ وقت تک تسبیح، حمد، تکبیر اور ''لا اِلٰہ اِلّا اللّٰہُ'' کا ذکر فرماتے، پھر سجدے میں چلے جاتے اور سو مرتبہ ''حمداً للّٰہ'' کہتے۔ غروب آفتاب کے بعد پھر وضو تجدید فرماتے اور اذان و اقامت کہہ کر نماز مغرب پڑھتے اور نماز کے بعد کچھ دیر تسبیح، حمد، تکبیر اور ''لا اِلٰـہ اِلّا اللّٰہُ'' کا ورد کرتے، پھر سجدۂ شکر بجالاتے اور اس کے بعد کسی سے کلام کئے بغیر، چار رکعت مغرب کے نافلہ دو سلام اور دو قنوت کے ساتھ بجالاتے تھے۔

اس کے بعد کچھ دیر تعقیبات نماز مغرب پڑھتے اور پھر روزہ افطار فرماتے اور جب تقریباً رات کا ایک تہائی حصّہ گزر جاتا، تو وہ نماز عشاء پڑھنے کے لیے اُٹھ جاتے اور نماز عشاء کے بعد وہ کچھ دیر نماز کی جگہ ہی بیٹھے رہتے اور ذکر خدا، حمد اور ''لا اِلٰـہ اِلّا اللّٰہُ'' کا ورد کرنے میں مصروف رہتے اور تعقیبات نماز اور سجدۂ شکر بجالانے کے بعد وہ بستر پر تشریف لے جاتے۔

جب رات کا ایک تہائی حصّہ باقی رہ جاتا، تو تسبیح، حمد، تکبیر، ''لا اِلٰــہ اِلَّا اللّٰــہُ'' اور استغفار پڑھتے ہوئے بستر سے اُٹھ جاتے اور مسواک کرتے اور پھر وضو کرنے کے بعد نماز تہجد کی گیارہ رکعات (ایک خاص کیفیت کے ساتھ، جو روایات میں بیان ہوئی ہے) بجا لاتے، نماز شب کے بعد تعقیبات کے لیے بیٹھے رہتے اور طلوع فجر کے نزدیک، دو رکعت نافلۂ فجر پڑھتے اور جب طلوع فجر ہو جاتا، تو اذان و اقامت کہتے اور دو رکعت نماز صبح بجالاتے، نماز سے فارغ ہونے کے بعد طلوع آفتاب تک تعقیبات پڑھتے رہتے، پھر دو سجدۂ شکر بجالاتے، تا کہ دن چڑھ جائے۔۔۔

وہ جس شہر میں بھی دس دن ٹھہرنے کا قصد کرتے، دنوں میں روزہ رکھتے اور جب رات ہو جاتی تو روزہ افطار کرنے سے پہلے نماز مغرب بجالاتے تھے اور اگر کسی جگہ ٹھہرنے کا ارادہ نہ رکھتے، تو مغرب کے علاوہ واجب نمازوں کو دو دو رکعت پڑھتے، وہ ہرگز نافلۂ مغرب، نماز شب اور دو رکعت نافلۂ فجر کو سفر یا حضر میں ترک نہیں فرماتے تھے، لیکن نماز ظہر و عصر کے نوافل سفر میں ترک کرتے تھے اور ہر قصر نماز پڑھنے کے بعد، وہ تیس مرتبہ تسبیحات اربعہ پڑھتے اور فرماتے تھے: ''یہ قصر نماز کو پورا کرنے کے لیے ہے۔۔۔''

وہ سفر میں کبھی بھی روزہ نہیں رکھتے تھے اور دعا کرتے وقت ہمیشہ ابتداء میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کی آل پاک علیہم السلام پر صلوات بھیجتے تھے اور اس ذکر صلوات کو نماز میں اور نماز کے بعد بہت زیادہ تکرار کرتے تھے۔

راتوں کو جب بستر پر ہوتے تو بہت زیادہ قرآنِ کریم کی تلاوت فرماتے اور جب بھی کسی ایسی آیت پر پہنچتے جس میں جنت یا جہنم کا ذکر ہوتا، تو گریہ و زاری کرتے اور خداوند عالم سے جنت کی خواہش اور آتش جہنم سے پناہ مانگتے تھے۔

حضرت رضا علیہ السلام تمام نمازوں میں ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' بلند آواز سے پڑھتے

تھے۔۔۔حضرتؑ جس شہر میں بھی وارد ہوتے ،لوگ اُن کی خدمت میں آجاتے اور اُن سے اپنے دینی مسائل دریافت کرتے اور حضرتؑ اُن کو (تسلّی بخش) جواب مرحمت فرماتے ،اور بہت سی حدیثوں کو اپنے آباءواَجداد کے واسطہ سے امام علی علیہ السلام اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل فرماتے تھے۔

''رجاء بن ابی ضحاک'' کہتا ہے: جب میں حضرتؑ کو مامون الرشید کے پاس لے کر گیا اور اس نے مجھ سے سفر کی رویداد چاہی اور میں نے حضرتؑ کے حالات و واقعات اس کے لیے بیان کیئے، تو اُس نے کہا: ہاں! اے فرزند ابی ضحاک! علی بن موسیٰ علیہ السلام اہل زمین میں بہترین، داناترین اور عبادت گزارترین شخص ہیں۔لیکن جو تو نے دیکھا ہے کسی سے نہ کہنا، کیونکہ میں چاہتا ہوں اُن کے فضائل میری زبان سے بیان ہوں (البتہ اس سے مامون کا مقصد حضرتؑ کے فضائل پر پردہ پوشی کرنا تھا تاکہ لوگوں پر اُن کے فضائل آشکارا نہ ہو جائیں) اور میں جو نیت رکھتا ہوں، اُس میں خداوند سے مدد چاہتا ہوں تاکہ اُن کی شان و منزلت کو بلند کرسکوں۔[۲۶]

حضرت رضا علیہ السلام کی اوّل وقت میں نماز

حضرت امام رضا علیہ السلام نماز اول وقت کو بہت زیادہ اہمیت دیتے تھے، کیونکہ نماز اول وقت ذکاوت اور دینداری کی علامت اور ایک مسلمان شخص کی خداوند عالم اور معنویات کی طرف توجہ شمار ہوتی ہے اور جو لوگ نماز اول وقت کے پابند ہوں غالبًا دینی اور معنوی نقطہ نظر سے بلند مرتبہ پر فائز ہوتے ہیں۔

ایک مجلس میں اُس زمانے کا مشہور و معروف دانشمند ''عمران صابی'' امام رضا علیہ السلام

---

(۲۶) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج۲،ص ۱۷۸

کے ساتھ بحث و گفتگو میں مصروف تھا اور بحث بڑے حساس مقام پر پہنچی ہوئی تھی کہ اچانک حضرت رضا علیہ السلام اپنی جگہ سے کھڑے ہو گئے اور مامون سے (جو مجلس کی نظارت کر رہا تھا) فرمایا: ''نماز کا وقت ہے۔'' عمران صائبی نے عرض کیا: میرا دل نرم ہو رہا ہے اور (اسلام قبول کرنے کے لیے) آمادہ ہے! میرے لیے جوابات کا سلسلہ منقطع نہ کریں۔ حضرتؑ نے فرمایا: ''میں نماز پڑھ کر لوٹ آؤنگا۔'' ۲۷

ایک دوسری حدیث میں ابراہیم بن موسیٰ کہتا ہے: میں نے حضرت رضا علیہ السلام سے ایک درخواست کی اور انہوں نے وعدہ کرتے ہوئے قبول فرمایا، یہاں تک کہ ایک دن حضرتؑ بعض علویین سے ملاقات کرنے کے لیے باہر تشریف لائے، راستے میں نماز کا وقت ہو گیا، حضرتؑ اپنی سواری سے نیچے تشریف لائے، میرے اور اُن کے علاوہ کوئی نہیں تھا، انہوں نے مجھ سے فرمایا: ''اذان کہو!'' میں نے عرض کی: تھوڑا صبر کر لیں تا کہ اصحاب بھی آ جائیں۔ تو انہوں نے فرمایا: ''خداوند اپنی مغفرت تیرے شامل حال فرمائے، نماز کو بغیر کسی وجہ کے، اول وقت سے آخر وقت تک تاخیر میں مت ڈالو، بلکہ ہمیشہ اول وقت میں نماز ادا کرو۔''

میں نے اذان کہی اور پھر ہم نے نماز ادا کی۔ نماز کے بعد میں نے اُن کی خدمت میں عرض کیا: اے فرزند رسول خداؐ! آپ کے وعدے کو کافی وقت ہو چکا ہے اور میں ابھی تک ضرورت مند اور محتاج ہوں، آپؑ بھی مصروف رہتے ہیں اور میرا ہمیشہ آپؑ تک پہنچنا بھی نہیں ہوتا (کہ آپؑ سے اپنی مشکل عرض کروں)۔ اُس وقت حضرت رضا علیہ السلام نے اپنا دستِ مبارک زمین پر مارا اور سونے کے ٹکڑے کو باہر نکالا اور فرمایا: ''یہ لے لو، خداوند تمہیں برکت دے، اس سے استفادہ کرو اور جو کچھ تم نے دیکھا ہے، اسے مخفی رکھنا۔''

---

(۲۷) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج۱، ص۱۳۹

وہ شخص کہتا ہے: وہ مال اس قدر بابرکت تھا کہ میں نے اُس سے ستر ہزار دینار حاصل کیے اور خراسان کے مالدار ترین لوگوں میں شامل ہوگیا۔ ۲۸

امام رضا علیہ السلام کی لوگوں کے ساتھ اجتماعی سیرت اور معاشرتی آداب

۱۔ جب لوگوں کے پاس تشریف لاتے تو اپنے آپ کو اُن کے لیے مرتّب اور منظّم فرماتے۔
۲۔ ہرگز زبان سے کسی کو اذیت و تکلیف نہ دیتے۔
۳۔ ہرگز کسی کی بات کو نہیں کاٹتے تھے۔
۴۔ ہرگز کسی کی حاجت کو جہاں تک ممکن ہوتا، ردّ نہیں کرتے تھے۔
۵۔ اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے کے سامنے کبھی پاؤں دراز نہیں کرتے تھے اور نہ ہی اُس کے مقابل تکیہ کا سہارا لیتے تھے۔
۶۔ کبھی آپؑ کو قہقہہ لگاتے نہیں دیکھا گیا، بلکہ حضرتؑ کا ہنسنا دلپذیر تبسّم کے ساتھ ہوتا تھا۔
۷۔ جب لوگوں کی محفل میں تشریف لے جاتے تو عطر لگانا پسند فرماتے تھے۔
۸۔ وہ دوسرے لوگوں کی بہت زیادہ خدمت کرتے اور انہیں صدقہ وخیرات دیتے اور اِن کاموں کو زیادہ تر تاریک راتوں میں انجام دیتے تھے۔
۹۔ وہ بہت زیادہ تواضع وانکساری سے پیش آتے تھے، نقل ہوا ہے کہ ایک روز حمام میں ایک ایسے شخص نے جو امام علیہ السلام کو نہیں جانتا تھا، اُن سے کہا: میرے بدن پر کیسہ مل دو! حضرتؑ نے (کسی قسم کے اظہار کے بغیر) اس کو کیسہ ملنا شروع کر دیا، جب لوگوں نے اُس کو حضرتؑ کے بارے

(۲۸) بحارالانوار، ج ۴۹، ص ۴۹؛ اصول کافی، ج ۲، ص ۴۰۶ (کچھ اختلاف اور اختصار کے ساتھ)

میں بتایا، تو اُس نے شرمسار ہو کر معذرت خواہی کی، لیکن حضرتؑ نے اُسے تسلّی و دلداری دیتے ہوئے کیسہ ملنا جاری رکھا۔

۱۰۔ وہ مہمان کا بڑا احترام کرتے تھے، ایک دن ایک مہمان حضرتؑ کے پاس آیا اور رات تک حضرتؑ کے پاس ٹھہرا رہا، اس وقت گھر کا چراغ اُلٹا ہو گیا، اُس شخص نے چاہا کہ چراغ کو سیدھا کر دے، لیکن حضرتؑ نے روک دیا اور خود اُس کو درست کیا اور فرمایا: ''ہم اپنے مہمانوں سے کام نہیں لیتے۔''[۲۹]

حضرت امام رضا علیہ السلام کی جود و سخا

حضرت رضا علیہ السلام سخاوتمندی اور فقراء کو عطا کرنے میں اپنی مثال آپ تھے، ایک سال عرفہ کے دن اُنہوں نے اپنا تمام مال راہ خدا میں بخش دیا۔ فضل بن سہل نے یہ دیکھا تو کہنے لگا: یہ تو سراسر نقصان اور خسارہ ہے! حضرتؑ نے فرمایا: ''جس چیز سے تمہیں اجر و ثواب اور بزرگواری مل رہی ہو، ہرگز اُسے نقصان شمار نہ کرو۔''[۳۰]

---

(۲۹) بحارالانوار، ج۴۹، ص۹۰ تا ۱۰۴ (مختلف روایات سے اقتباس)

(۳۰) بحارالانوار، ج۴۹، ص۱۰۰

امام رضا علیہ السلام کی حاجت مندوں کے لیے خاص توجہ اور عنایت

وہ کام جس کی دین اسلام میں بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے، وہ حاجت مندوں کے امور میں توجہ، اُن کی مدد اور اُن کی ضروریات کا پورا کرنا ہے، خاص کر اُس وقت جب وہ اپنی ضرورت کا اظہار کریں۔ آیات قرآن کریم اور آئمہ معصومین علیہم السلام کے فرامین اِس نکتہ کی تاکید پر اور اس کی فضیلت بیان کرنے اور حاجت مندوں کی خدمت کے آداب کے بارے میں بہت زیادہ ہیں۔

حضرت امام رضا علیہ السلام کی سیرت طیبہ پر مختصر نگاہ ڈالنے سے انسان اس حقیقت سے آشنا ہوتا ہے کہ حضرتؑ حاجت مندوں کی خدمت اور مدد کرنے میں خاص توجہ وعنایت فرماتے تھے۔

''معمر بن خلاد'' نامی شخص کہتا ہے: حضرت رضا علیہ السلام جب کھانا کھانے میں مصروف ہوتے، تو ایک برتن دسترخوان کے کنارے پر رکھ دیتے اور دسترخوان پر موجود عمدہ کھانوں میں سے اُس میں ڈال دیتے اور دستور دیتے کہ یہ فقراء کو دے دیں۔۔۔۔[۳۱]

ابونصر بزنطی جو امام رضا علیہ السلام کے خاص اصحاب میں سے ہے، کہتا ہے: حضرت امام رضا علیہ السلام نے ایک خط میں اپنے بیٹے امام جواد علیہ السلام کو (جو مدینہ منورہ میں تھے) فرمایا: ''اے ابوجعفر! مجھے معلوم ہوا ہے کہ خدمتگزار آپؑ کو (پچھلے) چھوٹے دروازے سے باہر لے جاتے ہیں (تاکہ لوگ آپؑ سے کوئی تقاضا نہ کریں) یہ اُن کے بخل کی وجہ سے ہے، کیونکہ وہ چاہتے ہیں کہ آپؑ سے کسی کو کوئی فائدہ نہ پہنچے۔ آپؑ پر اپنے حق کے واسطے، میں آپؑ سے یہ

(۳۱) بحارالانوار، ج۴۹، ص۹۷، نقل از محاسن برقی

چاہتا ہوں کہ آپؑ کا آنا جانا سوائے بڑے صدر دروازے کے نہ ہو، جب آپ باہر تشریف لے کر جائیں اور سونا اور چاندی (یعنی درہم اور دینار کے جو سکے اس زمانے میں رائج تھے) اپنے ساتھ لے کر جائیں اور جو آپؑ سے درخواست کرے، عطا کریں اور اپنے چچاؤں میں سے ہر ایک کو، جو احسان کا تقاضا کرے، پچاس دینار سے کم نہ دینا، البتہ اس سے زیادہ دینے کا آپؑ کو اختیار ہے اور اپنی پھپھیوں میں سے ہر ایک کو جو احسان کی متقاضی ہو، پچیس دینار سے کم نہ دینا اور اِس سے زیادہ کا بھی آپؑ کو اختیار ہے، میں چاہتا ہوں کہ اس کام سے خداوند عالم آپؑ کا مرتبہ بلند فرمائے، لہٰذا خرچ کرو اور مالک عرش پروردگار عالم سے تنگدستی کا شک تک دل میں مت لاؤ۔'' [۳۲]

حاجت مندوں کی آبرو اور حیثیت کا تحفّظ

حضرت امام رضا علیہ السلام ایک مجلس میں تشریف فرما تھے اور لوگوں کی بڑی تعداد اُن کے پاس موجود تھی اور وہ حضرتؑ سے احکام شرعی پوچھ رہے تھے، اچانک (اسی وقت) ایک گندمی رنگ کا بلند قامت شخص داخل ہوا اور سلام کر کے عرض کیا: اے فرزند پیغمبرؐ! میں آپؑ اور آپ کے آباء واُجداد سے محبت کرنے والوں میں سے ہوں، (خراسان سے) حج کے لیے آیا تھا، لیکن میرا زادِراہ ختم ہو گیا اور میں مفلس ہو گیا ہوں، اگر آپؑ مناسب سمجھیں تو میرے وطن تک جانے میں مدد فرمائیں، میں اپنے شہر پہنچتے ہی آپؑ کی دی ہوئی رقم آپؑ کی طرف سے صدقہ کر دوں گا، کیونکہ میں صدقہ کا مستحق نہیں ہوں۔

---

(۳۲) وسائل الشیعۃ، ج۹، ص۴۶۳، باب ۴۳، کتاب الزکاۃ، حدیث ۱

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: ''بیٹھ جاؤ! اللہ کی تم پر رحمت ہو۔'' پھر آپؑ لوگوں کے سوالات کے جواب دیتے رہے، یہاں تک کہ مجلس برخاست ہوگئی اور صرف تین افراد باقی رہ گئے۔ حضرتؑ نے اُن سے اجازت لی اور گھر کے اندر تشریف لے گئے، کچھ دیر کے بعد آپؑ لوٹ آئے، اور بغیر اس کے کہ خود کو ظاہر کرتے، اپنا دستِ مبارک پشت در سے باہر کرتے ہوئے فرمایا: ''وہ خراسانی شخص کہاں ہے؟'' اُس نے عرض کیا: میں یہاں ہوں! آپؑ نے فرمایا: ''یہ دو سو دینار لے لو اور اپنے سفر کے اخراجات میں استعمال کرو اور اپنا خیال رکھو اور میری طرف سے صدقہ دینا بھی تمہارے لیے ضروری نہیں ہے۔ یہاں سے چلے جاؤ تاکہ میں تمہیں نہ دیکھوں اور تم مجھے نہ دیکھو!'' یہ سن کر وہ خراسانی شخص وہاں سے چلا گیا۔

اِس کے بعد حضرتؑ اندر سے تشریف لائے، تو حاضرین میں سے ایک نے پوچھا: آپؑ پر قربان جاؤں! آپؑ نے تو کافی زیادہ عطا کیا اور اُس پر احسان فرمایا، پھر کیوں آپؑ نے اپنا چہرہ مبارک اُس سے پوشیدہ رکھا؟

آپؑ نے فرمایا: ''تاکہ کہیں ذلتِ سوال کو اس کے چہرے سے مشاہدہ کروں! کیا تم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث نہیں سنی کہ آپؐ نے فرمایا: وہ جو کہ نیک کام کو پوشیدہ طور پر انجام دے، ایسے ہے جیسے اُس نے ستر حج کیے ہوں اور وہ جو کہ گناہ کو کھلے عام انجام دے، وہ بے راہ ہو جاتا ہے اور جو گناہ کو پوشیدہ طور پر انجام دے، بالآخر خداوند عالم اُس کو بخش دیتا ہے۔''

پھر حضرتؑ نے ایک شعر اِس مضمون کا پڑھا: ''میں جب بھی اپنی کوئی حاجت اُس (اللہ تعالی) کے پاس لے کر جاتا ہوں، عزت و آبرو کے ساتھ لوٹتا ہوں۔''[۳۳]

---

(۳۳) مناقب ابن شہرآشوب، ج۴، ص۳۶۰؛ بحارالانوار، ج۴۹، ص۱۰۱

امام رضا علیہ السلام کی اپنے ماتحت افراد کے ساتھ سیرت

امام رضا علیہ السلام کے اخلاق حسنہ اور محبت آمیز سلوک کا ایک نمونہ اُن کی اپنے خدمت گزاروں اور غلاموں پر خاص توجہ ہے، جو حضرتؑ کی نہایت انکساری اور تواضع کو ظاہر کرنے کے ساتھ (تمام آئمہ اہل بیت علیہم السلام کی یہی روش رہی ہے) اُن کا اپنے ماتحت اور محروم لوگوں کی نسبت بلند اخلاق اور عواطف و مہربانی کو بیان کرتا ہے۔

۱۔ حضرت رضا علیہ السلام اپنے خدمتگزاروں کی عبادت اور معنویت پر خاص توجہ دیتے تھے، اس طرح کہ انہوں نے کسی کو مامور کیا ہوا تھا کہ نمازِ شب کے لیے اُن سب کو بیدار کرے۔[۳۴]

۲۔ حضرتؑ غلاموں کی آزادی پر خاص توجہ دیتے، اس طرح کہ تاریخ میں لکھا ہے کہ حضرتؑ نے ایک ہزار غلاموں کو آزادی کا پروانہ دیا۔[۳۵]

۳۔ اہلیانِ شہر بلخ میں سے ایک شخص کہتا ہے: میں حضرت رضا علیہ السلام کے ساتھ خراسان کے سفر میں ہمراہ تھا، ایک دن انہوں نے دسترخوان بچھایا اور تمام خدمتگزاروں کو مقام و منزلت کے ساتھ دسترخوان پر بٹھایا، میں نے عرض کیا: میں آپؑ کے قربان جاؤں! اے کاش آپؑ اِن کے لیے علیحدہ دسترخوان بچھانے کا کہہ دیتے!

حضرتؑ نے فرمایا: ''بس کرو! **اِنَّ الرَّبَّ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی وَاحِدٌ وَالْاُمَّ وَاحِدَةٌ وَالْاَبَ وَاحِدٌ وَالْجَزَاءُ بِالْاَعْمَالِ** '' ''یقیناً ہمارا پروردگار ایک ہے، ماں (حواؑ) اور باپ (آدمؑ) ایک ہے اور جزاء (ثواب و عقاب) اعمال پر منحصر ہے۔''

---

(۳۴) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۱۷۸

(۳۵) اعلام الھدایہ، ص ۳۱

۴۔حضرتؑ کی ارزشمند صفات میں سے ایک یہ تھی کہ آپؑ کھانے کے وقت اپنے ماتحت افراد کے آرام و آسائش کا خیال رکھتے تھے۔حضرتؑ کے یاسر اور نادر نامی دو خدمتگزار کہتے ہیں: حضرت رضا علیہ السلام نے ہم سے فرمایا: ''اگر تم کھانا کھانے میں مصروف ہو اور میں تمہارے پاس آجاؤں تو کھڑے مت ہونا اور اپنے کھانا کو اطمینان سے پورا کرنا۔''

کبھی ایسا ہوتا کہ حضرت رضا علیہ السلام ہم میں سے کسی کو آواز دیتے اور جب اُنہیں بتایا جاتا کہ وہ کھانا کھانے میں مصروف ہے، تو آپؑ فرماتے: اُسے رہنے دو تاکہ وہ اپنا کھانا پورا کر لے۔''۳۶ اور کبھی تو حضرتؑ اپنے خدمتگزاروں پر اس قدر عنایت فرماتے کہ اپنے دست مبارک سے اُن کو لقمے دیتے۔اُن کا خادم ''نادر'' کہتا ہے: حضرت رضا علیہ السلام اپنے ہاتھ سے جوزینہ (شکر اور کھجور سے تیار کردہ ایک غذا) بناتے اور مجھے بھی عنایت فرماتے تھے۔۳۷

امام رضا علیہ السلام کی شیعوں کی نسبت عنایت و مہربانی

شیعہ نقطہ نظر سے امام ایک ایسے مہربان اور دلسوز والد کی مانند ہے، جو ہمیشہ اپنی اولاد کی بہتری اور خیر خواہی کی فکر میں رہتا ہے، جیسا کہ حضرت رضا علیہ السلام نے فرمایا: ''اَلْإِمَامُ الْأَنِيْسُ الرَّفِيْقُ وَالْوَالِدُ الشَّفِيْقُ وَالْأَخُ الشَّقِيْقُ وَالْأُمُّ الْبَرَّةُ بِالْوَلَدِ الصَّغِيْرِ'' ''امام مہربان مونس، شفیق باپ، دلسوز بھائی اور اپنے چھوٹے بچے کی نسبت خیر خواہ ماں کی طرح ہے۔''۳۸

---

(۳۶) بحار الانوار، ج۴۹، ص۱۰۲

(۳۷) بحار الانوار، ج۴۹، ص۱۰۰

(۳۸) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج۱، ص۲۱۲؛ من لا یحضرہ الفقیہ، ج۴، ص۳۰۰

یہی وجہ ہے کہ ہم حضرت رضا علیہ السلام کو امام رؤف و مہربان جانتے ہیں، کیونکہ حضرتؑ کا لطف اور عنایات ہمیشہ اُن کے شیعوں کے شامل حال رہتی ہیں۔

''عبداللہ بن اُبان'' جو حضرت رضا علیہ السلام کی خاص توجہ کا حامل شخص تھا، کہتا ہے: میں نے حضرتؑ کی خدمت میں عرض کیا: میرے خاندان والوں کے لیے دعا فرمائیں! حضرتؑ نے فرمایا: ''تم کیا سمجھتے ہو ہم دعا نہیں کرتے ؟! خدا کی قسم! تم لوگوں کے اعمال ہر شب و روز ہمارے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔'' عبداللہ کہتا ہے: میں نے اس بات کو بڑا سمجھا اور تعجب کرنے لگا۔ حضرتؑ نے (میری کیفیت ملاحظہ کی تو) فرمایا: ''کیا تم نے خداوند عالم کی کتاب نہیں پڑھی! '' وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ '' ''اور اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم کہہ دو! تم عمل کرو، پس خدا، اُس کا رسولؐ اور مومنین تمہارے اعمال و رفتار کو مشاہدہ کریں گے۔''[۳۹] پھر حضرتؑ نے فرمایا: ''خدا کی قسم! وہ مومن علی بن ابیطالب علیہ السلام (اور اُن کے معصوم فرزند علیہم السلام) ہیں۔''[۴۰]

''موسیٰ بن سیّار'' نامی شخص کہتا ہے: خراسان کے سفر میں، میں حضرت رضا علیہ السلام کے ساتھ تھا، جب شہر طوس کے نزدیک، شہر کی دیواریں نظر آنے لگیں، تو میں نے رونے پیٹنے کی آوازیں سنیں، ہم اُن آوازوں کی طرف گئے، دیکھا کہ ایک جنازہ ہے (جس کے اطراف اس کے اہل خانہ گریہ وزاری کر رہے ہیں)۔ اُس وقت حضرت رضا علیہ السلام گھوڑے سے نیچے تشریف لائے اور جنازے کی طرف چل دیئے اور نزدیک جا کر بڑی محبت اور اپنائیت سے پیش آئے اور اُن سے مانوس ہو گئے۔ پھر آپؑ نے میری طرف رُخ پھیرا اور فرمایا: ''يَا مُوْسَى بْنَ سَيَّارٍ! مَنْ شَيَّعَ جَنَازَةَ وَلِيٍّ مِّنْ أَوْلِيَآئِنَا خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهِ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ''

---

(۳۹) سورۂ توبہ، آیت ۱۰۵

(۴۰) اصول کافی، کتاب الحجۃ، ج۱، ص ۳۱۹

''اے موسیٰ بن سیّار! جو شخص ہمارے چاہنے والوں میں سے کسی کی تشییع جنازہ میں شرکت کرے، تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے گا، جیسے کہ اپنی ماں سے بغیر گناہوں کے پیدا ہوا ہے۔'' اور جب اُس شخص کا جنازہ قبر کے نزدیک رکھ دیا گیا، تو حضرت رضا علیہ السلام اُس کے نزدیک تشریف لے گئے اور لوگوں کو وہاں سے دور کر دیا اور پھر اپنا دست مبارک اُس شخص کے سینہ پر رکھا اور فرمایا: '' يَا فَلَانِ بْنِ فَلَان أَبْشِرْ بِالْجَنَّةِ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْكَ بَعْدَ هٰذِهِ السَّاعَةِ ''

''اے فلاں شخص! تجھے بہشت کی بشارت ہو، اس کے بعد تجھے کوئی خوف وڈر نہیں ہوگا۔''

میں نے عرض کیا: آپؑ پر قربان جاؤں! کیا آپؑ اس شخص کو جانتے ہیں؟ آپؑ تو آج تک اس سرزمین پر تشریف نہیں لائے ہیں!

حضرت رضا علیہ السلام نے فرمایا: '' يَا مُوْسَى بْنَ سَيَّارٍ! أَمَا عَلِمْتَ اِنَّا مَعَاشَرَ الْاَئِمَّةِ تَعَرَّضَ عَلَيْنَا أَعْمَالَ شِيْعَتِنَا صَبَاحاً وَمَسَآءً فَمَا كَانَ مِنَ التَّقْصِيْرِ فِى أَعْمَالِهِمْ سَئَلْنَا اللّٰهَ تَعَالٰى الصَّفْحَ لِصَاحِبِهِ وَمَا كَانَ مِنَ الْعُلُوِّ سَئَلْنَا الشُّكْرَ لِصَاحِبِهِ '' ''اے موسیٰ بن سیّار! کیا تمہیں نہیں معلوم کہ ہمارے شیعوں کے اعمال صبح وشام ہم آئمہؑ پر پیش کئے جاتے ہیں، اُن کے اعمال میں جو بھی کوتاہی اور کمی ہوتی ہے، ہم خداوند متعال سے سوال کرتے ہیں کہ اس گناہگار سے درگزر فرمائے اور جب اُن کے اعمال میں عمدہ اور اچھے کاموں کا مشاہدہ کرتے ہیں، تو ہم خداوند عالم سے اُس شخص کے لیے توفیقات میں اضافہ کی درخواست کرتے ہیں۔''[۴۱]

---

(۴۱) مناقب آل ابی طالب علیہ السلام، ج ۴، ص ۳۴۱؛ رجوع کریں: بحارالانوار، ج ۴۹، ص ۹۸

شخصیت حضرت امام رضا علیہ السلام کی عظمت، بزرگوں کے کلام میں

اگرچہ حضرت رضا علیہ السلام کا مقام امامت ہی اُن کی بلند و بالا عظمت سے روشناس اور آگاہ ہونے کے لیے کافی ہے، لیکن اس بارے میں بزرگوں کے کلمات بیان کرنا، عمومی اذہان کے لیے کافی حد تک مؤثّر ہے۔

مامون عباسی، جو کہ خود بھی علم و دانش کی رو سے بلند علمی مقام رکھتا تھا، باوجود اِس کے کہ اُس کا شمار حضرتؑ کے دشمنوں میں ہوتا ہے، وہ حضرت رضا علیہ السلام کے بارے میں کہتا ہے: ''مَا أَعْلَمُ أَحَداً أَفْضَلُ مِنْ هَذَا الرَّجُل - يَعْنِيْ اَلرِّضَا علیہ السلام - عَلٰى وَجْهِ الْأَرْضِ '' ''میں روئے زمین پر اِس شخص (یعنی حضرت رضاؑ) سے افضل کسی کو نہیں جانتا۔''(۴۲)

''جمال الدین احمد بن علی نسّابہ'' جو ''ابن عنبہ'' کے نام سے معروف ہے، کہتا ہے: امام رضا علیہ السلام جن کی کنیت ''ابوالحسن'' ہے، ابو طالبؑ کی اولادوں میں سے، اپنے زمانے میں بے مثل و بے نظیر تھے۔(۴۳)

''ذہبی'' جس کا اہل بیت عصمت و طہارت علیہم السلام سے منحرف ہونا مشہور ہے، حضرت رضا علیہ السلام کے بارے میں کہتا ہے: وہ اپنے زمانے میں بنی ہاشم کے سید و سردار اور اُن میں بردبارترین اور عقلمندترین فرد تھے۔۔۔(۴۴)

''اباصلت ہروی'' جو خود اپنے زمانے کی نامور شخصیت تھے، کہتے ہیں: میں نے کسی کو

---

(۴۲) الارشاد، ج۲، ص۲۶۱

(۴۳) عمدۃ الطالب، ص۱۹۸؛ رجوع کریں: اعلام الہدایۃ، س۲۱

(۴۴) اعلام الہدایۃ، ص۲۱

علی بن موسیٰ الرضاؑ سے دانا تر نہیں دیکھا اور جس اہل علم نے بھی حضرتؑ کو دیکھا، اُس نے میری اِس بات کی گواہی دی۔۔۔[45]

''ابونواس'' حضرت رضاؑ کے زمانے کا ایک نامور شاعر ہے، ایک دن اس کے ایک دوست نے اُس پر اعتراض کیا کہ کیوں تم نے حضرت علی بن موسیٰ الرضاؑ جیسی شخصیت کے بارے میں، باوجود اس کے کہ تجھے حضرتؑ کی معرفت وشناخت بھی ہے، کوئی مدح سرائی نہیں کی ہے؟

ابونواس نے جواب دیا: خدا کی قسم! اُن کی یہی بزرگی اِس کام میں مانع ہے، مجھ جیسا اُن جیسی شخصیت کی مدح سرائی کی طاقت کہاں رکھتا ہے!

پھر اُس نے اِس مضمون کے چند شعر کہے:

قیل لی أنت أوحد الناسِ طُرّاً — فی فُنون من الکلام النّبیه
لَک فی جوهر الکلام بَدیع — یثمر الدّرّ فی یدی مجتبیه
فعلام ترکتَ مدحَ ابن موسیٰؑ — والخصال التی تجمّعنّ فیه
قلتُ لا اهتدی لمدح امام — کان جبرئیلؑ خادماً لأبیه

اُس کے اِن اشعار کا خلاصہ یہ ہے کہ ''مجھ سے کہتے ہیں کہ تو بے نظیر سخنور ہے، تو کیوں تو نے حضرت رضاؑ کی، باوجود اُن کے بلند وبالا اوصاف کے مدح نہیں کی؟ تو میں نے کہا: میں اُس امامؑ کی مدح سرائی کس طرح کر سکتا ہوں، جس کے والد بزرگوارؑ کے خدمت گزار جبرائیلؑ رہے ہوں۔''[46]

ایک دن امام رضاؑ درحالانکہ آپؑ ایک چابک خچر پر سوار تھے، باہر تشریف لائے،

---

(۴۵) اعلام الوریٰ، ج۲، ص۶۴؛ رجوع کریں: اعلام الہدایۃ ص۲۰

(۴۶) کشف الغمّۃ، ج۳، ص۱۵۸

ابونواس حضرتؑ کے نزدیک آیا اور سلام کے بعد عرض کیا: اے فرزند پیغمبرؐ! میں نے آپؑ کے بارے میں کچھ اشعار کہے ہیں، چاہتا ہوں آپؑ کی سماعت کے نظر کروں! حضرت رضا علیہ السلام نے فرمایا: ''سناؤ! ابونواس نے اُن اشعار میں سے تین شعر پڑھے، اُن میں سے ایک یہ تھا:

مَن لَم یکن عَلَویّاً حین تنسبه   فما لَه فی قدیم الدهر مُفتخر

''جو کوئی بھی حسب و نسب میں، علوی نہ ہو، اس کے لیے گزشتہ زمانے میں کوئی چیز باعث افتخار نہیں ہے۔''

امام علیہ السلام نے اُس کے اشعار کو پسند کیا اور اُس سے فرمایا: ''تم ہمارے لیے ایسے اشعار لائے ہو، جو تم سے پہلے کوئی نہیں لایا ہے۔۔۔'' پھر حضرتؑ نے اپنے غلام سے فرمایا: ''ہمارے مخارج سے کتنی رقم باقی بچی ہے؟ غلام نے عرض کیا: تین سو دینار! (ہر دینار ایک مثقال یعنی تقریباً تین گرام سونے کے برابر ہوتا تھا) حضرتؑ نے فرمایا: ''یہ سب ابونواس کو دے دو!'' جب حضرتؑ گھر لوٹ آئے تو آپؑ نے غلام سے فرمایا: ''شاید وہ اس رقم کو کم خیال کرے، لہٰذا یہ خچر بھی اُس کے لیے لے جاؤ!''[۴۷]

حضرت امام رضا علیہ السلام کی علمی شخصیت اور مرتبہ

ہر آگاہ شیعہ یہ بات جانتا ہے کہ علم اہل بیت علیہم السلام کا سرچشمہ پروردگار عالم کا لازوال اور لامحدود علم ہے اور خداوند عالم نے اُنہیں ایسے علم و دانش سے سرفراز فرمایا ہے کہ جو سوائے ختمی مرتبت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی اور کو عطا نہیں کیا ہے۔

---

(۴۷) اعلام الہدایۃ، ص۲۲

آئمہ اطہار علیہم السلام پیغمبرانِ مُرسَل علیہم السلام اور فرشتگانِ مقرّب کے تمام علوم اپنے پاس رکھتے ہیں۔۴۸؎ آسمانوں اور زمین کی تمام خبریں اُن کے پاس ہوتی ہیں۔۴۹؎ اور کلی طور پر یہ ہستیاں علوم الٰہی کی خزانہ دار ہیں اور کوئی بھی چیز، جو لوگوں کی (دنیوی اور اُخروی امور میں) مورد نیاز ہو، وہ اُن سے مخفی اور پوشیدہ نہیں ہوتی ہے۔۵۰؎

لیکن ہر امامؑ کو (زمان و مکان کی) خاص شرائط اور خداوند متعال کی جانب سے اُن کے مقتضائے حال اور میسّر فرصتوں کے پیشِ نظر ہر زمانے میں خاص دستور العمل صادر ہوتا تھا اور یہی چیز سبب بنی کی معصومین علیہم السلام میں سے بعض کو دین کے بیان کرنے اور علوم کو پھیلانے کے زیادہ مواقع میسّر آئے، جیسے حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام، امام محمد باقر علیہ السلام، امام جعفر صادق علیہ السلام اور نیز انہی میں حضرت علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام بھی شامل ہیں۔ تین اہم حوادث سبب بنے کہ امام رضا علیہ السلام سے علم و دانش کا سیلاب اسلامی معاشرے کی جانب جاری ہوا تھا۔

پہلا: فتنہ واقفیہ اور وہ شبہات جو یہ لوگ حضرت رضا علیہ السلام کی امامت کے بارے میں بیان کرتے تھے اور حضرتؑ اپنے دقیق جوابات کے ساتھ لوگوں کو حق کی طرف ہدایت فرماتے تھے۔

دوسرا: حضرت رضا علیہ السلام کی امامت کے چوتھے سال ہارون عباسی کی حکومت کے اہم عہدہ دار ''برامکہ'' کی ہلاکت کا خود ہارون کے ہاتھوں واقع ہونا، یہ شخص اہل بیت عصمت و طہارت علیہم السلام کے سخت ترین اور اہم ترین دشمنوں میں شمار ہوتا تھا، اِس کے راستے سے ہٹ جانے کی وجہ سے حضرت رضا علیہ السلام کو اہل بیت علیہم السلام کے آثار پھیلانے کی بہترین فرصت میسّر آئی۔

تیسرا: امام رضا علیہ السلام کی ولایت عہدی کا مسئلہ، کہ جس نے لوگوں کی نگاہوں کو اُن کی جانب متوجہ کیا

---

(۴۸) توحید صدوقؒ، ص ؛ رجوع کریں: بحار الانوار، ج ۲۶، ص ۱۵۹

(۴۹) بصائر الدرجات، ص ؛ رجوع کریں: بحار الانوار، ج ۲۶، ص ۱۱۰

(۵۰) بصائر الدرجات، ص ؛ رجوع کریں: بحار الانوار، ج ۲۶، ص ۱۳۸

اور مامون عباسی کی علمی محافل اور بحث و مناظروں کی مجالس برگزار کرنے کے ساتھ، یہ سعی وکوشش تھی کہ حضرتؑ کومختلف ادیان کے بزرگوں اورمختلف مذاہب کے علماء کے سامنے عاجز وناتوان ظاہر کرے، لیکن دوسری جانب خودخداوندمتعال حیلہ گروں کے مکروفریب کی چارہ جوئی کرتا ہے اور اُن کے اس مکروفریب کوخود اُنہی کی طرف پلٹا دیتا ہے۔ یہی علمی محافل اور مناظروں کی مجالس، حضرت رضا علیہ السلام کی عظمت، علمی برتری اور شناخت کا سبب بن گئیں، اس انداز سے کہ بڑے بڑے دانشمندوں نے آپؑ کی علمی وسعت کا اعتراف کیا۔

حضرت رضا علیہ السلام کی شخصیت علمی نقطہ نظر سے اس طرح کی ہے کہ حضرت امام جعفرصادق علیہ السلام جوخود''مذہب جعفری'' کے رئیس اور مؤسّس ہیں، امام رضا علیہ السلام کے بارے میں، اُن کی ولادت سے پہلے، اپنے فرزند امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے متعدد بارفرماتے تھے:

''عالم آل محمدؐ تمہاری نسل سے ہوگا، اے کاش! میں اُس کودرک کر لیتا۔''[۵۱]

''محمد بن عیسیٰ یقطینی'' کہتا ہے: میں نے حضرت رضا علیہ السلام کے لوگوں کو دیئے ہوئے سوالات کے جوابوں میں سے پندرہ ہزار مسئلے جمع آوری کئے ہیں۔[۵۲]

اباصلت ہرویؒ جوخوداپنے زمانے کے بزرگان دین میں شمار ہوتے ہیں، کہتے ہیں:

''میں سے کسی کوبھی علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام سے دانا اور عاقل نہیں دیکھا، کسی بھی اہل علم نے حضرتؑ کونہیں دیکھا، مگر یہ کہ اُس نے میری ہی طرح گواہی دی، مامون نے متعدد محافل و مجالس میں مختلف ادیان کے دانشمندوں اور شریعت اسلام کے فقہاء و متکلمین کوجمع کیا اورانہوں نے بہت سے علمی مسائل پرحضرتؑ کے ساتھ مناظرہ کیا اورحضرتؑ اُن سب پرایسے انداز سے غالب آئے کہ اُن سب نے لاجواب ہوکرحضرتؑ کی فضیلت اوراپنی عاجزی کا اعتراف کیا۔

---

(۵۱)اعلام الوریٰ، ص۳۱۵

(۵۲)الغیبۃ، شیخ طوسیؒ، ص۵۲؛ رجوع کریں: بحارالانوار، ج۴۹، ص۹۷

اباصلت ہرویؒ کہتے ہیں: میں نے حضرت رضا علیہ السلام سے سنا کہ آپؑ فرماتے تھے:

''میں مدینہ میں مسجد نبویؐ میں بیٹھتا تھا، درحالانکہ شہرِ مدینہ میں اہل علم اور دانشمندوں کی کافی تعداد موجود تھی، لیکن جب بھی اُن میں سے کوئی کسی مسئلے کا جواب دینے سے قاصر اور عاجز ہو جاتا، تو وہ سب میری طرف اشارہ کرتے اور اُس مسئلے کو میرے پاس بھیج دیتے تھے اور میں جواب دیتا تھا۔''۵۳

''ابراہیم بن عباس'' کہتا ہے: میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ حضرت رضا علیہ السلام سے کوئی بات پوچھی گئی ہو اور آپؑ اُس سے آگاہ نہ ہوں، میں نے گزشتہ تاریخ سے اپنے زمانے تک اُن سے زیادہ آگاہ اور داناتر کسی کو نہیں دیکھا، مامون ہمیشہ اُن کو مختلف قسم کے سوالات کرکے آزماتا تھا اور وہ کامل و تشفی بخش جواب دے کر اُس کو ساکت کر دیتے تھے۔۵۴

''حسن بن علی وشّاء'' جو مخالفین کے ایجاد کردہ شبہات کی وجہ سے مذہب واقفیہ کی طرف مائل ہو گیا تھا، کہتا ہے: میں نے ایک طولانی خط میں کچھ مسائل لکھے، تاکہ حضرت رضا علیہ السلام کا اُن کے ذریعہ امتحان کروں، جب میں اُن کے بیت الشرف پہنچا تو دیکھا کہ حضرتؑ کے دروازے پر لوگوں کا بے پناہ اژدہام ہے، جس کے باعث میں اُن سے ملاقات کی توفیق حاصل نہیں کرسکا، اچانک میں متوجہ ہوا کہ حضرتؑ کا خدمتگزار میری تلاش میں ہے اور وہ کہہ رہا ہے: حسن بن علی وشّاء، جو الیاس بغدادی کا نواسہ ہے، کون ہے؟ میں نے کہا: میں ہوں! تو اُس نے ایک خط مجھے دیا اور کہا: تمہارے اُن سوالات کا جواب، جو تمہارے پاس ہیں (اور ابھی تم نے امامؑ کی خدمت میں پیش نہیں کئے ہیں) یہ ہے! اِس طرح مجھے اُن کی امامت کا یقین ہو گیا اور میں

---

(۵۳) اعلام الوریٰ، ج ۲، ص ۶۴؛ بحارالانوار، ج ۴۹، ص ۱۰۰

(۵۴) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۱۸۰

نے مذہب واقفیہ چھوڑ دیا۔۵۵؎

بعض وہ محافل و مجالس، جو مامون عباسی نے تشکیل دیں، اِس قدر عظیم اور وسیع پیمانے پر تھیں کہ اُن میں تمام ادیان و مذاہب اور ملتوں کے دانشمند حضرات کو دعوت دی گئی تھی، مثلاً یہودیوں، عیسائیوں، صائبیوں اور زرتشتیوں کے بزرگان دین اور اسلامی متکلمین جمع ہوئے تھے، حسن بن محمد نوفلی یہ منظر دیکھ کر وحشت زدہ تھا، اس لیے نصیحت آمیز انداز میں حضرت رضاؑ سے عرض کرتا ہے: یہ سب لوگ اہل مغالطہ اور اہل شبھہ ہیں، آپؑ ان سے پرہیز کریں!

حضرت رضاؑ مسکرائے اور فرمایا: کیا تم ڈرتے ہو کہ یہ لوگ مجھ پر غالب آجائیں گے؟۔۔۔ اے نوفلی! کیا تمہیں معلوم ہے، مامون کس وقت اپنے اِن کاموں سے پشیمان ہوگا اور باز آئے گا؟ یہ اُس وقت ہوگا جب وہ میرے استدلال کو، اہل تورات کے ساتھ اُن کی تورات سے، اہل انجیل کے ساتھ اُن کی انجیل سے، اہل زبور کے ساتھ اُن کی زبور سے، صائبیوں کے ساتھ اُن کی عبری زبان میں، اہل ہرابزہ (شاید اس سے مقصود مجوسی ہوں) کے ساتھ اُن کی فارسی زبان میں اور اہل روم کے ساتھ اُن کی رومی زبان میں اور دوسری زبان والوں کے ساتھ خود اُن کی زبان میں سن لے گا۔

جب میں اُن سب پر غالب آجاؤں گا اور ہر گروہ میری حجّت و دلیل کے سامنے مغلوب ہوجائے گا اور اپنی بات چھوڑ کر میری گفتار کے صحیح ہونے کا اعتراف کرے گا، تو مامون اس طرح کی محافل منعقد کرنے سے پشیمان ہوجائے گا۔ **ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم۔۔۔**"۵۶؎

---

(۵۵) مناقب آل ابی طالب، ج۳، ص۴۵۳

(۵۶) عیون اخبار الرضاؑ، ج۲، ص۱۳۹؛ التوحید، ص۴۱۷

حضرت رضا علیہ السلام کے حکیمانہ جوابات کے چند نمونے

اگرچہ حضرت رضا علیہ السلام کی حکیمانہ گفتار اور دندان شکن جواب بہت زیادہ ہیں، اس لیے ہم نمونے کے طور پر کچھ موارد کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

''ابراہیم بن محمد'' نے حضرتؑ سے پوچھا: خداوند عالم نے کیوں فرعون کو غرق کیا، جبکہ وہ ایمان لا چکا تھا؟ حضرتؑ نے فرمایا: ''کیونکہ وہ عذاب دیکھ کر ایمان لایا تھا اور اس وقت کا ایمان قابل قبول نہیں ہے۔''۵۷

اباصلت ہرویؒ نے امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا: خداوند نے حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں کیوں سب کو غرق کیا، باوجود اس کے کہ اُن میں بے گناہ لوگ اور معصوم بچے بھی موجود تھے؟ حضرتؑ نے فرمایا: اُن کے درمیان بچے موجود نہیں تھے، چالیس سال پہلے سے اُن کی نسل منقطع ہو چکی تھی، اُن میں سے کچھ اپنے نبیؑ کی تکذیب کرنے اور اُس کو جھٹلانے کی وجہ سے اور دوسرے اِن جھٹلانے والوں سے راضی ہونے کے سبب ہلاک ہوئے، جو بھی کسی کام سے غائب ہو لیکن اس کام سے راضی ہو، وہ اُس شاہد کی مانند ہے، جس نے وہ کام انجام دیا ہو۔''۵۸

''یعقوب بن اسحاق''، جو ''ابن سکّیت'' کے نام سے مشہور ہے، نے حضرت رضا علیہ السلام سے پوچھا: کیوں خداوند عالم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عصا اور ید بیضاء اور جادو کے توڑ کے آلات کے ساتھ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو علمِ طبّ کے ساتھ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

---

(۵۷) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج۲، ص۷۶

(۵۸) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج۲، ص۷۴

(فصاحتِ) کلام کے ساتھ مبعوث فرمایا؟

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: ''حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں سحر و جادو کا غلبہ تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں طبابت کی ضرورت بہت زیادہ تھی اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں خطبوں اور فصیح و بلیغ گفتار کا دور دورہ تھا۔''

اُس نے عرض کیا: خدا کی قسم! میں نے آپؑ کی مانند آج تک نہیں دیکھا ہے، یہ بتائیں اس وقت لوگوں پر حجت خدا کون ہے؟

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: ''عقل ہے کہ جس کے وسیلے سے خدا پر سچ بولنے والے، جھوٹ بولنے والوں سے پہچانے جاتے ہیں۔'' ابن سکّیت نے عرض کیا: خدا کی قسم! یہ ہے جواب![۵۹]

''حسن بن علی بن فضّال'' نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا: کیوں لوگ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے روگردان ہو گئے باوجود اس کے کہ وہ اُن کی فضیلت، سبقت اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک اُن کی منزلت اور موقعیت کو جانتے تھے؟ حضرت رضا علیہ السلام نے فرمایا: ''کیونکہ حضرت علی علیہ السلام نے اُن کے آباء واجداد، بھائیوں، چچاؤں، ماموؤں اور اُن کے قریبی رشتہ داروں کو خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ کرنے کی وجہ سے کثیر تعداد میں قتل کیا تھا، اس لیے وہ لوگ حضرت علی علیہ السلام کی نسبت اپنے دلوں میں کینہ و بغض رکھتے تھے اور نہیں چاہتے تھے کہ وہ اُن کے سرپرست اور مولا بنیں، جبکہ دوسروں نے راہ خدا میں جہاد کرنے میں اس طرح کا عمل نہیں کیا تھا، اس لیے وہ لوگ حضرت علی علیہ السلام سے روگردان اور دوسروں کی طرف مائل ہو گئے تھے۔''[۶۰]

---

(۵۹) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲ ص ۷۹ (اختصار کے ساتھ)

(۶۰) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲ ص ۸۰

''ہیثم بن عبداللہ'' نے حضرت رضا علیہ السلام سے دریافت کیا: کیوں حضرت علی علیہ السلام نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد پچیس سال تک اپنے دشمنوں سے جنگ نہیں کی، لیکن اپنی حکومت کے ایام میں اُن سے جنگ کی؟ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: انہوں نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کی، اس لیے کہ تیرہ سال مکہ مکرمہ میں اور شروع کے اُنیس ماہ مدینہ منورہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی مشرکین کے ساتھ جنگ نہیں کی تھی اور اس کی وجہ یار و انصار کی کمی تھی، علی علیہ السلام نے بھی دشمنوں کے ساتھ جنگ کو ترک کیا، کیونکہ اُن کے یار و مددگار بھی کم تھے۔۔۔۔۶۱

''حسن بن علی بن فضال'' نے حضرت رضا علیہ السلام سے پوچھا: کیوں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنیت ''ابوالقاسم'' ہے؟ امام رضا علیہ السلام نے جواب میں فرمایا: ''کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک بیٹا ''قاسم'' تھا۔'' راوی نے عرض کیا: کیا آپؑ مجھے اِس قابل سمجھتے ہیں کہ اس سے زیادہ فرمائیں؟ حضرتؑ نے فرمایا: ''ہاں کیوں نہیں! تم جانتے ہو کہ پیغمبرؐ نے فرمایا: میں اور علیؑ اِس اُمّت کے دو باپ ہیں۔'' اُس نے عرض کیا: ہاں! میں جانتا ہوں۔ پھر آپؑ نے فرمایا: ''اور یہ بھی جانتے ہو کہ علیؑ جنت اور جہنم کے تقسیم کرنے والے ہیں۔'' اُس نے کہا: ہاں! یہ بھی جانتا ہوں! آپؑ نے فرمایا: ''پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابوالقاسم (تقسیم کرنے والے کا باپ) کہتے ہیں، کیونکہ وہ اُس (علی علیہ السلام) کے باپ ہیں، جو جنت وجہنم کے تقسیم کرنے والے ہیں۔۔۔۔''۶۲

حضرت امام رضا علیہ السلام سے پوچھا گیا: کیا یہ حدیث صحیح ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں، تم اُن میں سے جس کی بھی پیروی کرلو، ہدایت پا جاؤ گے؟'' امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: ''ہاں یہ حدیث صحیح ہے، (لیکن اس سے) رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مراد، وہ صحابی ہیں، جو اُن کے بعد اپنا راستہ بدل نہ بیٹھے ہوں اور تبدیل نہ ہو گئے ہوں۔'' پھر

---

(۶۱) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۸۰

(۶۲) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۸۴

پوچھا گیا: یہ چیز کہاں سے معلوم ہوسکتی ہے؟ آپؑ نے فرمایا: ''اُس روایت کی وجہ سے جو (خود اہل سنت) نقل کرتے ہیں کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: روز قیامت میرے اصحاب میں سے کچھ لوگوں کو میرے حوض سے اِس طرح دور کیا جائے گا، جیسے اجنبی اُونٹوں کو پانی سے دور کیا جاتا ہے۔ میں کہوں گا: پروردگارا! یہ میرے اصحاب ہیں! یہ میرے اصحاب ہیں! تو مجھ سے کہا جائے گا: آپؐ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپؐ کے بعد کیا کیا! اور پھر انہیں بائیں طرف لے جایا جائے گا، تو میں کہوں گا: (میری نظروں سے) دور ہو جاؤ اور ہلاک ہو جاؤ!'' اِس کے بعد امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: ''کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ یہی چیز اُن لوگوں کے لیے بھی ہوگی جو ثابت قدم رہے اور (آنحضرتؐ کے بعد ہرگز) متغیّر نہیں ہوئے؟''[٦٣]

حضرت رضا علیہ السلام کی مختلف زبانوں سے آشنائی

حضرت امام رضا علیہ السلام کی علمی شخصیت، فقط دینی وعقلی مسائل اور مروّجہ علوم میں دسترس سے خلاصہ نہیں ہوتی، بلکہ علوم الٰہی کے ایسے جلوے بھی آپؑ کی ذات والا صفات سے لوگوں پر ظاہر ہوئے ہیں، جو اُن کے عالم غیب سے متّصل ہونے کی گواہی دیتے ہیں، ہم اس کے چند نمونوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

---

(٦٣) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ٢، ص ٨٦؛ صحابہ میں سے ایک بڑی تعداد کے منحرف اور روگردان ہونے کی روایت کو اہل سنت کے بزرگان جیسے بخاری نے صحیح بخاری میں، مسلم نے صحیح مسلم میں اور دوسروں نے مختلف اسناد اور مختلف الفاظ کے ساتھ متعدد راویوں سے روایت کیا ہے۔

۱۔امام رضا علیہ السلام کی اپنے زمانے کی مختلف رائج زبانوں سے کامل آشنائی:

اباصلت ہروی کہتے ہیں: حضرت رضا علیہ السلام اُن لوگوں کے ساتھ، جو مختلف زبانیں رکھتے تھے، اُن ہی کی زبان میں بات کرتے تھے، خدا کی قسم! وہ ہر زبان کے بارے میں اور لوگوں کی نسبت فصیح ترین اور آگاہ ترین فرد تھے۔٦۴

ایک دن اباصلت نے امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا: یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے آپؑ کی مختلف زبانوں پر اِس قدر دسترس پر حیرت ہے! حضرتؑ نے فرمایا:

"یَا أَبَاصَلَتْ! أَنَا حُجَّةُ اللّٰهِ عَلٰى خَلْقِهِ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَتَّخِذَ حُجَّةً عَلٰى قَوْمٍ وَهُوَ لَا يَعْرِفُ لُغَاتِهِمْ ..." "اے اباصلت! میں اللہ کی مخلوق پر اُس کی حجت ہوں، خداوند کسی بھی قوم پر ایسی حجت قرار نہیں دیتا، جو اُن کی زبان نہ جانتی ہو، کیا تمہیں امیر المومنین علیہ السلام کی یہ بات نہیں پہنچی، (کہ انہوں نے فرمایا:) ہمیں "فصل الخطاب" دیا گیا ہے اور وہ مختلف زبانوں سے آشنائی کے علاوہ کچھ اور نہیں ہے۔"٦۵

"ابو اسماعیل سندھی" نامی ایک شخص ہندوستان سے حجت خدا کی تلاش میں آیا ہوا تھا، لوگوں نے اُس کی حضرت رضا علیہ السلام کی طرف راہنمائی کی، وہ کہتا ہے: میں حضرتؑ کی خدمت میں پہنچا، لیکن میں عربی نہیں جانتا تھا، میں نے سندھی زبان میں سلام کیا، حضرتؑ نے میری زبان میں جواب دیا، میں نے حضرتؑ سے بات کی، تو انہوں نے بھی میری ہی زبان میں مجھ سے بات کی۔ میں نے عرض کیا: حجت خدا کی تلاش میں یہاں آیا ہوں! اُنہوں نے فرمایا: "وہ (حجت خدا) میں ہوں، جو پوچھنا چاہتے ہو پوچھو!" میں نے اپنے مسائل اُن سے دریافت کئے

(٦۴) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج۲، ص۲۷

(٦۵) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج۲، ص۲۷

اور حضرتؑ نے میری زبان میں اُن کا جواب دیا۔

جب میں حضرتؑ کی خدمت سے رخصت ہونا چاہتا تھا، تو میں نے عرض کیا: عربی نہیں جانتا! آپؑ خداوند عالم سے درخواست کریں کہ وہ مجھے عربی زبان کا الہام کردے! حضرت رضا علیہ السلام نے اپنا دستِ مبارک میرے لبوں پر پھیرا اور میں اُسی وقت عربی میں کلام کرنے لگا۔[٦٦]

جب بصرہ شہر میں ''عمرو بن ھدّاب'' نامی ایک مخالف نے حضرت رضا علیہ السلام سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنے ہر زبان کو جاننے کے دعوے کو ثابت کریں اور رومی، ہندی، فارسی اور ترک زبان والوں سے، جو بصرہ شہر میں آباد ہیں، اُن کی زبان میں بات کریں! تو حضرتؑ نے فرمایا: ''اُن سب کو لے آؤ!''

مختلف زبانوں سے تعلق رکھنے والے کافی لوگوں کو لایا گیا اور حضرتؑ نے اُن سب سے اُن کی زبان میں بڑی روانی کے ساتھ گفتگو کی، اُن سب نے حضرتؑ کے علم و دانش اور فصاحت کلام کا اعتراف کیا اور مجلس میں موجود دوسرے لوگ یہ منظر دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئے۔[٦٧]

کیونکہ واضح تھا کہ حضرت رضا علیہ السلام نے ان مختلف زبانوں کو ہرگز کسی استاد سے نہیں سیکھا تھا اور نہ ہی مدینہ منورہ میں آپؑ کی اِس قسم کے افراد کے ساتھ کوئی معاشرت تھی، جو اِن سب زبانوں کو اِس فصاحت کے ساتھ سیکھنے کا سبب ہو۔

---

(٦٦) کشف الغمۃ، ج ٣، ص ٩١؛ الخرائج والجرائح، ج ١، ص ٣٤٠؛ بحار الانوار، ج ٤٩، ص ٥٠

(٦٧) الخرائج والجرائح ج ١، ص ٣٤١؛ الثاقب فی المناقب، ص ١٨٦؛ بحار الانوار، ج ٤٩، ص ٧٣

۲۔امام رضا علیہ السلام کی پرندوں اور حیوانات کی زبانوں سے آشنائی:

حضرت امام رضا علیہ السلام کی حیوانات کی زبانوں سے آگاہی کے بارے میں بہت سے نمونے تاریخ و حدیث کی کتابوں میں بیان ہوئے ہیں، ہم ان میں سے بعض کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

''سلیمان بن جعفرؒ'' کہتا ہے: میں حضرت رضا علیہ السلام کے ساتھ باغ میں تھا کہ اچانک ایک چڑیا حضرتؑ کے پاس آئی اور اُس نے شور وغل کرنا شروع کر دیا۔ حضرتؑ نے فرمایا: ''جانتے ہو یہ کیا کہہ رہی ہے؟'' میں نے عرض کیا: نہیں! خداوند، اُس کا رسولؐ اور اُس کے رسولؐ کے فرزند بہتر جانتے ہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا: ''کہہ رہی ہے کہ ایک سانپ چاہتا ہے اس کے بچوں کو کھا جائے! یہ عصا اُٹھاؤ اور اُس گھر میں جاؤ اور اس سانپ کو مار دو۔'' وہ کہتا ہے: میں اُس گھر کے اندر گیا تو دیکھا کہ ایک سانپ حرکت کر رہا ہے، میں نے اُس کو مار دیا۔[۶۸]

''ہارون بن موسیٰ'' نامی شخص کہتا ہے: میں حضرت رضا علیہ السلام کے ساتھ صحراء کے سفر میں تھا کہ آپؑ کا گھوڑا ہنہنانے لگا، حضرتؑ نے گھوڑے سے اُتر کر اُس کی لگام چھوڑ دی۔ گھوڑا ایک طرف گیا اور بول و براز کر کے واپس آ گیا۔ حضرت رضا علیہ السلام (جو میرے چہرے پر تعجب اور حیرت کے آثار دیکھ رہے تھے، انہوں) نے میری طرف نگاہ کی اور فرمایا: ''حضرت داؤد علیہ السلام کو جو کچھ بھی دیا گیا، ہم محمدؐ و آل محمد علیہم السلام کو اس سے زیادہ دیا گیا ہے۔''[۶۹]

---

(۶۸) بصائر الدرجات، ص ۳۶۵؛ دلائل الامامۃ، ص ۳۴۳؛ بحار الانوار، ج ۴۹، ص ۸۸

(۶۹) مناقب آل طالبؑ، ج ۴، ص ۳۳۴؛ بحار الانوار، ج ۴۹، ص ۵۷؛ آپؑ کا اشارہ اس چیز کی طرف تھا کہ حضرت داؤد علیہ السلام بھی حیوانات کی زبانیں جانتے تھے، پس ہماری حیوانات کی زبانوں سے آشنائی کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔

۳۔امام رضاؑ کی علمِ غیب کے بارے میں وسیع آگاہی:

حضرت امام رضاؑ کے علوم بحر بیکران کا ایک حصّہ اُن غیبی خبروں میں جلوہ نما ہے، جو آپؑ نے بہ کثرت آئندہ کے بارے میں بیان فرمائی ہیں، ہم ان میں سے بعض کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

(i) حضرت رضاؑ کی برامکہ کے بارے میں پیشگوئیاں:

امام رضاؑ نے برامکہ، جو کہ ہارون عباسی کے قریبی ترین افراد اور اُس کی حکومت میں تمام اہم عہدوں پر فائز تھے، کی ہلاکت ونابودی کی طرف کئی بار اشارہ فرمایا، جب حضرتؑ کی نگاہ سفرِ حج کے دوران، سرزمین منیٰ میں یحییٰ بن خالد برمکی کے غبار آلود چہرے پر پڑی، تو آپؑ نے فرمایا: ''ان بچاروں کو نہیں پتہ کہ اِس سال اِن کے سروں پر کیا مصیبت آنے والی ہے۔''[۷۰]

''محمد بن فضل'' کہتا ہے: اُسی سال جب ہارون عباسی نے برامکہ کی اولادوں کا صفایا کیا، میں نے حضرت رضاؑ کو عرفات کی سرزمین پر دیکھا، آپؑ کھڑے ہوئے دعا کر رہے تھے کہ اچانک آپؑ نے اپنے سر کو نیچے جھکا لیا۔ کسی نے پوچھا: آپؑ نے ایسا کیوں کیا؟ آپؑ نے فرمایا: ''میں برامکہ کے حق میں خداوند عالم سے سزا کی درخواست کرتا تھا، آج میری دعا مستجاب ہوگئی ہے۔''[۷۱]

جب ''داؤد بن کثیر'' نے حضرت رضاؑ سے سنا کہ ''یحییٰ بن خالد'' زہر آلود کھجوروں کے ذریعہ حضرت امام موسیٰ بن جعفرؑ کی شہادت کا سبب بنا ہے، تو اُس نے حضرتؑ کی خدمت

---

(۷۰) الارشاد، ج۲،ص ۲۵۸؛ الکافی، ج۱،ص ۴۹۱

(۷۱) عیون اخبار الرضاؑ ج۱،ص ۲۲۵؛ دلائل الامامۃ، ص ۳۷۳

میں عرض کیا: میں آپؑ کے قربان جاؤں! اگر یحییٰ بن خالد آپؑ کے والدِ بزرگوار کا قاتل ہے، تو میں اپنی جان کو راہِ خدا میں خرچ کرتا ہوں اور اُس کو قتل کر دیتا ہوں۔ حضرت رضا علیہ السلام نے فرمایا: ''تم اُس کی فکر مت کرو، جو مصیبت اِس سال اُس کے اور اُس کی اولاد کے سروں پر آنے والی ہے، وہ اس سے کہیں زیادہ ہے، جس کا تم ارادہ رکھتے ہو!''۲۷

(ii) ہارون سے مجھے کوئی نقصان نہ پہنچے گا:

حضرت امام رضا علیہ السلام اشارہ فرماتے رہتے تھے کہ مجھے ہارون عباسی سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا، جب حضرتؑ کو یہ خبر دی گئی کہ ''عیسیٰ بن جعفر'' نے ہارون کو یاد آوری کرائی ہے اور یہ قسم کھائی ہے کہ حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کے بعد امامت کے دعویدار کو قتل کرے گا اور علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام بھی اپنے والد بزرگوار کی جگہ منصب امامت پر بیٹھے ہیں اور امامت کے دعویدار بھی ہیں، لیکن ہارون نے اُس کی بات کو ٹھکرا دیا ہے، تو حضرت رضا علیہ السلام نے فرمایا: ''ہارون سے مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔''۳۷

اور جب حضرت رضا علیہ السلام سے کہا گیا کہ آپؑ کی امام کے عنوان سے شناخت ہو چکی ہے اور آپؑ نے منصب امامت کے حوالے سے اپنے آپؑ کو مشہور کر لیا ہے، دوسری طرف ہارون کی تلوار سے خون ٹپک رہا ہے! تب حضرتؑ نے فرمایا: ''میرا جواب وہی ہے جو میرے جدّ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، آپؐ نے فرمایا: اگر ابوجہل میرے سر سے ایک بال بھی کم کر دے تو گواہ رہنا کہ میں پیغمبر خدا نہیں ہوں! میں بھی یہی کہتا ہوں کہ اگر ہارون میرے سر سے ایک بال بھی کم کر دے تو گواہ رہنا کہ میں امام نہیں ہوں!''۴۷ ایک اور حدیث میں جب امام رضا علیہ السلام

---

(۷۲) دلائل الامامة، ص ۳۷۲

(۷۳) عیون اخبار الرضا علیہ السلام ج ۱، ص ۲۴۵

(۷۴) بحار الانوار، ج ۴۹، ص ۵۹؛ مناقب آل ابی طالب علیہ السلام، ج ۴، ص ۳۶۸

کو ہارون کی طرف سے ہوشیار رہنے کو کہا گیا، تو آپؑ نے فرمایا: ''وہ جو بھی چاہے کوشش کر لے، مجھ پر مسلّط نہیں ہوسکتا۔'' ۷۵

(iii) حضرت رضا علیہ السلام کی مختلف پیشگوئیاں:

حضرت امام رضا علیہ السلام نے خبر دی کہ عبداللہ (یعنی مامون) محمد (اَمین) کو قتل کر دے گا اور جب راوی نے حیرت سے پوچھا: ہارون کا بیٹا عبداللہ، ہارون ہی کے بیٹے محمد کو قتل کرے گا؟! تب آپؑ نے فرمایا: ''ہاں! عبداللہ جو خراسان میں ہے، وہ زبیدہ کے بیٹے محمد کو، جو بغداد میں ہے، قتل کر دے گا۔'' اور بالکل اسی طرح سے ہوا۔۔۔۔ ۷۶ اور جب امام جعفر صادق علیہ السلام کے ایک فرزند نے مکہ میں مامون عباسی کے خلاف قیام کیا، تو حضرت رضا علیہ السلام نے اُن سے فرمایا: ''اے چچا! اپنے باپ اور بھائی کی تکذیب نہ کریں، کیونکہ اس کام کا کوئی نتیجہ نہیں ہے اور یہ کام ختم ہونے والا بھی نہیں ہے۔'' اسی طرح سے ہوا، کچھ وقت کے بعد اُس نے مامون کے لشکر سے شکست کھائی اور ہتھیار ڈال کر خود کو اُن کے سپرد کر دیا۔ ۷۷

ایک دن ''جعفر بن علی علوی'' فقیرانہ اور غیر مناسب کیفیت میں، بنی ہاشم کے چند جوانوں کے پاس سے گزرا، تو انہوں نے اُس کی ظاہری حالت کی وجہ سے حقارت آمیز انداز اختیار کیا، تب حضرت رضا علیہ السلام نے فرمایا: ''بہت جلد اِس کو بہت سے مال اور کافی طرفداروں کے ساتھ دیکھو گے۔'' ابھی ایک ماہ بھی نہ گزرا تھا کہ وہ مدینہ کا گورنر بن گیا اور اُس کی کیفیت بہتر ہو گئی۔ ۷۸

---

(۷۵) عیون اخبار الرضا علیہ السلام ج ۲، ص ۲۶۲

(۷۶) المناقب، ج ۴، ص ۳۶۳؛ اعلام الہدایۃ، ص ۳۴

(۷۷) عیون اخبار الرضا علیہ السلام ج ۲، ص ۲۰۷؛ بحار الانوار، ج ۴۷، ص ۲۴۷

(۷۸) الفصول المہمۃ، ص ۲۴۷

(iv) حضرت رضا علیہ السلام کی رحم مادر میں اولاد کی جنس سے آگاہی:

ایک شخص نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا: جب میں کوفہ سے آرہا تھا تو میری زوجہ حاملہ تھی، آپؑ خداوند عالم سے یہ درخواست کریں کہ اُس کے یہاں بیٹا ہو! حضرتؑ نے فرمایا: ''بیٹا ہی ہوگا، اور اُس کا نام ''عمر'' رکھنا۔''

جب وہ شخص کوفہ واپس لوٹا، تو اُس نے دیکھا کہ اُس کے یہاں بیٹا پیدا ہوا ہے اور اُس کا نام ''علی'' رکھا گیا ہے۔ وہ کہتا ہے: میں نے امام رضا علیہ السلام کے کہنے کے مطابق، اُس کا نام ''عمر'' رکھ دیا، میرے ہمسائے کو (جو شیعہ دشمن تھا) جب بچے کے نام کی تبدیلی کا پتہ چلا، تو اُس نے کہا: میں تیرے رافضی ۷۹ ہونے کے بارے میں اب کسی کی بات ہرگز قبول نہیں کروں گا۔۸۰

راوی کہتا ہے: جب میں حضرت رضا علیہ السلام کی خدمت سے جانا چاہتا تھا، تو حضرتؑ نے فرمایا: ''ایک بچے کا نام ''علی'' اور دوسرے کا ''اُم عمر'' (یا اُم عمرو) رکھنا۔'' (یعنی دونوں بیٹے نہیں ہوں گے)۔ جب میں کوفہ واپس آیا تو دیکھا ایک بیٹا اور ایک بیٹی میرے یہاں پیدا ہوئے ہیں۔۸۱

ایک دن امام رضا علیہ السلام اپنے چچا ''محمد بن جعفر'' کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے، جو حالتِ احتضار میں تھے، دیکھا کہ آپؑ کے دوسرے چچا ''اسحاق بن جعفر'' اور دوسرے کچھ لوگ، مریض کے پاس گریہ وزاری کر رہے ہیں، حضرت رضا علیہ السلام معنی خیز تبسُّم کے ساتھ مجلس سے باہر آ گئے۔ مجلس میں موجود افراد نے بڑے تعجب کا اظہار کیا۔

---

(۷۹) رافضی ایسا عنوان ہے جو شیعہ دشمن افراد نے شیعوں کو دیا ہے۔

(۸۰) الثاقب فی المناقب، ص ۲۱۶؛ الخرائج والجرائح، ج ۱، ص ۳۶۱؛ بحارالانوار، ج ۴۹، ص ۵۴

(۸۱) کشف الغمۃ، ج ۳، ص ۹۸

حضرتؑ نے فرمایا: ''میرا مسکرانا اس وجہ سے تھا کہ میرے چچا ''محمد بن جعفر'' تو ٹھیک ہو جائیں گے، لیکن ''اسحاق بن جعفر'' جو اس وقت اُن پر گریہ کر رہے ہیں عنقریب مر جائیں گے اور محمد بن جعفر اُن پر گریہ کریں گے!'' اور ایسا ہی ہوا جیسا کہ حضرت رضا علیہ السلام نے فرمایا تھا۔۸۲

''حسن بن موسیٰ'' نامی شخص نے، جس کی دو کنیز حاملہ تھیں، حضرت رضا علیہ السلام سے خط میں تقاضا کیا کہ دعا کریں اُس کے یہاں بیٹے پیدا ہوں۔ حضرتؑ نے خط کے جواب میں فرمایا: ''تمام کام خداوند عالم کے ہاتھ میں ہیں، ان شاء اللہ تیرے یہاں ایک بیٹا اور ایک بیٹی پیدا ہوں گے، بیٹے کا نام ''محمد'' اور بیٹی کا نام ''فاطمہ'' رکھنا۔'' جس طرح سے حضرتؑ نے فرمایا تھا اُسی طرح ہوا۔۸۳

ایک اور شخص جس کے یہاں گیارہ بچے پیدا ہونے کے بعد مر گئے تھے، اُس نے حضرت رضا علیہ السلام سے اولاد کے باقی نہ رہنے کا شکوہ کیا، حضرتؑ نے سر نیچے جھکا لیا، دعا فرمائی اور دعا کو طول دیا۔ پھر فرمایا: ''اُمید ہے تیرے یہاں پے در پے دو بیٹے پیدا ہوں گے۔'' راوی کہتا ہے: جیسا حضرتؑ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا، میں نے پہلے کا نام ''ابراہیم'' اور دوسرے کا نام ''محمد'' رکھا اور وہ دونوں زندہ رہے۔۸۴

مامون عباسی، امام رضا علیہ السلام کا انتہائی حیلہ باز دشمن، حضرتؑ کی شہادت کے بعد ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتا ہے: میں نے حضرتؑ سے درخواست کی کہ میری کنیز ''زاہریہ'' کہ جو میرے نزدیک دوسری سب کنیزوں سے محبوب تر ہے، حاملہ ہے، اس کا بچہ صحیح و سالم رہے! کیونکہ چند بار اُس کا بچہ سقط ہو گیا ہے۔ حضرت رضا علیہ السلام نے فرمایا: ''فکر نہ کر! اس کے یہاں بیٹا

---

(۸۲) عیون اخبار الرضا علیہ السلام ج ۱، ص ۲۲۳

(۸۳) عیون اخبار الرضا علیہ السلام ج ۱، ص ۲۳۶

(۸۴) عیون اخبار الرضا علیہ السلام ج ۱، ص ۲۴۰

ہوگا جو سب سے زیادہ اپنی ماں سے مشابہت رکھتا ہوگا اور اس کے دائیں ہاتھ اور بائیں پاؤں میں ایک انگلی زیادہ ہوگی۔" جیسا کہ حضرتؑ نے فرمایا تھا اُسی طرح ہوا۔۔۔۔۸۵

(۷) حضرت رضا علیہ السلام کی اپنی شہادت کی کیفیت اور محلِ دفن سے آگاہی:

حضرت امام رضا علیہ السلام مامون کے ذریعہ، اپنی شہادت اور اُسکی کیفیت کے بارے میں مکرّر خبر دیتے رہتے تھے، جو تفصیل کے ساتھ حضرتؑ کی شہادت کے باب میں ذکر ہوگا، یہاں اس میں سے کچھ بطور اشارہ بیان کرتے ہیں:

کبھی آپؑ فرماتے تھے: "میں (خراسان کے) ایسے سفر پر جارہا ہوں جس سے واپس نہیں آؤنگا۔"۸۶ اور جب مامون نے حضرت رضا علیہ السلام کو ولایت عہدی کے لیے مدینہ سے خراسان طلب کیا، تو راوی کہتا ہے: جب حضرتؑ اپنے نانا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو الوداع کہنے کے لیے مسجد نبویؐ تشریف لائے، تو آپؑ بلند آواز سے گریہ فرمارہے تھے، میں نے حضرتؑ کو سلام کیا اور ولایت عہدی کی مبارک باد دی۔ آپؑ نے فرمایا: "مجھے میرے نانا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے لے جارہے ہیں اور میں عالمِ غربت میں مرجاؤں گا اور مجھے ہارون کے پاس دفن کیا جائے گا۔"۸۷ اور یہی وجہ تھی کہ جب اُنہیں مدینہ سے لے جایا جارہا تھا تو اُنہوں نے حکم دیا کہ اُن پر گریہ کریں۔۸۸

کیونکہ مامون ظاہر میں (دیکھانے کے لیے) امام رضا علیہ السلام کے ساتھ محبت کا اظہار کرتا تھا اور علی علیہ السلام کی امامت کا محافل میں دفاع کرتا تھا، حضرت رضا علیہ السلام اپنے دوستوں اور

---

(۸۵) الغیبۃ، للشیخ الطّوسیؒ ص ۴۹؛ عیون اخبار الرضا علیہ السلام ج ا، ص ۲۴۱

(۸۶) عیون اخبار الرضا علیہ السلام ج ا، ص ۲۳۳

(۸۷) عیون اخبار الرضا علیہ السلام ج ا، ص ۲۳۴

(۸۸) عیون اخبار الرضا علیہ السلام ج ا، ص ۲۳۵

چاہنے والوں سے فرماتے تھے: ''مامون اپنی باتوں سے تمہیں دھوکا نہ دے، خدا کی قسم! مجھے اس کے علاوہ کوئی اور قتل نہیں کرے گا اور میں کچھ نہیں کرسکتا، سوائے اس کے کہ جو مقرر ہو چکا ہے، اس کے آگے تسلیم ہو جاؤں۔''۸۹

ایک اور واقعہ میں راوی کہتا ہے: میں نے دیکھا کہ ہارون عباسی مسجد حرام کے ایک دروازے سے باہر آیا اور حضرت رضا علیہ السلام دوسرے دروازے سے اور حضرتؑ نے فرمایا: ''یَا بُعْدَ الدَّارِ وَقُرْبَ الْمُلْتَقیٰ اِنَّ طُوْسَ سَتَجْمَعُنِی وَاِیَّاہُ'' ''گھر کتنا دور ہے اور ملاقات کتنی نزدیک، شہر طوس عنقریب مجھے اور اِسے ایک جگہ جمع کرے گا۔''۹۰

اور کبھی مدینہ کی مسجد میں، جب ہارون عباسی خطاب کر رہا ہوتا، تو آپؑ فرماتے تھے: ''تَرَوْنِی وَاِیَّاہُ نُدْفَنُ فِی بَیْتٍ وَاحِدٍ'' ''تم مجھے اور اس کو ایک کمرے میں مدفون دیکھو گے۔''۹۱ اور کبھی آپؑ یہ بھی فرماتے تھے: ''میں اور ہارون ان دو کی طرح ہوں گے۔'' اور اپنی شہادت اور درمیانی انگلیوں کو ایک دوسرے سے ملا کر اشارہ فرماتے۔ راوی کہتا ہے: مجھے حضرتؑ کی اِس بات کا معنی سمجھ نہیں آتا تھا، یہاں تک کہ حضرتؑ کو شہادت کے بعد ہارون کے پاس دفن کیا گیا۔۹۲

---

(۸۹) عیون اخبار الرضا علیہ السلام ج۱، ص۱۹۹

(۹۰) الاتحاف بحُبّ الاشراف، ص۵۹؛ رجوع کریں: اعلام الہدایۃ، ص۳۶

(۹۱) الاتحاف بحُبّ الاشراف، ص۵۹؛ رجوع کریں: اعلام الہدایۃ، ص۳۶

(۹۲) الاتحاف بحُبّ الاشراف، ص۵۹؛ رجوع کریں: اعلام الہدایۃ، ص۳۶

حضرت رضا علیہ السلام کے ثقافتی اقدامات

بزرگانِ دین کے مختلف زمانوں میں، مختلف اور انواع و اقسام کے اقدامات کی کیفیت کے صحیح تحلیل و تجزیہ کے لیے، اُس زمانے میں حکمفرما شرائط اور اُن بزرگان کے اہداف ومقاصد کی دقیق شناخت و معرفت حاصل کرنا، ضروری ہے اور اس شناخت کے بغیر کسی بھی قسم کی رائے کا اظہار یا ظن و گمان کرنا، ہرگز صحیح اور قابلِ قبول نہیں ہوگا، بالخصوص آئمہ اطہار علیہم السلام کے بارے میں، کہ جو غیبی مسائل اور الٰہی الہامات سے چشم پوشی کے باوجود، کامل عقل اور عمیق فہم و فراست کے مالک اور تمام افراد بشر میں عقلمند ترین افراد تھے۔

دوسری جانب اُن زمانوں پر حاکم شرائط جو تاریخ میں ثبت وضبط ہوئی ہیں، مختلف جہات سے ناقص، مبہم اور ناپختہ ہیں، جن پر ایک محقّق کبھی بھی صحیح اور دقیق تجزیہ و تحلیل کے لیے اکتفاء نہیں کرسکتا۔

اگر چہ اہل بیت عصمت وطہارت علیہم السلام کے بارے میں ہمیں تاریخی روایات اور اقوال کی ہرگز کوئی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ اُن کے بارے میں ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ اپنے مقام و منصبِ امامت کے مطابق، جو اُنہیں علم وحکمت الٰہی سے متّصل کرتا ہے، الہامات اور حتی کہ مترتّب شدہ روش (جو اُن کے لیے مکتوب شکل میں فراہم ہوتی ہے) سے بہرہ مند ہوتے ہیں اور ہمیشہ مختلف اوضاع واحوال میں بہترین اور مناسب ترین راہ کو اختیار کرتے ہیں۔

لیکن یہ سب چیزیں اِس بات سے مانع نہیں ہیں کہ ہم آئمہ معصومین علیہم السلام کے زمانے میں تاریخ میں مذکور بعض موارد کو بیان نہ کریں، ضروری ہے کہ زیادہ سے زیادہ اُن کے بارے میں آشنا ہوں (تا کہ صحیح معرفت وشناخت حاصل کرسکیں)۔ انہی موارد میں سے حضرت رضا علیہ السلام کے دورانِ امامت میں، وہ حاکم شرائط ہیں جو معارف وحقائق اسلامی کے وسیع پیمانے پر پھیلنے کا

سبب بنی، اس لیے کہ ہم اہل بیت علیہم السلام سے باقی رہ جانے والے آثار کی طرف رجوع کرنے کے ساتھ اِس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام اور حضرت امام باقر علیہ السلام و حضرت امام صادق علیہ السلام کے بعد، سب سے زیادہ آثار امام رضا علیہ السلام نے اپنے بعد چھوڑے ہیں اور یہ چیز اُن خاص اوضاع و شرائط اور مناسب فرصت کی وجہ سے رہی، جو حضرت رضا علیہ السلام کے زمانے میں وجود میں آئیں تھیں۔

باوجود اس کے کہ امام رضا علیہ السلام کے دشمن آپؑ کی علمی کمزوری کو ظاہر کرنے اور لوگوں کے درمیان آپؑ کی محبوبیت کو کم کرنے کے لیے کوشش کیا کرتے تھے، لیکن آپؑ کے دورانِ امامت اور بالخصوص آپؑ کی ولایت عہدی نے ایسی مناسب فرصت فراہم کی کہ آپؑ علوم اسلامی اور مکتب اہل بیتؑ کے حقائق نشر کرنے کے لیے اقدام کیا، جن میں سے بعض موارد کو بطور اشارہ بیان کرتے ہیں:

۱۔ غلوّ اور غالیوں سے مقابلہ:

اہل بیت عصمت و طہارت علیہم السلام کے ماننے والوں اور پیروکاروں کے درمیان بڑی آفات میں سے ایک، وہ لوگ رہے ہیں جو اِن ہستیوں کو اِن کے اصلی اور صحیح مقام سے بڑھاتے اور اِن کی شان میں غلوّ کرتے رہے ہیں، وہ اِن کے بارے میں ربوبیت یا نبوت یا خدا وند عالم کی بعض صفات کے معتقد رہے ہیں، ایسے افراد ہمیشہ شیعوں کے درمیان اور آئمہ طاہرین علیہم السلام کی نظر میں قابل بیزاری رہے ہیں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ''اپنے جوانوں کی طرف دھیان رہے کہیں غالی اُن کو فاسد نہ کردیں: ''فَـاِنَّ الْغُلَاةَ شَرُّ خَلْقِ اللّٰهِ يُصَغِّرُوْنَ عَظَمَةَ اللّٰهِ وَ يَدَّعُوْنَ الـرَّبُوْبِيَّةَ لِعِبَادِ اللّٰهِ ...'' ''یقیناً غالی خداوند عالم کی بدترین مخلوق ہیں، وہ خدا کی عظمت کو چھوٹا

اور خدا کے بندوں کے لیے ربوبیت کا دعویٰ کرتے ہیں، خدا کی قسم! کہ غالی یہودیوں، عیسائیوں، مجوسیوں اور مشرکین سے بدتر ہیں۔۔۔۔'' ۹۳

اس لیے حضرت رضا علیہ السلام نے بھی اس گروہ کے ساتھ، جو آپؑ کے دور میں اس قسم کی فکر کے ساتھ کام کرتے تھے، سخت بحث ومناظرے کئے ہیں۔

ایک حدیث میں حضرت رضا علیہ السلام ایک روایت اپنے آباء واجداد علیہم السلام کی سند ذکر کرنے کے ساتھ، حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: ''میرا جو حق (مرتبہ) ہے مجھے اُس سے اوپر مت لے کر جاؤ! کیونکہ خداوند عالم نے مجھے اپنا بندہ قرار دیا ہے، اس سے پہلے کہ پیغمبر قرار دے۔'' پھر امام رضا علیہ السلام نے سورۂ مبارکۂ آل عمران کی یہ آیت تلاوت فرمائی: '' مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَاداً لِّي مِن دُوْنِ اللّٰهِ وَلَٰكِنْ كُونُوا رَبَّانِيِّيْنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ * وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّيْنَ أَرْبَاباً أَيَأْمُرُكُم بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ '' ۹۴ اور بات کو آگے بڑھاتے ہوئے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: یھلک فی اثنان ولا ذنب لی، محبّ مفرط ومبغض مفرط'' ''میرے بارے میں دو شخص ہلاک ہو جائیں گے اور مجھ پر اس کا کوئی گناہ نہیں ہے، ایک ایسا دوست جو زیادہ روی کا شکار ہے اور دوسرا ایسا دشمن جو کوتاہی وتقصیر کی راہ اختیار کئے ہوئے ہے۔'' پھر

(۹۳) امالی شیخ طوسیؒ، ص ؛ رجوع کریں: بحار الانوار، ج ۲۵، ص ۲۶۵

(۹۴) سورۂ آل عمران، آیات ۷۹-۸۰ (ترجمہ: کسی بشر کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ خدا اُسے کتاب وحکمت اور نبوت عطا کرے اور پھر وہ لوگوں سے یہ کہنے لگے کہ خدا کو چھوڑ کر ہمارے بندے بن جاؤ، بلکہ اس کا قول یہی ہوتا ہے کہ اللہ والے بنو کہ تم کتاب کی تعلیم بھی دیتے ہو اور اُسے پڑھتے بھی رہتے ہو اور وہ یہ حکم بھی نہیں دے سکتا کہ ملائکہ یا انبیاء کو اپنا پروردگار بنالو، کیا وہ تمہیں کفر کا حکم دے سکتا ہے، جبکہ تم لوگ مسلمان ہو۔)

حضرت رضا علیہ السلام نے فرمایا: ''اور ہم خداوند عالم کے نزدیک بیزاری چاہتے ہیں، اُس شخص سے جو ہمارے بارے میں غلوّ کرے اور ہمیں ہمارے اندازہ اور مرتبہ سے اُوپر لے جائے، جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے ماننے والوں سے بیزاری اختیار کی تھی۔'' پھر حضرتؑ نے کچھ آیات کی تلاوت کے بعد فرمایا: ''جو بھی پیغمبروں علیہم السلام کے لیے ربوبیت کا دعویٰ کرے یا اماموں کے لیے ربوبیت یا پیغمبری کا دعویٰ کرے اور یا غیر امام کے لیے امامت کا مدعی ہو، تو ہم اُس سے دنیا و آخرت میں بیزار ہیں۔'' ۹۵ یعنی اہل بیت عصمت وطہارت علیہم السلام کے پیروکاروں کو بہت ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے، نہ یہ کہ مخالفین کے تحت تاثیر ہو کر امامؑ کے مقام و مرتبہ کو کم کریں اور نہ ہی اُن کی محبت اور بے جا تعصّب کی وجہ سے، امامؑ کو خدا یا پیغمبر کے مرتبہ تک لے جائیں، بلکہ عقل و شرع کے تابع رہیں اور جو کچھ خود انہوں نے بیان کیا ہے، اسی کی پیروی کریں۔

ایک اور روایت میں امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: ''خدا کی لعنت ہو غالیوں پر! یہ لوگ کیوں یہودی نہ ہو گئے؟ کیوں مجوسی نہ ہو گئے؟ کیوں عیسائی نہیں ہو گئے؟ کیوں قدریہ نہیں ہو گئے؟ کیوں مرجۂ نہیں ہو گئے؟ کیوں خوارج نہیں ہو گئے؟!'' (یعنی کیوں اپنے آپ کو ہم سے نسبت دیتے ہیں؟) پھر حضرتؑ نے فرمایا: ''اُن کے ساتھ ہمنشینی اختیار نہ کرو اور اُن کی تصدیق مت کرو اور اُن سے بیزاری اختیار کرو، خدا بھی اُن سے بیزار ہے۔'' ۹۶

جب ابو ہاشم جعفری نے حضرت رضا علیہ السلام سے غالیوں اور اہل تفویض کے بارے میں پوچھا، تو حضرتؑ نے فرمایا: ''غالی کافر ہیں اور اہل تفویض مشرک، جو بھی اُن کی ہمنشینی اختیار کرے یا اُن کا ہمدم ہو اور اُن کے ساتھ کھانا پینا رکھے اور اُن کی مدد کرے اور یا اُن کے ساتھ رشتہ جوڑے، خواہ رشتہ دے یا رشتہ لے، یا اُن (کی باتوں) پر ایمان لائے یا اُن کو

---

(۹۵) عیون اخبار الرضا علیہ السلام ج ۲، ص ۲۰۱؛ بحار الانوار، ج ۲۵، ص ۱۳۴

(۹۶) عیون اخبار الرضا علیہ السلام ج ۲، ص ۲۰۳

امانتدار وامین سمجھے اور یا اُن کی باتوں کی تصدیق وتائید کرے یا اُن کی آدھے کلمہ سے بھی مدد کرے، تو وہ خداوند عزّوجلّ کی ولایت، حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولایت اور ہم اہل بیت علیہم السلام کی ولایت سے خارج ہو گیا ہے۔'' ۹۷

جب ہم غلّات (غلوّ کرنے والوں) کی مذمت سے متعلق روایات کی طرف رجوع کرتے ہیں، تو معلوم ہوتا ہے کہ اِن روایات میں سے ایک بڑی تعداد حضرت رضا علیہ السلام سے صادر ہوئی ہے۔ ۹۸

غالیوں میں سے ایک شخص نے حضرت رضا علیہ السلام سے عرض کیا: ''یونس بن ظبیان'' نے (جو غلوّ کے ساتھ متّہم ہے) کہا ہے: ایک رات میں طواف کر رہا تھا کہ میں نے اُوپر سے ایک آواز سنی: اے یونس! میں ہوں کہ میرے سوا کوئی خدا نہیں ہے، میری عبادت کرو، میری یاد کے لیے نماز بجالاؤ! میں نے سر جو اُٹھا کر دیکھا تو ابوالحسنؑ اچانک میرے اُوپر ظاہر ہوئے۔

امام رضا علیہ السلام یہ باتیں سن کر اِس قدر غضبناک ہوئے کہ اُس شخص سے فرمایا: ''میرے پاس سے دور ہو جاؤ! خداوند تجھ پر اور ہر اُس شخص پر جس نے تجھ سے ایسا کہا ہے اور یونس بن ظبیان پر ہزار بار لعنت کرے اور اس کے بعد بھی ہزار بار لعنت ہو اور ہر لعنت تجھے جہنم کے گڑھے میں دھکیل دے۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ اُس کو آواز دینے والا شیطان کے علاوہ کوئی اور نہیں تھا۔ ۹۹

---

(۹۷) عیون اخبار الرضا علیہ السلام ج ۲، ص ۲۰۳

(۹۸) رجوع کریں: بحار الانوار، ج ۲۵، باب نفی الغلوّ

(۹۹) رجال کشی، ص ۳۶۳؛ رجوع کریں: بحار الانوار، ج ۲۵، ص ۲۶۴؛ (یہ روایت شہود کا دعویٰ کرنے والوں اور اُن کے پیروکاروں کے لیے چیلنج ہے، کیونکہ اگر واقعاً بھی کوئی آواز اُن کے کانوں تک پہنچتی ہے تو معلوم نہیں ہے، اس میں کوئی الٰہی پہلو بھی ہے، کیونکہ شیطان بھی ان افراد اور ان حالتوں مین نشیمن لگائے بیٹھا ہے۔)

اور جب حضرت رضا علیہ السلام سے کسی نے عرض کیا: بعض وہ لوگ جو خود کو آپؑ کا دوست اور طرفدار سمجھتے ہیں، یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ (پروردگار عالم کی) صفات، علی علیہ السلام کی صفات ہیں اور وہی وہ اللہ رب العالمین ہیں، حضرت رضا علیہ السلام یہ جملہ سن کر لرزہ براندام ہو گئے اور آپؑ کا بدنِ مبارک کانپنے لگا اور آپؑ پسینہ میں شرابور ہو گئے اور فرمایا: ''سبحان اللہ! خداوند اِس سے، جو ظالم اور کافر لوگ کہتے ہیں مبرّاء و منزّہ ہے، آیا ایسا نہیں تھا کہ علی علیہ السلام سب کی طرح کھاتے، پیتے اور شادیاں کرتے تھے؟ کیا وہی نہیں تھے جو اپنے پروردگار کے حضور خضوع و خشوع کے ساتھ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تھے اور اپنے پروردگار سے راز و نیاز اور مناجات کرتے تھے؟ کیا وہ جو اس قسم کی صفات رکھتا ہے، خدا ہو سکتا ہے؟''

آج بھی دشمن پہلے سے کہیں زیادہ مکتب اہل بیت علیہم السلام پر حملہ کرنے کے لیے بہانوں کی تلاش میں ہے، لہٰذا ہر ایک شیعہ بالخصوص علمائے اعلام (خداوند عالم اُن کی عزت زیادہ کرے) کا وظیفہ یہ ہے کہ بعض غلوّ آمیز مطالب، خاص کر غلط اور غلوّ آمیز اشعار کے مقابل ڈٹ کر کھڑے ہو جائیں اور حریم اہل بیت علیہم السلام کا دفاع کریں، ذمہ دار اور وظیفہ شناس شعراء اور منقبت خوانوں کو بھی چاہیے کہ غالی اور منحرف افراد کو اپنے آپ سے دور رکھیں اور لوگوں کو بھی ہوشیاری اور سمجھ بوجھ کے ساتھ اس طرح کے افراد کو تذکّر اور تنبیہ کرنی چاہیے۔

۲۔ حضرت رضا علیہ السلام کا فرقۂ صوفیہ کے ساتھ سخت رویّہ:

اسلامی سماج کے مختلف فرقوں میں سے ایک فرقہ، جو پہلی صدی ہجری ہی میں ''ابو ہاشم کوفی'' نامی شخص کے توسط سے وجود میں آیا، فرقۂ صوفیہ ہے، جنہوں نے زاہدانہ لباس اور دنیا سے کنارہ کشی کی صورت میں دین میں بدعتیں ایجاد کیں، وہ مخصوص افکار اور اعمال رکھتے تھے۔

یہ لوگ ابتداء ہی سے مکتب اہل بیتؑ سے منحرف تھے اور آئمہ معصومینؑ بھی سختی سے اِن لوگوں کے ساتھ پیش آتے اور اپنے پیروکاروں کو ان لوگوں کے نزدیک ہونے سے منع فرماتے تھے۔ اسی طرح حضرت رضاؑ نے بھی اپنے شیعوں کو اس گروہ کے خطرے سے آگاہ کیا اور فرمایا: ''کوئی بھی صوفیہ گری کا معتقد نہیں ہوتا، مگر یہ کہ دھوکہ دہی، گمراہی یا حماقت کی وجہ سے اور ممکن ہے بعض میں یہ تینوں چیزیں پائی جاتی ہوں۔''۱۰۰

نیز حضرت رضاؑ نے فرمایا: جس کے سامنے صوفیہ کا ذکر کیا جائے اور وہ اپنی زبان و دل سے اُن کا انکار نہ کرے، وہ ہم سے نہیں ہے اور جو کوئی بھی انکار کرے، گویا اُس نے رسول خداؐ کے ہمراہ کفار کے ساتھ جہاد کیا ہے۔''۱۰۱

اس منحرف گروہ کی مذمت میں پیغمبر اکرمؐ اور آئمہ اطہارؑ سے بہ کثرت روایات موجود ہیں اور شیعہ امامیہ کا آئمہ اطہارؑ کے زمانے سے ہمیشہ فرقہ تصوّف کے باطل ہونے پر اجماع رہا ہے۱۰۲ اور انہوں نے اس فرقہ کی ردّ میں بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔

حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرقہ صوفیہ کو اہل بیتؑ کا دشمن کہا ہے اور اُن لوگوں کو، جو اُن کی طرف مائل ہوں، اُنہی کے ساتھ محشور شمار کیا ہے اور فرمایا ہے: ''عنقریب وہ گروہ جو ہماری محبت کا دعویدار ہے، صوفیہ کی طرف مائل ہو جائے گا اور اپنے آپ کو اُن کے مشابہ کرلے گا، اُن کے القابات اپنے نام کے ساتھ لگائے گا اور اُن کی باتوں کی توجیہہ و تأویل کرے گا، جو کوئی بھی اُن کی طرف مائل ہوگا وہ ہم سے نہیں ہے اور میں اُس سے بیزار ہوں۔''۱۰۳

---

(۱۰۰) الشیخ المفید باسند صحیح کتاب الردّ علی اصحاب الحلاج میں؛ رجوع کریں: الاثنا عشریہ، ص۳۱

(۱۰۱) الاثنا عشریہ، ص۳۲ (۱۰۲) الاثنا عشریہ، ص۴۴

(۱۰۳) الاثنا عشریہ، ص۳۲

افسوس کا مقام یہ ہے کہ اِس گمراہ فرقہ نے عظیم اسلامی انقلاب ایران کے بعد، معاشرے کی دینی ومعنوی شرائط اور بعض ثقافتی وفرہنگی مسئولین کی چشم پوشی اور بعض علماء کے سکوت سے غلط استفادہ کرتے ہوئے اپنی کوشش کو کافی وسعت دی ہے۔ معاشرے کے تمام لوگوں بالخصوص مسئولین اور علمائے اعلام کا فرض یہ ہے کہ وہ اس انحراف اور عظیم بدعت کا راستہ روکیں اور دین کی حدود اور لوگوں کے عقیدے کی حفاظت و پاسداری کرتے ہوئے اپنی ذمہ داری کے مطابق عمل کریں اور اُن کے رہبروں، کتابوں اور باتوں کی تبلیغ کرنے سے اجتناب کریں، کیونکہ امام زمانہ علیہ السلام کے ملک میں، انفال اور حضرت ولی عصرؑ کے اموال سے استفادہ کرتے ہوئے، حضرتؑ کے مخالفین کی تبلیغ کرنا، الطاف الہیہ اور حضرت ولی عصرؑ کی عنایات سے محرومی کا سبب بن جائے گا۔

۳۔ حضرت رضا علیہ السلام کی نگاہ میں امام کی اہمیت:

حضرت امام رضا علیہ السلام کی اہم ثقافتی اقدامات میں سے ایک، امام اور امامت کے بارے میں شیعہ عقیدے کو پھیلانا بھی ہے، کیونکہ بہت سے مخالفین، امام کے بارے میں اس قدر سطحی عقیدہ رکھتے ہیں کہ امام کے مقام ومنزلت کو، حتی کہ معمولی انسانوں سے بھی نیچے لے آتے ہیں اور کسی بھی گناہ کو اُس کی امامت یا اطاعت سے مانع نہیں سمجھتے۔ اس لیے حضرت رضا علیہ السلام نے اس بارے میں عقیدۂ اہل بیتؑ کی ترویج کے لیے کوششیں کیں، حضرت رضا علیہ السلام سے متعدد بار امام کے لازم ہونے کے بارے میں بارے میں سوال ہوا، تو حضرتؑ نے فرمایا: ''زمین امام سے خالی نہیں ہوسکتی، وگرنہ اپنے رہنے والوں کو نگل لیتی۔''

نیز حضرت رضا علیہ السلام فرماتے تھے: ''اگر ایک پلک جھپکنے کی مقدار بھی زمین حجت کے

وجود سے خالی ہوتی، تو اپنے رہنے والوں کو نگل لیتی۔''۱۰۴

حضرت رضا علیہ السلام نے امام کی علامات اور صفات کے بارے میں فرمایا: ''امام کی کچھ علامتیں ہیں، وہ لوگوں میں سب سے دانا وعقلمندترین، بہترین قضاوت کرنے والا، سب سے زیادہ متقی و پرہیزگار، حلیم و بردبارترین، شجاع ترین، سخاوتمندترین اور عابدترین ہوتا ہے، جب دنیا میں آتا ہے تو ختنہ شدہ اور پاک وطاہر ہوتا ہے، وہ اپنے پس پشت (پیٹھ پیچھے) بھی اسی طرح دیکھ سکتا ہے، جیسے سامنے سے دیکھتا ہے۔۔۔وہ دوسرے لوگوں کی نسبت لوگوں کے ساتھ مہربان تر اور اُن کے ماں باپ کی نسبت ہمدرد ولسوز ہوتا ہے، خداوند متعال کے حضور سب سے زیادہ متواضع تر اور الٰہی احکامات ودستورات (اَوامر ونواہی) کی نسبت سب لوگوں سے زیادہ کوشش کرنے والا ہوتا ہے، اُس کی دعا مستجاب ہے، لہٰذا اگر وہ کسی پتھر پر دعا کرے تو وہ پتھر دوٹکڑے ہو جائے۔۔۔۔۱۰۵

ایک دوسری حدیث میں حضرتؑ نے فرمایا: ''امام روح القدس کے وسیلہ سے تائید کیا جاتا ہے، اُس کے اور خداوند عالم کے درمیان ایک نور کا ستون ہے، جس میں وہ لوگوں کے اعمال کو مشاہدہ کرتا ہے اور وہ چیز، جو اس کے لیے ضروری ہوتی ہے، جان لیتا ہے، کبھی کھل جاتا ہے اور وہ جان لیتا ہے اور کبھی بند ہو جاتا ہے اور وہ آگاہ نہیں ہوتا۔۔۔''۱۰۶

حضرت رضا علیہ السلام نے فرمایا: ہم ہیں خداوند عالم کی حجتیں اُس کی زمین پر، ہم ہیں اُس کے جانشین اُس کے بندوں کے درمیان اور اُس کے راز کے اَمین، ہم ہیں کلمہ تقویٰ اور

---

(۱۰۴) عیون اخبار الرضا علیہ السلام ج ۱، ص ۲۱۲

(۱۰۵) عیون اخبار الرضا علیہ السلام ج ۱، ص ۱۶۹

(۱۰۶) عیون اخبار الرضا علیہ السلام ج ۱، ص ۱۶۹؛ (یہ اور اس کی مانند دوسری احادیث یہ بتاتی ہیں کہ بعض لوگوں کے وہم وخیال کے برخلاف، نہ امامؑ کا علم ذاتی ہے اور نہ ہی لامحدود، بلکہ علمِ امامؑ تابع مشیّت الٰہی ہے۔)

عروۃ الوثقیٰ یعنی اُس کی مضبوط رسی، ہم ہیں خداوند عالم کی گواہی دینے والے اور اُس کی مخلوق کے درمیان اُس کے پرچمدار، ہماری ہی وجہ سے خداوند آسمانوں اور زمینوں کو نابودی سے محفوظ رکھے ہوئے ہے اور ہمارے ہی وسیلہ سے بارش نازل کرتا ہے اور اپنی رحمت کو منتشر کرتا ہے، زمین ہرگز ہم میں سے کسی ایک کے وجود سے خالی نہ ہوگی، خواہ وہ ظاہر ہو یا پوشیدہ، اگر ایک روز بھی زمین حجت خدا کے وجود سے خالی ہو جائے تو اپنے رہنے والوں کو لرزہ و اضطراب سے دچار کردے گی، جیسے کہ سمندر اپنے اوپر رہنے والوں کو بے سکون (اور لرزے میں) رکھتا ہے۔''[107]

سب سے اہم حضرت امام رضا علیہ السلام کی وہ جامع گفتگو ہے، جو آپؑ نے شہر مروؔ پہنچنے کے بعد، جب عوام کی امامت کے بارے میں اختلافات کی خبریں آپؑ تک پہنچیں، تو وہاں کی جامع مسجد میں ارشاد فرمائی، حضرت رضا علیہ السلام پہلے مسکرائے اور پھر فرمایا: ''اے عبدالعزیز! یہ گروہ نہیں سمجھ سکا اور اپنی رائے میں دھوکہ کھا گیا۔۔۔'' پھر اس مطلب کو بیان کرنے کے لیے کہ اسلام، دین کامل ہے اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ السلام کو ہدایت کا پرچم قرار دیا ہے اور اس طرح دین کامل ہو گیا ہے۔ آپؑ نے فرمایا: ''کیا یہ لوگ امامت کی قدر، مقام و منزلت کو اُمّت میں سمجھتے ہیں، تا کہ حقِ انتخاب رکھتے ہوں؟ امامت کا مقام و منزلت، بلند و رفیع اور اس کی شان باعظمت ہے اور اس تک پہنچنا مشکل ہے اور اس کی گہرائی اِس سے کہیں زیادہ ہے کہ لوگ اُس کو اپنی عقل سے درک کر سکیں یا اپنی رائے و نظر سے اُس تک پہنچ جائیں اور کسی کو اپنے لیے امام منتخب کر لیں۔۔۔

(۱۰۷) بحارالانوار، ج ۲۳، ص ۳۵ (نقل از کمال الدین) (جو کچھ اس حدیث شریف اور اسی مضمون کی دوسری احادیث میں آیا ہے، وہ امامؑ کی عالمِ تکوین میں گہری تاثیر کو ظاہر کرتا ہے اور نیز یہ کہ امامؑ کے وجود کا ثمرہ و فائدہ فقط ہدایت تشریعی میں منحصر نہیں ہے، یہیں سے حضرت حجت علیہ السلام کے وجود مبارک کے عصر غیبت میں عظیم فائدے کے پتہ لگایا جا سکتا ہے۔)

یقیناً امامت، انبیاءؑ کا مقام ومنزلت اور اَوصیاء کی میراث ہے، امامت، امور مسلمین کو نظم بخشنے، دنیا کی اصلاح اور مومنین کی عزت وسر بلندی کا باعث ہے، امامت اسلام کے شکوہ و جلال کی اساس و بنیاد ہے۔۔۔امام، خورشید تابندہ کی مانند ہے کہ اس کے نور سے تمام عالم منور ہو جاتا ہے، لیکن وہ اُفق میں ہوتا ہے، اس طرح سے کہ کسی کے ہاتھ یا آنکھ کی اُس تک دسترسی ممکن نہیں ہوتی۔۔۔

امامؑ ایک مہربان دوست، دلسوز و ہمدرد بھائی، شفیق باپ اور سختیوں میں لوگوں کا پناہگاہ ہے، امامؑ، لوگوں کے درمیان خدا کا اَمین، بندوں پر اُس کی حجت اور اللہ کی زمین پر اُس کا جانشین ہے، جو خدا کی طرف دعوت دیتا ہے اور حریم الٰہی کا دفاع کرتا ہے۔

امامؑ گناہوں سے پاک اور عیب ونقص سے دور ہے، وہ علم کے ساتھ مخصوص ہے اور حلم و بردباری کی علامت ہے، وہ دین کا نظام، مسلمانوں کی عزت، منافقوں کے خشم اور کافروں کی نابودی و ہلاکت کا باعث ہے۔

امامؑ، اپنے زمانے کا نابغۂ روزگار ہے اور کوئی بھی عالم اُس کے برابر اور اُس کا ہم پلہ نہیں ہوسکتا، کیونکہ وہ کوئی مانند و نظیر نہیں رکھتا۔۔۔کون ہے جو امامؑ کی حقیقی شناخت رکھتا ہو اور اُس کا انتخاب کر سکے؟ ہرگز ہرگز! (ایسا ممکن ہی نہیں!) عقلیں گمراہ، فکریں حیران وسرگردان، باطن متحیر، آنکھیں عاجز، بزرگان حقیر اور چھوٹے، حکماء حیرت زدہ، حلیم الطبع قاصر، خطباء بے چارہ، دانشمندان ناسمجھ، شعراء قاصر، اُدباء عاجز اور اہل سخن ناتوان ہیں کہ امامؑ کی شان و منزلت کا کوئی وصف یا اُس کے فضائل میں سے کوئی فضیلت بیان کرسکیں۔''[۱۰۸]

(۱۰۸) عیون اخبار الرضا علیہ السلام ج ۱ ص ۱۷۱

۴۔حضرت رضا علیہ السلام اور امیر المومنین علی علیہ السلام:

امام رضا علیہ السلام سے منقولہ بہت سی رویات اس چیز کو بیان کرتی ہیں کہ حضرت رضا علیہ السلام مختلف مواقع و موارد میں یہ کوشش کرتے تھے کہ امیر المومنین علی علیہ السلام کے فضائل لوگوں کے سامنے پیش کریں اور اُن کی حقیقی شناخت کروائیں، ہم اُن میں سے بعض روایات کو ذکر کرتے ہیں:

فضیلت امیر المؤمنین علیہ السلام میں امام رضا علیہ السلام کی چالیس حدیثیں

۞ ۱۔ امام رضا علیہ السلام حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: ''اے علیؑ! تم جنت وجہنم کے تقسیم کرنے والے ہو، تم جنت کا دروازہ بجاؤ گے اور بغیر حساب جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔''[۱۰۹]

۞ ۲۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: ''تمہارے درمیان میرے خاندان کی مثال کشتی نوح علیہ السلام کی مانند ہے، جو اس میں سوار ہو گیا، نجات پائے گا اور جو رہ گیا، وہ آتش جہنم میں ڈالا جائے گا۔''[۱۱۰]

۞ ۳۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرتؐ نے فرمایا: ''خدا اور اُس کے رسولؐ کا غیظ وغضب، اُس پر شدید وسخت تر ہے جو میرا خون بہائے اور مجھے میری عترت (اہل بیت علیہم السلام) کے بارے میں تکلیف دے۔''[۱۱۱]

(۱۰۹) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۲۶

(۱۱۰) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۱۰

(۱۱۱) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۱۱

۞ ۴۔ رسول گرامی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: ''قریب ہے کہ میں پروردگار عالم کی دعوت کو لبیک کہوں، میں تمہارے درمیان دو گرانبہا اور ارزشمند چیزیں چھوڑ رہا ہوں، اُن میں سے ہر ایک دوسری سے بڑی ہے، کتاب خدا جو آسمان سے زمین تک پھیلی ہوئی (اللہ کی) رسی ہے اور میری عترت واہل بیتؑ! دیکھو کہ تم میرے بعد ان دونوں کے ساتھ کیا کرتے ہو؟''۱۱۲

۞ ۵۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ نے فرمایا: ''حسن وحسین جنت کے جوانوں کے سردار ہیں اور اُن کے والد گرامی، اُن دونوں سے بہتر ہیں۔''۱۱۳

۞ ۶۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرتؐ نے فرمایا: ''وائے ہو میرے خاندان پر ظلم روا رکھنے والوں پر، گویا میں کل (روز قیامت) اُن کو منافقوں کے ساتھ جہنم کے نچلے طبقہ میں دیکھ رہا ہوں۔''۱۱۴

۞ ۷۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ''جس کا میں مولا ہوں، پس علی علیہ السلام اُس کے مولا ہیں، خدایا! دوست رکھ، اُس کو جو علی علیہ السلام کو دوست رکھے اور دشمن رکھ، اُس کو جو ان سے دشمنی کرے، مدد فرما اُس کی جو ان کی مدد و نصرت کرے اور (اُس کے حال پر) چھوڑ دے، اُس کو جو ان کو چھوڑ دے۔''۱۱۵

۞ ۸۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرتؐ نے فرمایا: ''اے علی علیہ السلام! یقیناً خداوند متعال نے تمہیں، تمہارے خاندان والوں کو، تمہارے شیعوں کو اور تمہارے شیعوں کے

---

(۱۱۲) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۳۰، ح ۴۰

(۱۱۳) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۳۲، ح ۵۶

(۱۱۴) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۴۶، ح ۱۷۷

(۱۱۵) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۴۷، ح ۱۸۳

دوستوں کو بخش دیا ہے۔۔۔۱۱۶

۹۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ فرمایا: ''اے علی علیہ السلام! اگر تم نہ ہوتے، تو مومنین میرے بعد پہچانے نہ جاسکتے۔''۱۱۷

۱۰۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: ''اے علی علیہ السلام! تین چیزیں ایسی تمہیں دی گئی ہیں، جو تم سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں۔'' حضرت امیر علیہ السلام نے عرض کیا: ''میرے ماں باپ آپؐ پر قربان جائیں! وہ کیا ہیں؟'' آنحضرتؐ نے فرمایا: ''میرے جیسا سُسر تمہیں دیا گیا ہے، فاطمہؑ جیسی زوجہ اور حسنؑ و حسینؑ جیسے بیٹے تمہیں دیئے گئے ہیں۔''۱۱۸

۱۱۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: ''علی علیہ السلام کے پیروکار یقیناً قیامت کے دن کامیاب ہیں۔''۱۱۹

۱۲۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ''جو بھی یہ خواہش کرتا ہے کہ یاقوت سرخ کی اُس شاخ کو، جسے خداوند عالم نے اپنے دستِ قدرت سے لگایا ہے، دیکھے اور اُس کو تھام لے، تو اُسے چاہیے کہ علی علیہ السلام اور اُن کی اولاد میں سے منتخب پیشواؤں کو دوست رکھے (اور اپنا امام قرار دے) کیونکہ یہ لوگ خداوند عالم کے منتخب اور برگزیدہ افراد ہیں اور ہر قسم کے گناہ و خطاء سے معصوم ہیں۔''۱۲۰

۱۳۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرتؐ نے فرمایا: ''جو بھی مرجائے اور وہ

---

(۱۱۶) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۴۷، ح ۱۸۲

(۱۱۷) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۴۸، ح ۱۸۷

(۱۱۸) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۴۸، ح ۱۸۸

(۱۱۹) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۵۲، ح ۲۰۱

(۱۲۰) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۵۷، ح ۲۱۱

میری اولاد سے کوئی امام نہ رکھتا ہو، تو وہ جاہلیت کی موت مرا ہے اور اُس نے جو بھی (بُرے) کام زمانۂ جاہلیت اور اسلام میں کیے ہیں، اُن میں گرفتار ہو جائے گا۔'' ۱۲۱

۱۴۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: ''جو بھی یہ چاہتا ہے کہ کسی مضبوط رسی کو تھام لے، تو علی علیہ السلام اور میرے خاندان کی دوستی کا دامن تھام لے۔'' ۱۲۲

۱۵۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: ''میں اور یہ (علی علیہ السلام) روز قیامت اِس طرح ہوں گے۔'' (آنحضرتؐ نے اپنی انگشتِ شہادت اور درمیانی انگلی کو ملا کر دیکھایا) اور پھر فرمایا: ''ہمارے پیروکار ہمارے ساتھ ہوں گے اور جو بھی ہمارے مظلوم اور ستمدیدہ کی مدد کرے، وہ بھی اسی طرح ہوگا۔'' ۱۲۳

۱۶۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: ''(لوگوں کے) پیشوا حسین علیہ السلام کی اولاد سے ہوں گے، جو اُن کی اطاعت کرے گا، اُس نے خداوند کی اطاعت کی اور جس نے اُن کی نافرمانی کی، اُن نے خداوند عالم کی نافرمانی کی، یہی ہیں اللہ کی مضبوط و محکم رسی اور یہی ہیں اُس کی طرف جانے کا وسیلہ۔'' ۱۲۴

۱۷۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: ''میں اور علی علیہ السلام ایک ہی نور سے پیدا کئے گئے ہیں۔'' ۱۲۵

---

(۱۲۱) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۵۸، ح ۲۱۴

(۱۲۲) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۵۸، ح ۲۱۶

(۱۲۳) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۵۸، ح ۲۱۵

(۱۲۴) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۵۸، ح ۲۱۷

(۱۲۵) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۵۹، ح ۲۱۹

۞ ۱۸۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرتؐ نے فرمایا: ''اے علی علیہ السلام! تم برترین اور بہترین انسان ہو اور اس میں فقط کافر ہی شک کرسکتا ہے۔'' ۱۲۶

۞ ۱۹۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ''جو شخص بھی ہم اہل بیت علیہم السلام کو دوست رکھے گا خداوندا ُس کو روز قیامت محفوظ محشور فرمائے گا۔'' ۱۲۷

۞ ۲۰۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: ''تم (علی علیہ السلام) مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔'' ۱۲۸

۞ ۲۱۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرتؐ نے فرمایا: ''اے علی علیہ السلام! تم میرا قرض ادا کرو گے اور تم ہی میری اُمت پر میرے جانشین ہو۔'' ۱۲۹

۞ ۲۲۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے درحالانکہ علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا، فرمایا: ''جھوٹا ہے وہ شخص جو یہ خیال کرتا ہے کہ مجھ سے محبت کرتا ہے، لیکن اِس (علی علیہ السلام) سے محبت نہیں کرتا۔'' ۱۳۰

۞ ۲۳۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے علی علیہ السلام سے فرمایا: ''انصار میں سے کوئی تم سے دشمنی نہیں رکھے گا مگر وہ شخص جس کی اصل یہودی ہے۔'' ۱۳۱

۞ ۲۴۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: ''سب سے پہلی چیز جو

---

(۱۲۶) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۵۹، ح ۲۲۵

(۱۲۷) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۵۹، ح ۲۲۰

(۱۲۸) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۶۰، ح ۲۳۱

(۱۲۹) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۶۰، ح ۲۲۹

(۱۳۰) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۶۰، ح ۲۳۱

(۱۳۱) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۶۰، ح ۲۳۴

بندے سے پوچھی جائے گی، وہ محبت اہل بیت علیہم السلام ہے۔''[۱۳۲]

۲۵۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: ''علی علیہ السلام سے محبت نہ کرے گا مگر مومن اور اُن سے دشمنی نہیں رکھے گا مگر کافر۔''[۱۳۳]

۲۶۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے علی علیہ السلام سے فرمایا: ''تیرے دوست میرے دوست اور تیرے دشمن میرے دشمن ہیں۔''[۱۳۴]

۲۷۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: ''میں علم کا شہر ہوں اور علی علیہ السلام اس کا دروازہ ہیں۔''[۱۳۵]

۲۸۔ رسول مکرّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: ''مسجد (نبویؐ) میں کھلنے والے (سب لوگوں کے گھروں کے) دروازے بند کر دو، سوائے علی علیہ السلام کے دروازے کے۔''[۱۳۶]

۲۹۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے علی علیہ السلام سے فرمایا: ''جب میں دنیا سے رحلت کر جاؤں گا، تو تم پر بعض لوگوں کے دلوں میں چھپا ہوا بغض و کینہ ظاہر ہوگا اور وہ لوگ تمہارے خلاف اکٹھے ہوں گے اور تم سے تمہارا حق چھین لیں گے۔''[۱۳۷]

۳۰۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: ''علی علیہ السلام کا ہاتھ (لین دین اور

---

(۱۳۲) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۶۲، ح ۲۵۸

(۱۳۳) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۶۳، ح ۲۶۶

(۱۳۴) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۶۳، ح ۲۶۵

(۱۳۵) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۶۶، ح ۲۹۸

(۱۳۶) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۶۶، ح ۳۰۲

(۱۳۷) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۶۶، ح ۳۰۳

معاملات میں) میرا ہاتھ ہے۔''[۱۳۸]

۞ ۳۱۔ پیغمبر گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے علی علیہ السلام سے فرمایا: ''میری اُمت عنقریب میرے بعد تمہارے ساتھ مکر و فریب کرے گی اور اچھے بُرے سب لوگ اس مسئلے میں پیروی کریں گے۔''[۱۳۹]

۞ ۳۲۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرتؐ نے فرمایا: ''جو کوئی علی علیہ السلام کو بُرا بھلا کہے، اُس نے مجھے بُرا بھلا کہا اور جس نے مجھے بُرا بھلا کہا، اُس نے خداوند عالم کو بُرا بھلا کہا۔''[۱۴۰]

۞ ۳۳۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: ''بہشت کا مرکز میرے اور میرے خاندان والوں کے لیے ہے۔''[۱۴۱]

۞ ۳۴۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: ''میں علم کا مخزن ہوں اور علی علیہ السلام اُس کی چابی ہیں، جو خزانے کا خواہشمند ہو، اُسے چابی کے پاس جانا چاہیے۔''[۱۴۲]

۞ ۳۵۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: ''اے علی علیہ السلام! میں نے اپنے پروردگار سے کوئی چیز نہیں طلب کی، مگر یہ کہ تمہارے لیے بھی اُسی کی مثل چاہی ہے، سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں ہے، میں خاتم الانبیاءؐ ہوں اور تم خاتم الاوصیاءؑ ہو۔''[۱۴۳]

---

(۱۳۸) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۶۶، ح ۳۰۴
(۱۳۹) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۶۶، ح ۳۰۷
(۱۴۰) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۶۶، ح ۳۰۸
(۱۴۱) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۶۶، ح ۳۱۴
(۱۴۲) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۷۳، ح ۳۴۱
(۱۴۳) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۷۲، ح ۳۳۷

۞ ۳۶۔ رسول مکرّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: ''اے علی علیہ السلام! لوگ مختلف درختوں سے پیدا ہوئے ہیں، لیکن میں اور تم ایک درخت سے خلق ہوئے ہیں، میں اُس کی جڑ ہوں اور تم اُس کا تنا ہو اور حسنؑ و حسینؑ اُس کی شاخیں ہیں اور ہمارے شیعہ اُس کے پتّے ہیں، جو کوئی اس کی ایک شاخ پکڑ لے، خداوند عالم اُس کو جنت میں داخل کردے گا۔''۱۴۴؎

۞ ۳۷۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت علی علیہ السلام سے مخاطب ہو کر فرمایا: ''بہشت تیری مشتاق ہے اور عمار، سلمان، ابوذر اور مقداد کی مشتاق ہے۔''۱۴۵؎

۞ ۳۸۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرتؐ نے علی علیہ السلام سے فرمایا: ''تمہارے اندر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایک شباہت ہے، وہ یہ کہ نصاریٰ اُن سے محبت کرتے تھے اور اُن کی محبت میں کافر ہوگئے تھے، جبکہ یہودی اُن سے دشمنی کرتے تھے اور اُن کے بغض و دشمنی میں کافر ہوگئے تھے۔''۱۴۶؎

۞ ۳۹۔ پیغمبر گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: ''حسنؑ و حسینؑ میرے اور اپنے والد گرامی کے بعد سب اہل زمین سے برتر ہیں اور اُن دونوں کی مادر گرامی تمام اہل زمین کی عورتوں سے افضل و برتر ہیں۔''۱۴۷؎

۞ ۴۰۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرتؐ نے فرمایا: ''اے علی علیہ السلام! تم اور تمہارے دو فرزند (حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام) خداوند عالم کی تمام مخلوق میں اُس کے منتخب

---

(۱۴۴) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج۲، ص۲۷، ح۳۴۰

(۱۴۵) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج۲، ص۶۶، ح۳۰۶

(۱۴۶) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج۲، ص۶۳، ح۲۶۳

(۱۴۷) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج۲، ص۶۲، ح۲۵۲

اور برگزیدہ بندے ہو۔"[۱۴۸]

۵۔حضرت رضا علیہ السلام اور حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا:

متعدد روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام خاص توجہ فرماتے تھے کہ اپنی مادر گرامی حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کا نام، اُن کی یاد اور فضائل لوگوں کے لیے بیان کریں، ہم امام رضا علیہ السلام سے منقولہ چند روایات ذکر کرتے ہیں:

حضرت امام رضا علیہ السلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرتؐ نے فرمایا: ''میری بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیہا روز قیامت اس حال میں محشور ہوں گی کہ اس کے ساتھ خون سے رنگین کپڑے ہوں گے، وہ عرش الٰہی کے ایک پائے کو پکڑ لیں گی اور عرض کریں گی: اے فیصلہ کرنے والے! میرے اور میرے بچوں کے قاتل کے درمیان فیصلہ فرما!''

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ''کعبہ کے پروردگار کی قسم! خداوند عالم میری بیٹی کے حق میں فیصلہ کرے گا اور یقیناً خداوند فاطمہ سلام اللہ علیہا کی ناراضگی سے ناراض اور اُن کی رضامندی سے راضی ہوتا ہے۔''[۱۴۹]

ایک دوسری روایت میں حضرت امام رضا علیہ السلام پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: ''ایک فرشتہ میرے پاس آیا اور عرض کی: اے محمدؐ! خداوند عالم آپؐ پر درود و سلام بھیجتا ہے اور فرماتا ہے: میں نے فاطمہ سلام اللہ علیہا کی علی علیہ السلام کے ساتھ تزویج کر دی ہے اور درخت طوبیٰ کو دستور دیا ہے کہ وہ دُرّ، یاقوت اور مرجان ظاہر کرے اور آسمان والے اس سے خوشحال اور

---

(۱۴۸) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۵۹، ح ۲۱۸

(۱۴۹) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۲۵

شاد ہو گئے ہیں اور عنقریب ان دونوں سے جوانان جنت کے دو سید و سردار پیدا ہوں گے، جو اہل بہشت کی زینت ہیں اور خوشخبری ہو آپ کو اے محمدؐ! کہ آپؐ تمام اولین و آخرین سے برتر ہیں۔''[۱۵۰]

امام رضا علیہ السلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: ''جب روز قیامت ہوگا، تو منادی یہ صدا دے گا، اے لوگو! اپنی آنکھیں بند کرلو، تا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی جناب فاطمہ علیہا السلام گزر جائیں۔''[۱۵۱]

حضرت رضا علیہ السلام اپنے نانا رسول خدا سے روایت نقل کرتے ہیں کہ فرمایا: ''میں نے فاطمہ علیہا السلام کی (علی علیہ السلام کے ساتھ) شادی نہیں کی، مگر خداوند عالم کے حکم کے مطابق، جو اُن کے ازدواج کے لیے مجھے دیا گیا۔''[۱۵۲]

نیز پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: ''یقیناً فاطمہ علیہا السلام باعفت خاتون ہیں اور خداوند عالم نے اُن کی اولاد پر آتش جہنم کو حرام قرار دیا ہے۔''[۱۵۳]

حضرت امام رضا علیہ السلام امیر المومنین علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: ''پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے علی علیہ السلام! قریش کے کچھ لوگوں نے فاطمہ علیہا السلام کے سلسلے میں مجھے سرزنش کی اور کہا: ہم نے اُس کی خواستگاری کی تو آپؐ نے ہمیں محروم کر دیا اور علیؑ سے اُس کی شادی کر دی۔ میں نے اُن کو جواب دیا: خدا کی قسم! میں نے تم لوگوں کو محروم نہیں کیا اور نہ ہی علیؑ سے اُس کی شادی کی ہے، بلکہ خداوند متعال نے تمہیں محروم اور علیؑ سے اُس کی شادی کی ہے!

---

(۱۵۰) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج۲، ص۲۶

(۱۵۱) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج۲، ص۳۱، ح۵۵

(۱۵۲) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج۲، ص۵۹، ح۲۲۶

(۱۵۳) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج۲، ص۶۳، ح۲۶۴

جبرائیلؑ نازل ہوئے اور عرض کی: اے محمدؐ! خداوند عالم فرمایا ہے: اگر میں علیؑ کو خلق نہ کرتا، تو تمام روئے زمین پر آدمؑ سے لے کر دوسروں تک کوئی بھی تمہاری بیٹی فاطمہ علیہا السلام کے لیے کفو نہ ہوتا۔"(۱۵۴)

امام رضا علیہ السلام پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: "میں نے اپنی بیٹی کا نام "فاطمہؑ" رکھا ہے، کیونکہ خداوند عالم نے اُس کو اور اُس کے محبوں کو جہنم سے دور کر دیا ہے۔"(۱۵۵)

حضرت رضا علیہ السلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: "بہ تحقیق خداوند متعال فاطمہ علیہا السلام کی ناراضگی سے ناراض اور اُن کی رضامندی سے راضی ہوتا ہے۔"(۱۵۶)

۶۔ حضرت رضا علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام:

حضرت امام رضا علیہ السلام سے سید الشہداء امام حسین علیہ السلام پر گریہ اور آپؑ کی زیارت شریفہ کے بارے میں بہ کثرت روایات وارد ہوئی ہیں، جو آپؑ کی اپنے جدّ بزرگوار کی جانب خاص توجہ اور عنایت کو ظاہر کرتی ہیں:

کبھی کبھی امام رضا علیہ السلام پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل فرماتے تھے: "حسین بن علی علیہما السلام کا قاتل آگ کے ایک تابوت میں ہے اور اُس پر تمام اہل دنیا کے عذاب کا نصف عذاب

---

(۱۵۴) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج۱، ص۱۷۷، ح۳

(۱۵۵) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج۲، ص۴۶، ح۱۷۸

(۱۵۶) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج۲، ص۴۶، ح۱۷۶

ہے۔''۱۵۷

حضرت رضا علیہ السلام نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی کہ ''(میرے) حسینؑ کو بدترین اُمت قتل کرے گی۔۔۔۔''۱۵۸

حضرت رضا علیہ السلام نے فرمایا: ''جب سر اقدس امام حسین بن علی علیہما السلام کو شام لایا گیا، تو یزید (لعنت اللہ علیہ) نے دستور کیا کہ اس کے لیے دستر خوان بچھایا جائے، دستر خوان پر وہ اور اُس کے ساتھی کھانا کھاتے اور جو کی شراب پیتے رہے، پھر اس کے بعد اُس نے سر اقدس کو ایک طشت میں تخت کے نیچے رکھا اور اُوپر شطرنج کی بازی لگا دی، یزید (لعنت اللہ علیہ) شطرنج کھیلنے کے دوران امام حسین علیہ السلام اور اُن کے آباء و اُجداد علیہم السلام کو بُرا بھلا کہتا اور اُن کا مزاق اُڑاتا اور جب بھی اپنے ساتھی کو مات دیتا تو تین گھونٹ شراب پیتا اور بچی ہوئی شراب طشت کے پاس زمین پر انڈیل دیتا۔ جو بھی ہمارا شیعہ ہے، اُسے جو کی شراب پینے اور شطرنج کھیلنے سے اجتناب کرنا چاہیے اور جو بھی شراب یا شطرنج کا کھیل دیکھے، تو امام حسین علیہ السلام کو یاد اور یزید و آل یزید پر لعنت کرے، تا کہ خداوند عالم اُس کے گناہوں کو بخش دے، اگرچہ وہ ستاروں کی تعداد کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔''۱۵۹

ایک اور حدیث میں ''عبدالسلام بن صالح'' حضرت امام رضا علیہ السلام سے عرض کرتا ہے: ایک حدیث میں امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ''جب (ہمارے) قائم علیہ السلام خروج کریں گے، تو امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں کی اولاد کو اُن کے آباء و اُجداد کے کاموں کی وجہ سے قتل کریں گے۔'' آپؑ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: ''یہ حدیث درست

(۱۵۷) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۲۱، ح ۵۰
(۱۵۸) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۶۴، ح ۲۷۷
(۱۵۹) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۲۱، ح ۵۰

ہے!'' اُس نے عرض کیا: پس خداوند عالم جوفرماتا ہے: " وَلَا تَـزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْـرَى " ''کوئی بھی دوسرے کے گناہ پر مواخذہ نہیں ہوگا اور اُس کے گناہ کا وبال نہیں اُٹھائے گا۔'' [۱۶۰] اس بات کا کیا مطلب ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا: ''خداوند عالم نے سب باتوں میں صحیح فرمایا ہے، لیکن امام حسینؑ کے قاتلوں کی اولاد اپنے آباء واَجداد کے کام پر راضی ہیں اور اس پر فخر کرتے ہیں اور جو کوئی کسی کام پر راضی ہو، وہ اُسی کی مانند ہے جس نے وہ کام انجام دیا ہو، اگر کوئی شخص مشرق میں مارا جائے اور دوسرا مغرب کی سرزمین میں اس پر راضی ہو، تو خداوند عالم کے نزدیک وہ قاتل کا شریک ہے۔۔۔ [۱۶۱]

(i) حضرت رضاؑ اور زیارت امام حسینؑ:

حضرت امام رضاؑ لوگوں کو زیارت سید الشہداءؑ، اُن پر گریہ وزاری اور اُن کی طرف خاص توجہ کی دعوت دینے کے لیے خصوصی اہتمام فرماتے تھے، اس کے چند نمونے پیش کرتے ہیں:

امام رضاؑ امام جعفر صادق ؑ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ''وہ وقت جو زائرین امام حسینؑ زیارت میں گزارتے ہیں، وہ اُن کی عمر سے حساب نہیں ہوتا۔'' [۱۶۲]

حضرت رضاؑ نے فرمایا: ''جو شخص بھی حسین بن علی علیہما السلام کی اُن کے حق کی معرفت کے ساتھ زیارت کرے گا، وہ اُن میں سے ہے کہ جو خداوند عالم سے بالائے عرش ہم کلام ہوتے ہیں۔'' اور پھر حضرتؑ نے اِس آیت شریفہ کی تلاوت فرمائی: '' إِنَّ الْـمُتَّقِيْنَ فِي جَنَّاتٍ وَنَهَرٍ

---

(۱۶۰) سورۂ انعام، آیت ۱۶۴

(۱۶۱) عیون اخبار الرضاؑ، ج ا، ص ۲۱۲، ح ۵

(۱۶۲) کامل الزیارات، باب ۵۴، ح ۶

فِی مَقعَدِ صِدقٍ عِنْدَ مَلِیْکٍ مُّقْتَدِرٍ"۱۶۳

"ترجمہ: بیشک صاحبان تقویٰ باغات اور نہروں کے درمیان ہوں گے، اُس پاکیزہ مقام پر جو صاحب اقتدار بادشاہ کی بارگاہ میں ہے۔"۱۶۴

کبھی آپؑ فرماتے تھے: "جو کوئی قبر ابا عبداللہ الحسین علیہ السلام کی فرات کے کنارے زیارت کرے گا، وہ اُس کی مانند ہے، جس نے خدا کی اُس کے بالائے عرش زیارت کی ہو۔"۱۶۵

نیز کبھی آپؑ فرماتے تھے: "جو قبر امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرے، اُس نے (گویا) حج وعمرہ کیا ہے۔" راوی نے عرض کیا: کیا حجۃ الاسلام اس سے ساقط ہو جائے گا؟ حضرتؑ نے فرمایا: "نہیں! زیارت امام حسین علیہ السلام ضعیف و ناتوان شخص کا حج ہے، البتہ جب توان و استطاعت حاصل ہو جائے، تو حج بیت اللہ الحرام کو جائے۔ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ خانہ خدا کا ہر روز ستّر ہزار فرشتے طواف کرتے ہیں اور جب رات ہو جاتی ہے تو وہ چلے جاتے ہیں اور دوسرا گروہ صبح تک کے لیے آجاتا ہے، یقیناً قبر امام حسین علیہ السلام خداوند عالم کے نزدیک خانہ خدا سے گرامی تر اور زیادہ قابل احترام ہے، اس لیے ہر نماز کے وقت ستّر ہزار فرشتے، بکھرے ہوئے غبار آلود بالوں کے ساتھ اُن پر نازل ہوتے ہیں، اس طرح سے کہ پھر قیامت تک اُن کی نوبت نہیں آتی ہے۔"۱۶۶

نیز اسی طرح فرماتے ہیں: "جو کوئی عرفہ کے دن قبر امام حسین علیہ السلام کے نزدیک ہو، تو

---

(۱۶۳) سورۂ قمر، آیت ۵۴-۵۵

(۱۶۴) کامل الزیارات، باب ۵۴، ح ۶

(۱۶۵) کامل الزیارات، باب ۵۹، ح ۲

(۱۶۶) کامل الزیارات، باب ۶۵، ح ۶

خداوند اُس کو مطمئن اور سکون آور دل کے ساتھ لوٹاتا ہے۔''[۱۶۷]

(ii) امام رضا علیہ السلام اور تربت سید الشہداء علیہ السلام:

ایک شخص کہتا ہے: حضرت رضا علیہ السلام نے خراسان سے میرے لیے کپڑوں کا ایک پیکٹ بھیجا، جس کے بیچ میں کچھ خاک بھی تھی، میں نے حضرتؑ کی طرف سے آنے والے سے دریافت کیا: یہ کیا ہے؟ اُس نے جواب دیا: یہ قبر امام حسین علیہ السلام کی مٹی ہے، حضرت رضا علیہ السلام کوئی لباس یا دوسری چیز کسی کو تحفہ کے طور پر نہیں بھیجتے مگر یہ کہ اُس کے درمیان یہ خاک ضرور رکھتے ہیں اور فرماتے ہیں: ''یہ خاک خداوند کے اذن سے (ہر مصیبت سے) اَمان ہے۔''[۱۶۸]

ایک اور روایت کے مطابق جب کسی شخص نے سید الشہداء علیہ السلام کے بالائے سر سے سرخ رنگ کی مٹی اُٹھائی اور حضرت رضا علیہ السلام کی خدمت میں لایا تو حضرتؑ نے اُس کو اپنے دست مبارک میں لے کر سونگھا اور پھر اس قدر گریہ فرمایا کہ اشک آپؑ کے رخساروں پر جاری ہوگئے اور فرمایا: ''یہ میرے جدّ کی قبر کی مٹی ہے۔''[۱۶۹]

(iii) امام رضا علیہ السلام اور عزاداری سید الشہداء علیہ السلام کی اہمیت:

''حسن بن فضّال'' کہتا ہے: حضرت رضا علیہ السلام نے فرمایا: ''جو کوئی ہمارے مصائب کو یاد کرے اور جو کچھ ہم پر گزرا ہے، اُس پر گریہ کرے، تو وہ قیامت کے دن ہمارے درجہ میں

---

(۱۶۷) کامل الزیارات، باب ۷، ح ۲

(۱۶۸) کامل الزیارات، باب ۹۲، ح ۱

(۱۶۹) کامل الزیارات، باب ۹۳، ح ۱۱

ہمارے ساتھ ہوگا اور جو کوئی اُسے ہمارے مصائب یاد دلائے اور خود روئے و رُلائے، تو اُس کی آنکھیں اُس دن نہ روئیں گی جب دوسری آنکھیں رو رہی ہوں گی اور جو کوئی ایسی مجلس میں شریک ہو کہ جس میں ہمارا اُمر زندہ ہو تو اُس کا دل اُس دن مردہ نہ ہوگا جب سب لوگوں کے دل مردہ ہو جائیں گے۔''[۱۷۰]

(iv) سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کی مصیبت میں آنسو بہانا:

امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں: ''ماہ محرم وہ مہینہ ہے جس میں زمانۂ جاہلیت میں بھی جنگ و خونریزی کو حرام سمجھتے تھے، لیکن ہمارے خون بہانے کو اِس مہینے میں حلال قرار دیا گیا اور ہماری اہانت کی گئی، ہماری عورتیں اور بچے قیدی بنائے گئے، ہمارے خیام جلائے گئے اور جو کچھ تبرکات تھے، لوٹ لیے گئے اور ہماری پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نسبت کے حوالے سے کسی قسم کی حرمت کا کوئی لحاظ نہیں رکھا گیا۔''

'' اِنَّ یَوْمَ الْحُسَیْنِ ؑ أَقْرَحَ جُفُوْنَنَا وَأَسْبَلَ دُمُوْعَنَا وَأَذَلَّ عَزِیْزَنَا...'' ''بہ تحقیق امام حسین علیہ السلام کے (مصیبت و شہادت والے) دن نے ہماری پلکوں کو (کثرت گریہ کی وجہ سے) زخمی کر دیا، ہمارے اَشکوں کو جاری کر دیا، ہمارے عزیزوں کو (دیارِ غیر اور نامحرموں کے مجمع میں) رسوا و خوار کر دیا اور ہمارے لیے روز قیامت تک غم و مصیبت کا سروسامان کر دیا ہے۔''

''فَعَلٰی مِثْلِ الْحُسَیْنِ ؑ فَلْیَبْکِ الْبَاکُوْنَ فَاِنَّ الْبُکَاءَ عَلَیْهِ یَحُطُّ الذُّنُوْبَ الْعِظَامَ ''

''پس ایسے (مظلوم) حسین علیہ السلام پر رونے والوں کو رونا ہی چاہیے، یقیناً اُن پر گریہ و زاری کرنا بڑے بڑے گناہوں کو ختم کر دیتا ہے۔''

---

(۱۷۰) بحار الانوار، ج ۴۴، ص ۲۷۸؛ (نقل از اَمالی شیخ صدوق ؒ و عیون اخبار الرضا علیہ السلام)

پھر فرماتے ہیں: ''جب محرم کا مہینہ شروع ہو جاتا، تو کسی نے آپؑ کو مسکراتے نہیں دیکھا، بلکہ غم و اندوہ آپؑ پر غالب ہوتا، یہاں تک کے روز عاشورا گزر جاتا، عاشورا کا دن، آپؑ کے انتہائی گریہ اور غم و مصیبت کا دن ہوتا تھا۔'' اور آپؑ فرماتے تھے: ''یہ وہ دن ہے جس دن امام حسین علیہ السلام کو قتل کیا گیا۔''[۱۷۱]

(۷) امام حسین علیہ السلام پر گریہ وزاری:

ریّان بن شبیب کہتا ہے: میں پہلی محرم کو حضرت رضا علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا تو آپؑ نے فرمایا: ''اے شبیب کے بیٹے! کیا روزے سے ہو؟'' میں نے عرض کیا: نہیں! آپؑ نے فرمایا: ''آج وہ دن ہے، جس دن حضرت زکریا علیہ السلام نے دعا کی۔''

پھر فرمایا: ''یابن الشبیب (اے شبیب کے بیٹے)! محرم وہی مہینہ ہے جس میں زمانہ جاہلیت والے اس مہینے کی حرمت کا خیال رکھتے تھے اور اس میں جنگ و جدال اور ظلم و ستم کو حرام سمجھتے تھے، لیکن اِس اُمت نے نہ تو اس مہینے کی حرمت کا پہچانا اور نہ ہی اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرمت کو، اِس مہینے میں اولادِ پیغمبرؐ کو قتل کیا گیا اور اُن کی خواتین قیدی بنائی گئیں اور اُن کا تمام سامان و تبرکات لوٹ لیے گئے، خداوند عالم اِن لوگوں کی بخشش نہ فرمائے۔''

''یَـابْنَ الشَّبِیْبِ اِنْ کُنْتَ بَاکِیاً لِشَیْءٍ فَابْکِ لِلْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیِ بْنِ أَبِی طَـالِـبٍ فَـاِنَّـهُ ذُبِحَ کَمَا یُذْبَحُ الْکَبَشُ ...'' ''اے شبیب کے بیٹے! اگر تم کسی پر گریہ کرنا چاہتے ہو تو حسین بن علی بن ابیطالب علیہ السلام پر گریہ وزاری کرو، کیونکہ اُنہیں گوسفند کی طرح ذبح کیا گیا، اُن کے ساتھ اُن کے خاندان کے اٹھارہ مردوں کو شہید کیا گیا، جن کی تمام روئے زمین پر

(۱۷۱) بحارالانوار، ج ۴۴، ص ۲۸۳؛ (نقل از اَمالی شیخ صدوقؒ، مجلس ۲۷)

کوئی نظیر نہیں تھی، تمام آسمانوں اور ساتوں زمینوں نے اُن کے قتل پر گریہ کیا، چار ہزار فرشتے اُن کی مدد کے لیے نازل ہوئے اور جب آنحضرتؑ کو قتل ہوا پایا، تو (وہیں ٹھہر گئے اور) اُن کی قبر مطہر کے پاس بال پھیلائے، غبار آلود حضرت قائم علیہ السلام کے قیام تک رہیں گے اور اُن کی نصرت کریں اور اُن کا نعرہ (شعار) ''یَا لَثَارَاتِ الْحُسَیْنِؑ'' (امام حسین علیہ السلام کے خونخواہ و بدلہ لینے والے) ہے۔''

''اے شبیب کے بیٹے! اگر تمہیں یہ بات خوشحال کرتی ہے کہ خداوند عالم سے بغیر کسی گناہ کے ملاقات کرو، تو امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرو۔ اے شبیب کے بیٹے! اگر تمہیں یہ بات اچھی لگتی ہے کہ بہشت میں بنائے گئے حجروں میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سکونت اختیار کرو، تو امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں پر لعنت کرو۔''

''اے شبیب کے بیٹے! اگر تمہیں یہ اچھا لگتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کے ہمرکاب شہید ہونے والوں کا ثواب حاصل کرو تو جب بھی امام حسین علیہ السلام کو یاد کرو تو کہو: اے کاش! میں بھی اُس کے ساتھ ہوتا تو عظیم کامیابی سے ہمکنار ہوتا۔''

''اے شبیب کے بیٹے! اگر تمہیں یہ بات پسند ہے کہ ہمارے ساتھ بہشت کے بلند و بالا درجات میں رہو، تو ہمارے غم میں غمگین اور ہماری خوشی میں خوشحال ہو جاؤ اور تم ولایت کے ساتھ متمسّک رہو، کیونکہ اگر کوئی شخص کسی پتھر کو بھی دوست رکھتا ہو (یا اُس پتھر کو اپنا ولی بنالے) تو خداوند عالم روز قیامت اُس شخص کو اُسی پتھر کے ساتھ محشور فرمائے گا۔''[۱۷۲]

---

(۱۷۲) بحارالانوار، ج۴۴، ص۲۸۶؛ (نقل از اَمالی شیخ صدوقؒ وعیون اخبار الرضا علیہ السلام)

امام رضا علیہ السلام کی دورانِ امامت کی اہم مشکلات

حضرت امام رضا علیہ السلام کی امامت ۱۸۳ ہجری قمری سے اُن کے والد بزرگوار امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی شہادت کے بعد سے شروع ہوئی اور ۲۰۳ ہجری تک، یعنی بیس سال تک جاری رہی۔

اس مدتِ امامت میں، حضرت رضا علیہ السلام مختلف ایام کی مناسبت سے، مختلف مشکلات سے روبرو رہے، اُن کی امامت کے آغاز میں بڑی سخت مشکل ''واقفیہ'' کی جانب سے پیش آئی، جس نے کافی عرصہ تک شیعہ معاشرے کو اپنے ساتھ مصروف رکھا۔

پہلی مشکل: فرقہ واقفیہ اور امام رضا علیہ السلام کے اِس فرقہ کے ساتھ مقابلہ

فرقہ واقفیہ اور اس کی پیدائش کا سبب:

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی شہادت کے بعد، اُس سخت بحرانی دور میں جب حکومت وقت نے معاشرے کے پیشوا اور راہنما کو شہید کردیا تھا اور شیعہ معاشرہ بڑی اضطرابی کیفیت سے دُچار تھا، اچانک اللہ کا ایک اور بڑا سخت امتحان پیدا ہوگیا اور وہ گروہ واقفیہ کا شبہہ ایجاد کرنا تھا کہ جو بہت سے شیعوں کے انحراف، دھڑے بندی اور کمزوری وضعف کا سبب بنا۔ اس شبہہ واقفیہ کی دشواری اور پھیلاؤ اس لیے زیادہ تھی کہ اس جعلی اور خودساختہ فرقہ کے بانی، امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے وکلاء اور شیعہ معاشرے کے شناختہ شدہ سرکردہ افراد تھے، جس وقت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ہارون عباسی کے زندان میں قید تھے، تو لوگ اِن وکلاء کی طرف رجوع کرتے تھے اور امامؑ کا

بہت سا مال ان لوگوں کے پاس جمع ہوگیا تھا۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی شہادت کے بعد، اِس جمع شدہ مال پر قبضہ کرنے کے لیے، یہ لوگ مدّعی ہوئے کہ امام کاظم علیہ السلام شہید نہیں ہوئے، بلکہ زندہ ہیں اور وہ وہی امام قائم علیہ السلام ہیں، جو ایک مدّت کے بعد قیام فرمائیں گے۔

شیخ طوسیؒ فرماتے ہیں: اِس مذہب واقفیہ کو پھیلانے والے سب سے پہلے تین افراد، علی بن ابی حمزہ بطائنی، زیاد بن مروان قندی اور عثمان بن عیسیٰ نام کے تھے، انہوں نے مال دنیا کی خاطر یہ کام انجام دیا اور حمزہ بن بزیع، ابن المکاری اور کرّام خثعمی جیسے دوسرے افراد کو بھی مال سے خریدا اور اُن کو اپنا موافق وہم خیال بنالیا۔۱۷۳

''یونس بن عبدالرحمٰن'' کہتا ہے: جب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی رحلت ہوئی تو اُن کے ہر ایک نمائندے کے پاس بہت زیادہ مال جمع تھا، زیادہ بن مروان کے پاس ستّر ہزار دینار اور علی بن ابی حمزہ کے پاس تیس ہزار دینار تھے اور یہی چیز اُن کے وقف اور حضرت کاظم علیہ السلام کی شہادت سے انکار کا سبب بنی، جب میں نے حق کو پہچان لیا اور لوگوں کو امام رضا علیہ السلام (کی امامت) کی طرف دعوت دیتا تھا، تو اُن دونوں (علی بن ابی حمزہ اور زیاد بن مروان) نے مجھ پر اعتراض کیا اور کہا: اگر تم مال کے لیے یہ سب کچھ کر رہے ہو تو ہم تمہیں بے نیاز کر دیں گے اور مجھے دس ہزار دینار کی پیشکش کی، تا کہ میں خاموش رہوں، لیکن میں نے اُن سے کہا: امام محمد باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب بدعتیں ظاہر ہونے لگیں تو علماء اور دانشوروں کی ذمہ داری ہے کہ اپنے علم و دانش کو ظاہر کریں، وگرنہ اُن سے ایمان لے لیا جائے گا اور میں خدا کی راہ میں جہاد کا راستہ کسی بھی صورت میں ترک نہیں کروں گا، اسی وجہ سے وہ دونوں میرے دشمن ہو گئے۔۱۷۴

---

(۱۷۳) الغیبۃ، ص۴۲

(۱۷۴) الغیبۃ، ص۴۳

بہت سے شیعوں کا شبہہ واقفیہ کی وجہ سے گمراہ ہو جانا:

شبہہ واقفیہ مذکورہ سبب کی وجہ سے ابتداء میں بہت وسعت اختیار کر گیا تھا اور اس نے بڑی تعداد میں شیعوں کو منحرف کر دیا تھا، اسی لیے حضرت امام رضا علیہ السلام کو آغاز امامت میں بہت زیادہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، لیکن بالآخر کافی تلاش و کوشش اور اپنے باوفا اصحاب کی مدد سے آپؑ نے اِس فتنہ کو آہستہ آہستہ مہار کر لیا اور گروہ واقفیہ ذلیل و رسوا ہو گیا۔ اُن میں سے بہت سے بزرگ نام و مقام والے جیسے: عبدالرحمٰن بن حجاج، رفاعہ بن موسیٰ، یونس بن یعقوب، جمیل بن درّاج، حماد بن عیسیٰ، احمد بن محمد بن ابی نصر اور حسن بن علی وشّاء و۔۔۔ حضرات نے اپنی غلطی کا احساس کر لیا اور حق کی طرف لوٹ آئے۔

''احمد بن محمد'' کہتا ہے: حضرت امام رضا علیہ السلام نے بلند آواز سے مجھ سے فرمایا: ''اے احمد!'' میں نے عرض کیا: جی فرمائیں! آپؑ نے فرمایا: ''جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رحلت فرمائی تو لوگوں نے نورِ خدا کو گل کرنے کے لیے کوششیں کی، لیکن خداوند نہیں چاہتا تھا، اس لیے اُس نے اپنے نور کو حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے ذریعہ کامل کیا اور جب حضرت ابوالحسن (امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی کنیت) نے دنیا سے رحلت فرمائی، تو علی بن ابی حمزہ اور اُس کے ساتھیوں نے نورِ خدا کو گُل کرنے کی کوشش کی، لیکن خداوند نے ارادہ فرمایا کہ اپنے نور کو کامل کرے، بہ تحقیق اہل حق جب کوئی ان کے ساتھ ملحق ہو تو خوشحال ہوتے ہیں، لیکن اگر کوئی اُن سے جدا ہو تو بے چینی اور اضطراب کا مظاہرہ نہیں کرتے، کیونکہ اُن کو اپنے کام کا یقین ہوتا ہے۔ جبکہ اہل باطل جب کوئی اُن کے ساتھ مل جائے تو خوشحال ہوتے ہیں، لیکن اگر اُن سے جدا ہو تو بے تابی اور بے چینی کا مظاہرہ کرتے ہیں، کیونکہ اُنہیں اپنے کام میں شک و تردید ہوتا ہے۔ خداوند (جو بڑی عظمت اور بزرگی والا ہے) فرماتا ہے: '' فَمُسْتَقَرٌّ وَمُسْتَوْدَعٌ '' ''بعض ثابت قدم اور بعض

متزلزل ہیں۔''۱۷۵؎ اور حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے تھے: پائیدار و ثابت قدم وہ ہے، جو (اعتقاد میں) ثابت ہے اور ناپائیدار و متزلزل وہ ہے جسے (ایمان واعتقاد) عاریہ کے طور پر دیا گیا ہے۔۱۷۶؎ یعنی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے بعض اصحاب کے انحراف کی وجہ سے، متزلزل نہیں ہونا چاہیے، کیونکہ اُن کا ایمان تو عاریہ کے طور پر تھا۔

امام رضا علیہ السلام کے فرقہ واقفیہ کے مقابلے میں اقدامات:

حضرت امام رضا علیہ السلام نے اس شبہہ کو دفع کرنے اور اِس منحرف وخطرناک فرقہ کا مقابلہ کرنے کے لیے وسیع پیانے پر کوششیں کیں، کبھی آپؑ اِس گروہ کے سرکردہ افراد یا حامیوں سے بحث ومناظرہ کرتے اور بعض لوگوں کو کرامات دیکھا کر ہدایت فرماتے اور کبھی آپؑ اُن کے راز فاش کرکے اُن کی خیانت اور جھوٹ کو آشکارا فرماتے تھے، نیز کبھی شیعوں کو اُن کی ہمنشینی اختیار کرنے سے منع فرماتے اور کبھی بڑی سختی کے ساتھ اُن پر لعن وطعن کرتے اور اُن کی مذمت فرماتے تھے۔

امام رضا علیہ السلام کا فرقہ واقفیہ کے سرکردہ افراد کے ساتھ مناظرہ:

روایت میں ہے کہ فرقہ واقفیہ کے تین سرکردہ افراد، علی بن ابی حمزہ، احمد بن سرّاج اور حسین بن ہاشم (جو ابن المکاری کے لقب سے مشہور تھا) امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں آئے۔ علی بن ابی حمزہ نے حضرتؑ سے عرض کیا: آپؑ کے والد کا کیا ہوا؟ آپؑ نے فرمایا: ''وہ اِس دنیا

---

(۱۷۵) سورۂ انعام، آیت ۹۸

(۱۷۶) بحارالانوار، ج ۴۸، ص ۲۶۱

سے چلے گئے!'' پوچھا: وفات کے ساتھ؟ آپؑ نے فرمایا: ''ہاں!'' عرض کیا: انہوں نے کس کو وصیت کی؟ آپؑ نے فرمایا: ''مجھے!'' اُس نے کہا: پس وہ امام جس کی اطاعت خداوند عالم کی طرف سے واجب ہے، وہ آپ ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: ''ہاں! میں ہوں۔''

دوسرے دو افراد نے کہا: کیا خداوند نے آپ کو قدرت و طاقت دی ہے؟ حضرت رضا علیہ السلام نے فرمایا: ''وائے ہو تم پر! کس قدرت کی بات کرتے ہو؟ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں بغداد جاؤں اور ہارون سے کہوں کہ میں واجب الاطاعت امام ہوں! خدا کی قسم! یہ میرا وظیفہ اور ذمہ داری نہیں ہے، یہ جو میں نے تم سے باتیں کیں ہیں، یہ اس وجہ سے ہیں کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم لوگ تفرقہ وافتراق سے دُچار ہو گئے ہو، میں نے چاہا کہ تمہارا راز دشمنوں کے ہاتھ نہ لگ جائے۔''

علی بن ابی حمزہ نے کہا: آپؑ نے وہ چیز ظاہر کر دی ہے، جو آپؑ کے آباء واَجداد میں سے کسی نے آشکار نہیں کی اور اپنی زبان پر نہیں لائے! امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: ''نہیں! ایسا نہیں ہے، خدا کی قسم! میرے آباء واَجداد میں سے سب سے بہتر، حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی زبان پر لائے تھے، جب خداوند عالم نے اُنہیں حکم دیا کہ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیں (اور اسلام کی دعوت دیں) تو آپؐ نے اپنے خاندان کے چالیس افراد کو دعوت دی اور اُن سے فرمایا: ''میں تم لوگوں کی طرف خدا کا بھیجا ہوا (رسول) ہوں۔'' اور وہ جو آنحضرتؐ کی سب سے زیادہ تکذیب اور آپؐ پر حملے کرتا تھا، وہ اُن کا چچا ابولہب تھا۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے فرمایا: ''اگر ابولہب مجھے ایک خراش بھی لگا دے، تو میں پیغمبر خداؐ نہیں ہوں اور یہ میری پیغمبری و رسالت کی سب سے پہلی علامت ہے جو میں تمہارے لیے ظاہر کر رہا ہوں۔'' (پھر امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:) اور میں بھی کہتا ہوں: اگر ہارون عباسی مجھے ایک خراش بھی لگا دے، تو میں امامؑ نہیں ہوں اور یہ میری امامت کی سب سے پہلی نشانی ہے، جو میں تمہارے سامنے ظاہر کر رہا ہوں۔''

علی بن ابی حمزہ نے عرض کیا: ہمارے پاس آپؑ کے آباءواُجداد سے روایت پہنچی ہے کہ امامؑ (کی تجہیز غسل، کفن، نماز جنازہ اور دفن) کے کاموں کا فقط امامؑ ہی عہدہ دار ہوتا ہے! (یعنی اگر آپؑ امام ہیں، تو آپؑ کو اپنے والد بزرگوار امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے ان کاموں کا عہدہ دار ہونا چاہیے تھا، لیکن آپؑ تو مدینہ میں تھے اور وہ بغداد میں؟)

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: ''کیا حسین بن علی علیہ السلام امام تھے یا نہیں؟'' عرض کیا: ہاں! وہ امامؑ تھے۔ آپؑ نے پوچھا: ''اُن کے اِن اُمور کا عہدہ دار کون تھا؟'' جواب دیا: علی بن الحسین علیہما السلام! پھر آپؑ نے پوچھا: ''اُس وقت علی بن الحسین علیہما السلام کہاں تھے؟ وہ تو عبیداللہ بن زیاد کے قیدی تھے؟'' عرض کیا: وہ مخفیانہ طور پر آئے اور اپنے والد (مظلومؑ) کے اُمور انجام دے کر لوٹ گئے۔ حضرت رضا علیہ السلام نے فرمایا: ''اگر علی بن الحسین علیہما السلام (جو زندان میں قید تھے) کربلا آسکتے ہیں اور اپنے والد کے اُمور کو انجام دے سکتے ہیں، تو اس امر کا صاحب (یعنی میں علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام) بھی (مدینہ سے) بغداد آسکتا تھا اور اپنے والد بزرگوار کے اُمور کا عہدہ دار ہو کر واپس لوٹ سکتا تھا، باوجود اس کے کہ وہ تو زندان میں قیدی بھی نہیں تھا۔۔۔''۱۷۷

واقفیہ سے دور رہنے کا حکم:

''محمد بن عاصم'' کہتا ہے: امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: ''مجھے خبر ملی ہے کہ تم فرقہ واقفیہ کے ساتھ اُٹھتے بیٹھتے ہو؟'' میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان جاؤں! میں اُن کے ساتھ اُٹھتا بیٹھتا ہوں، لیکن اُن کے ساتھ ہم عقیدہ نہیں ہوں۔ حضرتؑ نے فرمایا: ''اُن کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا

(۱۷۷) بحار الانوار، ج ۴۸، ص ۲۶۱؛ اختیار الرجال، ص ۴۶۳

چھوڑ دو! خداوند فرماتا ہے: ''کتاب (قرآن کریم) میں تم پر نازل ہوا ہے کہ جب سنو کہ لوگ آیاتِ الٰہی کا انکار کر رہے ہیں اور اُن کا مزاق اُڑا رہے ہیں تو اُن کے ساتھ ہمنشینی اختیار مت کرو، تاکہ وہ دوسری باتیں کرنے لگیں، وگرنہ تم لوگ بھی اُن کی طرح ہو جاؤ گے اور ان آیات الٰہی سے مقصود، اُوصیاء ہیں کہ واقفیہ نے جن کا انکار کیا ہے۔''۱۷۸

یہ حدیث شریف اور اس کی مانند دوسری احادیث، حضرت رضا علیہ السلام کے پیروکاروں کے لیے درس ہیں کہ وہ اُن لوگوں کی ہمنشینی سے، جو دین اور اہل بیت علیہم السلام کے مخالف ہیں، اجتناب کریں اور اُن کی محافل و مجالس میں شرکت نہ کریں۔

امام رضا علیہ السلام کے شیعوں کی ہدایت و راہنمائی کیلئے بعض معجزات:

''ابن ابی کثیر'' نامی شخص کہتا ہے: امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی رحلت کے بعد لوگوں نے حضرت رضا علیہ السلام کے بارے میں توقف کیا، میں اُسی سال حج کے لیے مشرّف ہوا، تو اچانک میں نے امام رضا علیہ السلام کو دیکھا اور میرے دل میں یہ آیت آئی: '' أَبَشَراً مِّنَّا وَاحِداً نَّتَّبِعُهُ '''' کیا ہم اپنے ہی میں سے ایک شخص کی پیروی کریں؟''

حضرت رضا علیہ السلام یکدم برق رفتاری سے میرے پاس تشریف لائے (جبکہ وہ میرے دل کے حال سے آگاہ تھے) اور فرمایا: ''خدا کی قسم! میں ہوں وہ انسان جس کی تمہیں پیروی کرنی چاہیے!'' میں نے عرض کیا: میں خدا اور آپؑ سے معذرت چاہتا ہوں۔ فرمایا: ''تم بخش دیئے گئے ہو۔''

ایک اور نمونہ، ''عبداللہ بن مغیرہ'' کا ہے، وہ کہتا ہے: میں واقفی تھا اور اسی حالت میں

---

(۱۷۸) بحارالانوار، ج ۴۸، ص ۲۶۴

حج کے لیے چلا گیا، خانۂ خدا کے پاس میں نے خدا سے عرض کیا: خدایا! تو خود جانتا ہے میں کس چیز کی تلاش میں ہوں، مجھے بہترین دین (راستے) کی طرف ہدایت فرما! اِس کے بعد میرے دل میں آیا کہ حضرت رضا علیہ السلام کے پاس جاؤں! میں مدینہ آیا اور حضرتؑ کے گھر کے دروازے پر خدمتگزار سے کہا: جا کر بتاؤ عراق کا ایک شخص دروازے پر ہے! اچانک میں نے حضرت رضا علیہ السلام کی آواز سنی، جو فرما رہے تھے: ''اے عبداللہ بن مغیرہ! اندر آ جاؤ!'' جب میں اندر پہنچا، تو حضرتؑ نے فرمایا: ''خداوند عالم نے تمہاری دعا مستجاب کر لی اور تمہیں اپنے دین کی طرف ہدایت کر دی ہے۔'' میں نے عرض کیا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؑ ہی حجت خدا اور اُس کی مخلوق پر اُس کے اَمین ہیں۔

امام رضا علیہ السلام کی زبانی بعض واقفیہ کے حامیوں کا انجام:

''ابراہیم بن یحییٰ'' کہتا ہے: حضرت رضا علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: ''اُس بد بخت حمزہ بن بزیع نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا: وہ آیا ہوا ہے۔ آپؑ نے فرمایا: ''وہ خیال کرتا ہے کہ میرے والد زندہ ہیں، یہ لوگ آج تردید کا شکار ہیں اور کل زنادقہ کے ساتھ (حالت کفر میں) مریں گے۔''[۱۷۹]

حضرت رضا علیہ السلام نے ایک اور واقفیہ کے سرکردہ ''ابن مہران'' کو بد دعا کرتے ہوئے فرمایا: ''خداوند متعال تیرے دل کے نور کو خاموش کر دے اور فقر و فاقہ تیرے گھر میں داخل فرمائے۔''[۱۸۰]

---

(۱۷۹) بحارالانوار، ج۴۸، ص۲۵۶

(۱۸۰) بحارالانوار، ج۴۸، ص۲۶۱

''حسن بن وشّاء'' (جوخود بھی ابتداء میں تردید کا شکار تھا اور بعد میں امام رضاؑ کے اعجاز سے حق سے ملحق ہوا) کہتا ہے: میرے سرورگرامی حضرت رضاؑ نے مجھے مروّ طلب کیا اور فرمایا: ''اے حسن! آج علی بن ابی حمزہ (کوفہ میں) مرگیا ہے اور اُس کو اس وقت قبر میں رکھا گیا اور دو فرشتے (قبر میں) اُس پر وارد ہوئے اور اُس سے پوچھا: تیرا خدا کون ہے؟ اُس نے کہا: اللہ! پوچھا: تیرا نبیؐ کون ہے؟ کہا: محمدؐ، پوچھا: تیرا ولی کون ہے؟ کہا: علی بن ابیطالبؑ، پوچھا: اُن کے بعد؟ کہا: حسنؑ، پوچھا: اُن کے بعد؟ کہا: حسینؑ، پوچھا: اُن کے بعد؟ کہا: علی بن الحسینؑ، پوچھا: اُن کے بعد؟ کہا: محمد بن علیؑ، پوچھا: اُن کے بعد؟ کہا: جعفر بن محمدؑ، پوچھا: اُن کے بعد؟ کہا: موسیٰ بن جعفرؑ، پوچھا: اُن کے بعد؟ اُس کی زبان لڑکھڑانے لگی، اُنہوں نے غصّے سے پوچھا: اُن کے بعد؟ وہ ساکت وخاموش رہا، اُنہوں نے کہا: کیا حضرت موسیٰ بن جعفرؑ نے تجھے یہ حکم دیا تھا؟ پھر اُنہوں نے آتشیں گُرز سے اُسے ایک ایسی چوٹ لگائی کہ قیامت تک اُس کی قبر آگ سے بھر گئی ہے۔''

''حسن بن وشّاء'' کہتا ہے: میں حضرت رضاؑ کے پاس سے باہر آیا اور اُس دن کی تاریخ کو محفوظ کرلیا، چند دن کے بعد کوفہ سے ایک خط آیا کہ بطائنی (یعنی علی بن ابی حمزہ) اُسی دن مرگیا تھا اور اُسی گھڑی، جو حضرتؑ نے بتائی تھی، اُسے سپرد خاک کیا گیا۔[۱۸۱]

دوسری مشکل: امام محمد تقی الجوادؑ کی ولادت میں تأخیر

امام رضاؑ کے زمانے میں، ایک اور امر جو شیعوں کے لیے سخت امتحان الٰہی اور

---

(۱۸۱) بحار الانوار، ج۴۹، ص۳۸

دشمنوں کو اُن کی مخالفت میں زیادہ بہانہ تراشی اور سادہ لوح افراد کی حیرت و پریشانی کا باعث تھا، وہ یہ تھا کہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی ولادت، حضرت رضا علیہ السلام کے تنہا فرزند اور وارث کے عنوان سے، حضرت رضا علیہ السلام کی عمرِ مبارک کے آخری عشرے میں، جب آپؑ کی عمرِ شریف چالیس سال سے تجاوز کر چکی تھی، واقع ہوئی، یعنی حضرت رضا علیہ السلام کی امامت کو، جو ۳۵ سال کی عمر میں شروع ہوئی تھی، دس سال سے زائد کا عرصہ گزر چکا تھا۔

یہی چیز سبب بنی کہ بعض لوگوں نے حضرت رضا علیہ السلام پر جانشین اور وارث امامت نہ ہونے کی بناء پر، اعتراض کیا، اس لیے حضرت رضا علیہ السلام یہ تاکید کرتے رہتے تھے کہ خداوند متعال مجھے بیٹا ضرور عطا کرے گا۔

''کلیم بن عمران'' نے حضرت رضا علیہ السلام سے عرض کیا: آپؑ خداوند سے یہ چاہیں کہ وہ آپؑ کو ایک بیٹا عطا کرے۔ تو حضرتؑ نے فرمایا: ''مجھے بیٹا ضرور دیا جائے گا جو میرا وارث ہوگا۔''[۱۸۲]

ایک شخص نے بزنطی کو (جو امام رضا علیہ السلام کے صحابی تھا) کہا: تمہارے صاحب (یعنی امام رضا علیہ السلام) کے بعد امام کون ہوگا؟ اِس بارے میں حضرتؑ سے پوچھو! بزنطی حضرت رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُن سے دریافت کیا، حضرتؑ نے فرمایا: ''(میرے بعد) امام میرا بیٹا ہوگا۔'' پھر آپؑ نے اضافہ فرمایا: ''کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ میرا بیٹا، اور اُس کے یہاں اولاد نہ ہو؟ کچھ مدت کے بعد حضرت محمد تقی علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے۔[۱۸۳]

''عقبہ بن جعفر'' نے حضرت رضا علیہ السلام سے عرض کیا: آپؑ کی اتنی عمر ہوگئی، لیکن آپؑ کے یہاں کوئی فرزند نہیں ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا: ''اِس اُمر (امامت) کا صاحب جب تک

---

(۱۸۲) بحار الانوار، ج ۵۰، ص ۱۵

(۱۸۳) بحار الانوار، ج ۵۰، ص ۲۱-۲۲ (نقل از کافی و ارشاد مفیدؒ)

اپنے جانشین کو نہ دیکھ لے، نہیں مرے گا۔''۱۸۴؎

ایک اور شخص نے حضرت رضا علیہ السلام سے عرض کیا: کیا آپؑ کی امامت، آپؑ کے چچا اور ماموں میں چلی جائے گی؟ آپؑ نے فرمایا: ''نہیں!'' دریافت کیا: کیا بھائیوں میں؟ فرمایا: ''نہیں!'' پوچھا: پس کس کو ملے گی؟ (آپؑ کے یہاں تو کوئی فرزند نہیں ہے؟) آپؑ نے فرمایا: ''میرے بیٹے کو! باوجود اِس کے کہ اُس وقت تک آپؑ کے یہاں کوئی فرزند نہیں تھا۔''۱۸۵؎

حضرت رضا علیہ السلام سے کتنی ہی بار اس بارے میں پوچھا گیا اور انہوں نے یہی جواب دیا: ''خداوند مجھے فرزند عطا کرے گا۔''۱۸۶؎

''حسین بن قیاما'' نے جو گروہ واقفیہ کے سرکردہ افراد میں سے تھا، حضرت رضا علیہ السلام سے دریافت کیا: کیا آپؑ امام ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: ''ہاں!'' اُس نے کہا: میں خدا کو گواہ قرار دیتا ہوں کہ آپؑ امام نہیں ہیں!

اس وقت امام رضا علیہ السلام کافی دیر سر جھکائے زمین پر لکیریں کھینچتے رہے، پھر سر اُٹھایا اور فرمایا: ''تمہیں کہاں سے معلوم ہوا کہ میں امام نہیں ہوں؟'' اُس نے کہا: امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ امام بغیر فرزند نہیں ہوتا، جبکہ آپؑ کی عمر اتنی ہوگئی ہے اور آپؑ کے یہاں کوئی بیٹا نہیں ہے!

حضرت رضا علیہ السلام دوبارہ پہلے سے بھی زیادہ دیر تک سر جھکائے بیٹھے رہے اور پھر سر اُٹھایا اور فرمایا: ''میں خدا کو گواہ قرار دیتا ہوں کہ (زیادہ) شب و روز نہیں گزریں گے، یہاں تک کہ خداوند عالم مجھے ایک بیٹا عنایت فرمائے گا۔''

---

(۱۸۴) بحارالانوار، ج ۵۰، ص ۳۵

(۱۸۵) بحارالانوار، ج ۵۰، ص ۲۱

(۱۸۶) بحارالانوار، ج ۵۰، ص ۳۵

راوی کہتا ہے: ابھی ایک سال بھی نہ گزرا تھا کہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی ولادت واقع ہوئی۔۱۸۷

امام محمد تقی علیہ السلام کی ولادت باسعادت اور امام رضا علیہ السلام کی پیشگوئی متحقّق ہونے کے بعد (جو دونوں خود امام رضا علیہ السلام کی امامت پر دلیل تھیں) جب ابن قیاما سے کہا گیا: کیا یہ علامت تمہارے لیے کافی نہیں ہے؟ تو اُس نے اعتراف کیا اور کہا: خدا کی قسم! یہ بہت بڑی علامت ہے، لیکن ایک حدیث کا بہانہ بنا کر، اپنے انحرافی عقیدے (واقفیہ) سے نہ پلٹا۔۱۸۸

اسی وجہ سے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی ولادت شیعوں کے لیے بہت زیادہ اہمیت کی حامل تھی اور اسی وجہ سے امام رضا علیہ السلام اُن کو "مولود مبارک" کہتے تھے۔

"یحییٰ صنعانی" نامی شخص کہتا ہے: میں مکہ مکرّمہ میں حضرت رضا علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا تو دیکھا کہ حضرتؑ اپنے بیٹے کے لیے کیلا چھیل رہے ہیں اور اُسے کھلا رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان جاؤں! وہ "مولودِ مبارک" یہی ہے؟ آپؑ نے فرمایا: "ہاں! اے یحییٰ! هَـذَا الْـمَـوْلُـوْدُ الَّذِيْ لَمْ يُوْلَدْ فِي الْإِسْلَامِ مِثْلُهُ مَوْلُوْدٌ أَعْظَمُ بَرَكَةً عَلٰى شِيْعَتِنَـا مِـنْـهُ" "یہی ہے وہ مولود کہ جس کی مثل اسلام میں بابرکت تر کوئی اور مولود ہمارے شیعوں کے لیے پیدا نہیں ہوا۔"۱۸۹

مؤلّف کہتے ہیں: حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی ولادت کے بارے میں سوالات اور اعتراضات سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن میں سے بہت سے لوگ اپنے زمانے کے امامؑ کی نسبت، بلکہ کلی طور پر اماموں کے اُسماء اور آئندہ کے پروگرام سے زیادہ آگاہ نہیں تھے، البتہ اُس زمانے کا

---

(۱۸۷) بحار الانوار، ج ۴۹، ص ۳۴

(۱۸۸) بحار الانوار، ج ۴۹، ص ۶۸

(۱۸۹) بحار الانوار، ج ۵۰، ص ۳۵

غیر مناسب تبلیغی ماحول بھی اِس عدم آگاہی میں بڑی حد تک مؤثّر تھا، وگرنہ بہت سی روایات کے مطابق، آئمہ علیہم السلام کی امامت کا مسئلہ اور اُن کا (آئندہ کا) عملی پروگرام اور اُن کے اُسماء سب کے سب خداوند عالم کی جانب سے مقرّر شدہ اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے توسط سے ابلاغ ہو چکے تھے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ''وصایت (اور امامت) کا مسئلہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آسمان سے تحریری شکل میں نازل ہوا، باوجود اِس کے کہ کوئی بھی دوسرا حکم تحریری شکل میں مُہر شدہ، سوائے وصایت کے نازل نہیں ہوا اور جبرائیل علیہ السلام کے واسطہ سے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیا گیا، تا کہ حضرتؑ اُسے علی علیہ السلام اور اُن کے فرزندوں تک پہنچا دیں۔ اُس مکتوب پر مہریں لگی ہوئی تھیں اور امیر المؤمنین علیہ السلام کو یہ حکم تھا کہ وہ ایک مہر کھولیں اور جو کچھ اُس میں ہے، اُس کے مطابق عمل کریں، حضرت امیر المؤمنینؑ نے ایسا ہی کیا، پھر حضرت امام حسن علیہ السلام نے بھی (مہر کھولی اور) دیئے گئے دستور العمل کے مطابق عمل کیا اور وہ مکتوب امام حسین علیہ السلام کو دے دیا، جب امام حسینؑ نے مہر کھولی، تو دیکھا لکھا تھا: ایک گروہ کے ساتھ شہادت کے لیے باہر نکلو (اور قیام کرو) اُن کو شہادت نصیب نہ ہوگی مگر تمہارے ساتھ اور تم اپنی جان خداوند عزوجل کو بیچ دو۔ امام حسینؑ نے ایسا ہی کیا اور وہ مکتوب علی بن الحسین علیہما السلام کو دے دیا، جب انہوں نے کھولا تو دیکھا کہ لکھا ہے: سر کو جھکا لو اور خاموشی اختیار کرو اور گھر میں بیٹھ جاؤ اور خدا کی عبادت کرو، یہاں تک کے وقت آخر آجائے۔ امام علی بن الحسین علیہما السلام نے بھی دستور کے مطابق عمل کیا اور پھر وہ تحریر اپنے بیٹے محمد بن علی علیہما السلام کو دے دی، جب انہوں نے کھولا تو اُس میں لکھا تھا: لوگوں کو حدیثیں سناؤ اور فتویٰ دو اور سوائے خداوند عالم کے کسی سے مت ڈرو، کیونکہ کوئی تم پر دسترس حاصل نہ کر سکے گا، اُنہوں نے ایسا ہی کیا اور پھر اس مکتوب کو اپنے بیٹے جعفرؑ کے حوالے کر دیا، جب اُنہوں نے مہر کو کھولا، تو اُس میں درج تھا: لوگوں کے درمیان حدیث بیان کرو اور فتویٰ دو اور اپنے خاندان کے علوم منتشر کرو اور اپنے صالحین وشائستہ آباء واُجداد کی تصدیق کرو اور سوائے خداوند عزوجل کے کسی

سے خوف نہ کھاؤ اور تم حفظ و آمان میں ہو اور یہ کام تمام آئمہ معصومین علیہم السلام کے لیے حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور تک جاری و ساری ہے۔''۱۹۰

تیسری مشکل: امام رضا علیہ السلام کی ولایت عہدی کا مسئلہ

امام رضا علیہ السلام کی ولایت عہدی کا معاملہ ایک ایسا عجیب اور پیچیدہ مسئلہ ہے، جو مامون عباسی نے سازش کے طور پر تیار کیا تھا اور شیعوں کی آزمائش کے لیے ایک بڑا امتحان الٰہی تھا، کیونکہ ابھی بنی عباس بالخصوص مامون کے باپ، ہارون عباسی کی جنایتوں اور تجاوزگری خصوصاً امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی شہادت اور اولادِ رسولؐ و شیعوں کے قتل عام کو زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ مامون کی طرف سے امام رضا علیہ السلام کو ولایت عہدی کی پیشکش نے سب کو حیرت زدہ کر دیا، وہ نفرت جو عام شیعہ لوگ، طاغوتی حکمرانوں بالخصوص ہارون عباسی سے، اُس کی اہل بیت علیہم السلام سے عداوت اور امام موسیٰ کاظمؑ کو شہید کرنے کی وجہ سے رکھتے تھے، باعث بنی کہ وہ لوگ حضرت رضا علیہ السلام کے اِس ولایت عہدی قبول کرنے کے اقدام کو قبول نہ کریں، باوجود اِس کے کہ حضرتؑ کو اِس کام پر مجبور کیا گیا تھا، لیکن اِس طرح کی صورتحال کا پہلے کوئی سابقہ نہ ہونے کی وجہ سے، بعض کی نظر میں یہ مسئلہ شدّت سے سوٴالات کو جنم دے رہا تھا، خصوصاً واقفیہ کے منحرف گروہ نے اِس فرصت کو غنیمت سمجھتے ہوئے، اپنے پروپیگنڈے میں اضافہ کر دیا اور صورتحال یہ ہوگئی کہ سادہ لوح اور نادان لوگ بجائے اِس کے کہ اپنے امامؑ کے سامنے سرِ تسلیم خم اور فرمانبردار ہوتے، زبان اعتراض کھولنے لگے اور بار بار حضرت رضا علیہ السلام سے کہتے تھے: کیوں مامون کے دربار میں داخل ہوئے ہیں؟ حضرتؑ فرماتے: ''اُسی دلیل کی وجہ سے کہ میرے جدّ

---

(۱۹۰) اصول کافی، کتاب الحجۃ، ج ۲، ص ۴۸؛ بحار الانوار، ج ۳۶، ص ۱۹۲ (متن حدیث مختصر تصرّف کے ساتھ)

امیر المومنین علیہ السلام شوریٰ میں داخل ہوئے تھے۔'' ۱۹۱

ایک دفعہ امام رضا علیہ السلام نے انہی اعتراض کرنے والوں میں سے ایک کے جواب میں فرمایا: ''پیغمبرؐ افضل ہے یا وصی؟'' جواب دیا: پیغمبرؐ، پھر پوچھا: ''مسلمان برتر ہے یا مشرک؟'' کہا: مسلمان! حضرتؑ نے فرمایا: ''عزیز مصر مشرک تھا اور یوسف پیغمبرؐ تھے، مامون مسلمان ہے اور میں وصی، یوسفؑ نے خود عزیز مصر سے (قرآن مجید کے مطابق) چاہا تھا کہ اُن کو ولایت دے، لیکن میں اِس کام پر مجبور کیا گیا ہوں۔'' ۱۹۲

امام رضا علیہ السلام کے قتل کی سازش

''محمد بن زید'' کہتا ہے: جب مامون نے امام رضا علیہ السلام کو اپنا ولی عہد بنایا، تو خوارج میں سے ایک شخص نے ایک زہر آلود چاقو تیار کیا اور اپنے ساتھیوں سے کہا: خدا کی قسم! میں اس شخص (امام رضا علیہ السلام) کے پاس، جو یہ خیال کرتا ہے کہ وہ فرزند رسول خداؐ ہے، لیکن اس طاغوت کے دربار میں شامل ہو گیا ہے، جاتا ہوں اور اُس کے اس کام کی علّت پوچھتا ہوں، اگر تشفی بخش دلیل نہیں رکھتا ہوگا تو لوگوں کو اس سے راحت کر دوں گا۔ (یعنی امام علیہ السلام کو قتل کر دوں گا) وہ اِس ارادے سے حضرتؑ کے گھر میں داخل ہوا۔

حضرت رضا علیہ السلام نے فرمایا: ''میں ایک شرط پر تیرے سوال کا جواب دیتا ہوں، کیا

---

(۱۹۱) بحار الانوار، ج ۴۹، ص ۱۴۰؛ (شوریٰ وہ چھ افراد پر مشتمل کمیٹی تھی جو دوسرے خلیفہ کے حکم سے اُس کے مرنے کے بعد، اُس کے جانشین کے تعیُّن کے لیے تشکیل دی گئی تھی اور اِس شوریٰ کا تفصیلی احوال تاریخ کی کتابوں میں بیان ہوا ہے۔)

(۱۹۲) بحار الانوار، ج ۴۹، ص ۱۳۶

قبول ہے؟'' اُس نے کہا: کون سی شرط! آپؑ نے فرمایا: ''اگر میرا جواب تشفی بخش ہوا تو وہ چاقو جو تمہاری آستین میں ہے، توڑ دو گے اور اُسے ایک طرف رکھ دو گے!''

اُس خارجی شخص نے، جو حیرت زدہ تھا، اُسی وقت چاقو نکالا اور توڑ ڈالا اور پھر عرض کیا: کیوں اس طاغوت کے دربار میں آئے ہیں؟ باوجود اس کے کہ یہ لوگ آپؑ کے نزدیک کافر ہیں اور آپؑ رسول خداؐ کے فرزند ہیں!

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: ''تمہاری نظر میں یہ لوگ زیادہ کافر ہیں یا عزیز مصر اور اُس کے ملک کے لوگ؟ کیا ایسا نہیں ہے کہ یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ اہل توحید ہیں، لیکن وہ لوگ خدا پرست نہیں تھے اور خدا کو نہیں پہچانتے تھے؟''

''کیا یوسف بن یعقوب علیہما السلام پیغمبر اور پیغمبر کے بیٹے نہیں تھے؟ انہوں نے عزیز مصر کو جو کافر تھا، (جیسا کہ قرآن کریم میں آیا ہے) کہا تھا: مجھے زمین کے خزانوں (مصر کی تمام املاک) پر قرار دو، کیونکہ میں دانا نگہبان ہوں، وہ فرعونوں کے ساتھ ہمنشین تھے اور میں رسول خداؐ کی اولاد سے ایسا شخص ہوں کہ مجھے اِس کام پر مجبور کیا گیا ہے اور میں نے کراہت سے قبول کیا ہے، تمہیں مجھ پر کیا اعتراض ہے؟'' خارجی شخص اس دندان شکن جواب کو سن کر بولا: آپؑ پر کوئی اعتراض نہیں ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؑ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے اور سچے ہیں۔۱۹۳

لوحِ محفوظ کی خبر اور آئمہ اطہار علیہم السلام کے اُسمائے مبارکہ

جس وقت امام محمد باقر علیہ السلام کا وقت شہادت نزدیک تھا، آپؑ نے اپنے فرزند امام

(۱۹۳) بحار الانوار، ج۴۹، ص۵۵

جعفر صادق علیہ السلام کو بُلایا، تا کہ اُنہیں اپنا جانشین قرار دیں، اُس وقت امام باقرؑ کے بھائی زید بن علیؑ نے کہا: اگر آپؑ میرے بارے میں امام حسنؑ اور امام حسینؑ کی طرح عمل کرتے، تو بے جا نہ ہوتا (یعنی مجھے ''اپنے بھائی کو'' اپنا جانشین بنا دیتے)۔

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: ''امانتیں شباہتوں کے ساتھ نہیں ہیں اور خلافت روش و طریقوں کی محتاج نہیں ہے، بلکہ یہ ایسے اُمور ہیں کہ پہلے ہی سے خداوند عزوجل کی حجتوں کے بارے میں فیصلہ ہو چکا ہے۔''

اُس وقت حضرت امام باقر علیہ السلام نے جابر بن عبداللہ کو آواز دی اور اُن سے فرمایا: ''اے جابر! وہ صحیفہ جو تم نے دیکھا تھا اُس کا واقعہ بیان کرو!'' جابر نے عرض کیا: جی اچھا! میں اپنی آقا زادی دختر رسول خداؐ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی خدمت میں امام حسین علیہ السلام کی ولادت کی مبارک باد دینے گیا، تو دیکھا کہ بی بی سیدہؑ کے دستِ مبارک میں ایک صحیفہ ہے، جو بہت نور افشانی کر رہا ہے، میں نے عرض کیا: اے خاتونِ جنت! یہ صحیفہ جو آپؑ کے پاس ہے، یہ کیا ہے؟ تو بی بیؑ نے فرمایا: ''اِس میں میری اولاد سے آنے والے پیشواؤں اور اماموں کے نام ہیں۔'' (ایک دوسری روایت کے مطابق فرمایا: ''یہ وہ لوح ہے جو خداوند عالم نے اپنے رسولؐ کو دی اور اس میں میرے بابا، میرے شوہر، میرے دونوں بیٹوں اور میری اولاد سے اُوصیاء کے نام درج ہیں، میرے بابا نے یہ مجھے دیدی تا کہ مجھے خوش حال کریں۔'')

جابر کہتے ہیں میں نے عرض کیا: یہ لوح مجھے دیں تا کہ میں بھی دیکھوں! فرمایا: ''اگر ممنوع نہ ہوتا تو دے دیتی، لیکن سوائے پیغمبرؐ، اُن کے وصی اور خاندان والوں کے، کوئی اور اِس کو چھو نہیں سکتا، لیکن تم اس میں نگاہ کر سکتے ہو۔۔۔!'' جابر کہتے ہیں: میں نے نگاہ ڈالی تو دیکھا لکھا ہے: ''ابوالقاسم محمدؐ بن عبداللہ المصطفیٰ، جن کی والدہ ماجدہ آمنہؑ، ابوالحسن علی بن ابیطالب علیہما السلام المرتضیٰ؛ جن کی والدہ فاطمہؑ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف؛ ابومحمد الحسن بن علی علیہما السلام البرّ؛

ابوعبداللہ الحسین بن علی علیہما السلام التقی، جن دونوں کی والدہ گرامی فاطمہؑ بنت محمدؐ؛ ابومحمد علی بن الحسین علیہما السلام العدل، جن کی والدہ شہر بانوؑ بنت یزدجرد، ابوجعفر محمد بن علی علیہما السلام الباقرؑ ، جن کی والدہ ام عبداللہ فاطمہؑ بنت حسن بن علی بن ابیطالبؑ؛ ابوعبداللہ جعفر بن محمد علیہما السلام الصادق، جن کی والدہ ام فروہؑ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر؛ ابوابراہیم موسیٰ بن جعفر علیہما السلام، جن کی والدہ حمیدہؑ نامی ایک کنیز؛ ابوالحسن علی بن موسیٰ علیہما السلام الرضا، جن کی والدہ نجمہؑ نام کی ایک کنیز؛ ابوجعفر محمد بن علی علیہما السلام الزکی، جن کی والدہ خیزرانؑ نام کی ایک کنیز؛ ابوالحسن علی بن محمد علیہما السلام الامین، جن کی والدہ سوسنؑ نام کی ایک کنیز؛ ابومحمد حسن بن علی علیہما السلام الرفیق، جن کی والدہ سمانہؑ نام کی ایک کنیز، جن کی کنیت ام الحسن ہے؛ ابوالقاسم محمد بن الحسن علیہما السلام، جو محبّ خدا ہیں، جن کی والدہ نرجسؑ نام کی ایک کنیز ہے۔ اِن سب پر خدا کے درود وسلام ہوں۔''(۱۹۴)

مؤلّف کہتے ہیں: مذکورہ مکتوب کا واقعہ متعدّد روایات میں وارد ہوا ہے اور شیعہ بزرگان، جیسے: شیخ صدوقؒ ، شیخ طوسیؒ، شیخ مفیدؒ، شیخ طبرسیؒ، نعمانیؒ ، کلینیؒ اور دوسروں نے اِس کے مضمون کو کچھ اختلاف کے ساتھ اپنی کتابوں میں بیان کیا ہے۔

امام رضا علیہ السلام کی تاریخی ہجرت

امام رضا علیہ السلام نے خلیفہ مامون عباسی کے بہت سے خطوط اور اُس کے نمائندوں کے بار بار حضرتؑ کے پاس رجوع کرنے کی وجہ سے مدینہ چھوڑنے کا فیصلہ کیا، اگرچہ آپؑ اس سفر سے کراہت رکھتے تھے اور بخوبی جانتے تھے کہ اِس مروؔ کے سفر میں

---

(۱۹۴) بحارالانوار، ج۳۶، ص۱۹۳

دارِ فانی کو وداع کہیں گے۔[195]

مدینہ سے خدا حافظی

امام رضا علیہ السلام اپنے نانا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو الوداع کہنے کے لیے چند بار قبر رسولؐ کے نزدیک تشریف لائے اور آپؑ نے اس طرح کا رویہ اختیار کیا کہ جس سے آپؑ کی اس سفر سے کراہت اور ناپسندیدگی مکمل طور پر عیاں ہوتی تھی، خدا حافظی کے وقت آپؑ نے بلند آواز سے گریہ فرمایا اور جب محوّل سیستانی نامی شخص نے آپؑ کو سفر پر روانگی کے حوالے سے مبارک باد دی، تو حضرت رضا علیہ السلام نے فرمایا: ''مجھے میرے حال پر چھوڑ دو! مین اپنے جدّ کے قریب سے جا رہا ہوں اور اسی عالم غربت میں دنیا سے چلا جاؤں گا۔''

امام رضا علیہ السلام نے مدینہ سے باہر نکلتے وقت، اپنے تمام رشتہ داروں کو اکٹھا کیا اور فرمایا: ''مجھ پر گریہ کرو، کیونکہ اب دوبارہ مدینہ واپس نہیں آؤں گا۔''[196] اور اپنے بیٹے محمد تقیؑ کو جو ابھی چھوٹے تھے، مسجد نبویؐ لے گئے اور حالانکہ حضرت محمد تقیؑ نے قبر پیغمبرؐ کو اپنی آغوش میں لیا ہوا تھا، امام رضا علیہ السلام نے عرض کیا: ''اے رسول خداؐ! میں نے اِس کو آپؐ کے سپرد کیا!'' پھر آپؑ نے اپنے تمام وکلاء اور اصحاب سے فرمایا: ''اِس کی باتیں غور سے سنو اور اس کی مخالفت نہ کرنا'' اور اپنے ثقہ و قابل اعتماد اصحاب کے سامنے آپؑ نے امام محمد تقی علیہ السلام کی امامت اور جانشینی پر تاکید فرمائی۔[197]

---

(۱۹۵) کافی، ج۲، ص۲۰۷

(۱۹۶) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج۲، ص۲۱۷

(۱۹۷) اثبات الوصیۃ، ص۳۴۹؛ مناقب ابن شہر آشوب، ص۱۹۶

امام رضا علیہ السلام کے سفر کا راستہ

امام رضا علیہ السلام کا مدینہ سے مروؔ تک کا سفر کس طرح اور کن راستوں سے طے ہوا، اِس بارے میں کسی حد تک اختلاف پایا جاتا ہے، جیسے یہ کہ کیا حضرتؑ پہلے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور وہاں سے اس سفر کو جاری رکھا اور کیا آپؑ کوفہ بھی وارد ہوئے تھے؟!

ایسا نظر آتا ہے کہ امام رضا علیہ السلام کے سفر کا راستہ اس طرح مقرر کیا گیا تھا کہ شیعوں اور علویوں کی طرف سے کسی بھی قسم کی دخل اندازی اور رکاوٹ سے محفوظ ہو، اس لیے بعض روایات کے مطابق، کوفہ میں وارد ہوئے بغیر، اُس کے پاس سے عبور کیا گیا۔[۱۹۸]

قصبۂ نباج:

حضرت رضا علیہ السلام سفر کے دوران قصبۂ نباج، جو بصرہ سے دس منزل دور تھا، پہنچے۔

''ابوحبیب نباجی'' کہتا ہے: میں نے خواب میں دیکھا کہ رسول خداؐ نباج تشریف لائے ہیں اور مسجد حجاج میں داخل ہوئے ہیں۔ میں آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچا، سلام عرض کیا، اُن کے سامنے صیحانی کھجوروں کا ایک طشت بھرا رکھا تھا، اُنھوں نے ایک مٹھی کھجور کی مجھے دی، میں نے اُنہیں گِنا تو اٹّھارہ دانے (کھجور) تھے، میں خواب سے بیدار ہوا اور میں نے اِس خواب کی تعبیر یہ کی کہ میں اٹّھارہ سال مزید زندہ رہوں گا۔

بیس روز گزرنے کے بعد مجھے اطلاع ملی کہ امام رضا علیہ السلام مدینہ سے تشریف لائے ہیں اور اُسی مسجد حجاج میں اقامت کی ہے، میں مسجد کی طرف گیا تو دیکھا کہ لوگ ٹولیوں میں

---

(۱۹۸) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج۲، ص۱۴۹

حضرتؑ کے دیدار کے لیے جا رہے ہیں، میں بھی ان کی خدمت میں شرفیاب ہوا، دیکھا کہ وہ عین اُسی جگہ تشریف فرما ہیں، جہاں میں نے خواب میں رسول خداؐ کو دیکھا تھا اور حضرتؑ کے پاؤں تلے ویسی ہی چٹائی ہے، جیسی پیغمبرؐ کے پائے مبارک کے نیچے دیکھی تھی اور اُن کے سامنے بھی اُسی طرح صیحانی کھجوروں کا ایک طشت رکھا ہے؛ میں نے سلام عرض کیا، اُنہوں نے سلام کا جواب دیا اور مجھے قریب بلایا اور ایک مٹھی کھجوروں کی مجھے عطا فرمائی، میں نے شمار کیں تو دیکھا، اُتنی ہی ہیں جتنی پیغمبرؐ نے خواب میں مجھے دیں تھیں (یعنی اٹھارہ دانے)۔ میں نے عرض کیا: اے فرزند رسول خداؐ! مجھے کچھ زیادہ عطا فرمائیں! تو اُنہوں نے فرمایا: ''اگر رسول خداؐ اس سے زیادہ عطا فرماتے تو میں بھی اس سے زیادہ عطا کرتا!''۱۹۹

اھواز:

روایات کے مطابق، امام رضا علیہ السلام اھواز میں بیمار ہو گئے، ''ابو ہاشم جعفری'' نے حضرتؑ سے ملاقات کی، گرمیوں کا موسم اور ہوا بہت زیادہ گرم تھی، طبیب کو حضرتؑ کے علاج کے لیے لایا گیا، آپ نے طبیب کو دوائی کے طور پر ایک جڑی بوٹی کے متعلق بتایا اور اِس کے خواص بھی بیان فرمائے، لیکن طبیب نے بتایا کہ یہ جڑی بوٹی اس وقت کہیں نہیں ملتی۔ حضرتؑ نے فرمایا: ''کچھ گنّے ہی لے آؤ!'' طبیب نے پھر عرض کیا: یہ تو پہلے سے بھی مشکل ہے، کیونکہ اس وقت گنّا پیدا نہیں ہوتا۔ حضرتؑ نے فرمایا: گنّا اور وہ جڑی بوٹی والی دوائی دونوں اسی سرزمین میں پائے جاتے ہیں، آبِ شادروان سے آگے چلے جاؤ، وہاں چکّی کے نزدیک ایک سیاہ فام شخص ملے گا، اُس سے پوچھ لینا۔''

(۱۹۹) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۱۴۹

ایک شخص کو روانہ کیا گیا، وہ اُسی پتہ پر گیا اور وہ دونوں چیزیں لے آیا، جب رجاء بن ابی ضحاک نے (جسے حضرتؑ کو مرو لانے کی ذمہ داری سونپی گئی تھی) اس واقعہ کو سنا تو اپنے ساتھیوں سے کہا: اگر یہاں زیادہ دیر ٹھہرے تو لوگ اِن کے فریفتہ ہو جائیں گے، اس لیے وہاں سے جلد کوچ کیا۔[۲۰۰]

امام رضا علیہ السلام کے اہواز سے نکلتے وقت، پل اربک کے پاس ''جعفر بن محمد نوفلی'' نے حضرتؑ سے عرض کیا: آپؑ پر قربان جاؤں! بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ آپؑ کے پدر گرامی زندہ ہیں! آپؑ نے فرمایا: ''جھوٹ بولتے ہیں، خدا کی اُن پر لعنت ہو! اگر میرے والد زندہ ہوتے، تو اُن کی میراث تقسیم نہ ہوتی اور اُن کی ازواج دوسری شادیاں نہ کرتیں۔ خدا کی قسم! میرے والد نے موت کا ذائقہ ایسے ہی چکھا ہے، جیسے علی بن ابیطالب علیہ السلام نے چکھا تھا۔'' میں نے عرض کیا: آپؑ کے بعد میرا وظیفہ کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: ''تم پر لازم ہے میرے بعد میرے بیٹے محمدؑ کی پیروی کرو۔۔۔۔'' پھر مزید فرمایا: ''میری اور ہارون کی قبر اس طرح ہے۔'' (اور آپؑ نے اپنی دونوں انگلیوں کو ملا کر اشارہ کیا)۔[۲۰۱]

فارس کی طرف روانگی:[۲۰۲]

حضرت رضا علیہ السلام کے اس سفر کے دوران قصبۂ بہبہان (ارجان) میں ٹھہرنے اور وہاں کی مسجد میں نماز ادا کرنے کے بارے میں بعض نے لکھا ہے اور اس شہر میں ''قدمگاہ امام

(۲۰۰) مسند الامام الرضا علیہ السلام، ج۱، ص۱۷۵

(۲۰۱) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج۲، ص۴۶۳

(۲۰۲) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج۲، ص۱۴۹؛ الارشاد، ج۲، ص۲۵۵؛ کافی، ج۲، ص۴۰۲ و ۴۰۷

رضا علیہ السلام ''کے نام سے ایک قدمگاہ بھی موجود ہے۔۲۰۳

سفر کے دوران آپؑ نے یزد اور ابرقوہ سے بھی عبور کیا، جہاں ایک قدمگاہ (آپؑ کی نسبت سے) مشہور ہے اور پھر آپ علیہ السلام ''شیر'' نامی ایک دیہات سے گزرے، جو شاید وہی ''فراشاہ'' (یا اسلامیہ جدید) کا علاقہ ہے اور اس وقت وہاں ایک مقام قدمگاہ کے نام سے مشہور و معروف ہے، کیونکہ اس مذکورہ قدمگاہ کے علاوہ شیراز سے یزد کا راستہ بھی اسی طرف، یعنی تفت اور اسلامیہ، جہاں پر قدمگاہ واقع ہے، سے گزرتا ہے۔ قدمگاہِ اسلامیہ کئی حصّوں پر مشتمل ہے اور اِس عمارت کے محراب میں نصب سنگِ تعمیر کی تحریر کے مطابق، یہ عمارت ''گرشاسب بن علی'' نے ۵۱۲ ہجری میں تعمیر کروائی تھی اور اُس زمانے سے یہ جگہ ''مسجد علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام'' کے عنوان سے مشہور رہی ہے، اِس عمارت میں تاریخی پتھر، کتبے، اندرونی تزئینات اور دوسری کئی یادگاریں موجود ہیں۔۲۰۴

خراسان کی طرف روانگی:

شیخ صدوق رح روایت کرتے ہیں: امام رضا علیہ السلام محلّہ ''غرّہ یا قرّہ'' کے ایک گھر میں داخل ہوئے تو آپؑ نے وہاں بادام کا ایک بیج بو دیا، جو کچھ عرصہ میں ایک درخت بن گیا اور ایک سال میں ہی بادام دینے لگا، جب لوگوں کو اِس بات کی خبر ہوئی، تو وہ اِس درخت سے اپنی بیماریوں کا علاج کرنے لگے، جو کسی بھی بیماری میں مبتلاء ہوتا، وہ بادام کھاتا اور شفا پالیتا، اگر کسی کو آنکھ کی تکلیف ہوتی یا کسی حاملہ خاتون کو زچگی میں دشواری کا سامنا ہوتا، یا کسی چوپائے کو قولنج کی

(۲۰۳) مرآت البلدان، ج۱، ص ۳۶۸؛ رجوع کریں: جعفرافیای تاریخی ہجرت امام رضا علیہ السلام، ص ۱۰۷

(۲۰۴) جعفرافیای تاریخی ہجرت امام رضا علیہ السلام، ص ۱۰۷

شکایت ہوتی، تو وہ اس کے بادام یا اس کی شاخوں سے اس کا معالجہ کرتے تھے، یہاں تک کہ ''ابوعمر'' نامی ایک شخص نے اس درخت کو کاٹ دیا اور اس کے نتیجہ میں اس کا تمام مال و دولت نابود ہو گیا۔ نیز اس شخص کے دو بیٹوں نے اپنا مکان بنانے کی غرض سے اس درخت کی جڑیں، جو باقی وہ گئیں تھیں، وہ بھی زمین سے اُکھاڑ دیں اور وہ دونوں بھی (اس وجہ سے) خطرناک بیماری میں مبتلاء ہوئے اور ایک سال کے اندر اندر مر گئے۔ [۲۰۵]

محدّث قمیؒ امام رضا علیہ السلام کے کاروان کے بعض شتر بانوں سے نقل کرتے ہیں کہ جب ہم حضرتؑ کے ہمراہ اپنے گاؤں (کرند یا کرمند اصفہان) پہنچے، تو ہم نے حضرتؑ سے درخواست کی کہ ایک حدیث شریف اپنے دستِ مبارک سے لکھ کر ہمیں عنایت فرمائیں، حضرت رضا علیہ السلام نے یہ حدیث شریف ہدیہ فرمائی: '' كُنْ مُحِبّاً لِآلِ مُحَمَّدٍ وَاِنْ كُنْتَ فَاسِقاً وَمُحِبّاً لِمُحِبِّيْهِمْ وَاِنْ كَانُوْا فَاسِقِيْنَ '' ''آل محمد علیہم السلام کا چاہنے والا بن جا، اگر چہ تو فاسق ہی ہو اور اُن کے چاہنے والوں کا چاہنے والا بن جا، اگر چہ وہ گناہگار اور فاسق ہی کیوں نہ ہوں۔'' [۲۰۶]

شہر نیشاپور:

امام رضا علیہ السلام ۲۰۰ھ ہجری قمری کو شہر نیشاپور میں داخل ہوئے اور نیشاپور کے لوگ ''ابوجعفر اسحاق بن راہویہ'' کے ہمراہ، جو اس شہر کے بزرگ اور معزز شخص شمار ہوتے تھے، شہر سے باہر ''مؤیدیہ'' نامی قصبہ تک حضرتؑ کے استقبال کے لیے آئے تھے۔

---

(۲۰۵) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج۲، ص۳۷۴

(۲۰۶) منتہی الاعمال، ج۲، ص۱۷۷

ابو یعقوب بوڑھے ہونے کے باوجود، امام رضا علیہ السلام کے ناقہ کی مہار اپنے کاندھے پر ڈالے شہر نیشاپور تک پیدل چل کر آئے تھے۔ ۲۰۷

شہرِ نیشاپور میں ایک حمام تھا، جو بعد میں ''حمام امام رضا علیہ السلام '' کے نام سے مشہور ہوا، اِس حمام میں ایک حوض تھا، جو چشمے کے پانی سے متصل تھا، حضرت رضا علیہ السلام نے اُس حوض سے غسل فرمایا اور اُس کے پاس نماز ادا کی، جب لوگوں نے یہ دیکھا تو وہ بھی ہمیشہ اُسی حوض سے غسل کرنے لگے، وہ اُس سے بطور تبرّک پانی پیتے اور اس حوض کے پاس نمازیں پڑھتے اور خداوند عالم سے اپنی حاجتیں طلب کرتے اور اُن کی حاجتیں پوری بھی ہوتیں۔

شیخ صدوق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: وہ چشمہ جو ''کہلان'' کے نام سے مشہور ہے، اُس وقت سے آج تک لوگوں کی توجہ کا مرکز بنا ہوا ہے اور وہ اُس کے پانی سے شفا حاصل کرتے ہیں۔ ۲۰۸

امام رضا علیہ السلام نے چند روز شہر نیشاپور میں قیام فرمایا اور ایک دن آپؑ امامزادہ محمد محروقؑ (جو کہ امام زین العابدین علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں) کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے۔ حاکم نیشابوری لکھتا ہے: امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: ''ہمارے خاندان کے ایک فرد یہاں مدفون ہیں، اُن کی زیارت کو چلتے ہیں اور اس کے بعد آپؑ سلطان محمد محروقؑ کے روضہ پر جو ''تلاجرد'' کے علاقہ میں واقع ہے، تشریف لے گئے اور اس روضہ مقدسہ کی زیارت کی۔ ۲۰۹

---

(۲۰۷) تاریخ نیشابور، خلیفہ نیشابوری، ص ۱۷۷؛ رجوع کریں: جعفرافیائی تاریخی ہجرت امام رضا علیہ السلام، ص ۱۳۲

(۲۰۸) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۳۷۶

(۲۰۹) تاریخ نیشابور، ص ۱۷؛ رجوع کریں: امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام، ص ۸۲

حدیث سلسۃ الذھب (سنہری لڑیوں والی حدیث)

جب امام رضا علیہ السلام نے شہرِ نیشاپور سے روانگی کا ارادہ کیا، تو اصحابِ حدیث کی ایک بہت بڑی تعداد آپؑ کے گرد جمع ہوگئی، اُن میں محمد بن رافع، احمد بن حارث، یحییٰ بن یحییٰ اور اسحاق بن راہویہ شامل تھے، اُنہوں نے حضرتؑ کے ناقہ کی مہار پکڑلی اور عرض کیا: آپؑ کو اپنے پاکیزہ آباءواَجداد کے حق کی قسم! ہمارے لیے اپنے والد گرامی سے کوئی حدیث بیان فرمائیں!

ایک اور روایات میں نقل ہوا ہے کہ ابوزرعہ اور محمد بن اسلم (جو دونوں احادیث نبویؐ کے حافظوں میں سے تھے) نے امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: اے بزرگوں کی بزرگ زادے! اے اماموں کے امام زادے، اے پاک اور پسندیدہ ہستیوں کی نشانی اور اے پیغمبروں کے خلاصہ! آپؑ کو اپنے پاکیزہ اور نیک کردار آباءواَجداد کے حق کا واسطہ! اپنے چہرۂ مبارک کی ہمیں زیارت کرائیں اور اپنے آباءواَجداد سے ایک ایسی حدیث ہمارے لیے روایت فرمائیں، جو آپؑ کی طرف سے ہمارے لیے یادگار ہو۔

اُس وقت امام رضا علیہ السلام کی سواری رُکی اور پردہ ایک طرف ہٹا اور مسلمانوں کی آنکھیں حضرتؑ کے جمال دلربا سے منور ہوئیں۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مانند آپؑ کے سر اقدس کے بال دونوں طرف شانوں پر پڑے ہوئے تھے، لوگ جو کھڑے تھے، اُن پر ہیجانی کیفیت طاری ہوگئی، بعض فریاد بلند کر رہے تھے، بعض گریہ وزاری کر رہے تھے، بعض نے شدّت شوق میں اپنا گریبان چاک کر لیا تھا اور زمین پر گر گئے تھے، بعض اُن کی سواری کی مہار کو چوم رہے تھے اور بعض اُن کی طرف گردنیں اُونچی کر کر کے دیکھ رہے تھے۔ لوگوں پر یہی کیفیت طاری تھی کہ ظہر کا وقت ہوگیا اور لوگوں کے اشکِ شوق نہر کی مانند جاری تھے، بزرگوں اور قاضیوں نے چلّا کر کہا: اے لوگو! حضرتؑ کی بات غور سے سنو! اور پیغمبرؐ کے دل کو اُن کے خاندان کے بارے میں آزردہ

خاطر نہ کرو، پھر حضرت رضا علیہ السلام نے، درحالانکہ چوبیس ہزار قلم لکھنے کے لیے تیار تھے، فرمایا: ''میرے والد امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام نے، جو خدا کے نیک اور شائستہ بندے تھے، مجھے خبر دی اور فرمایا: میرے والد حضرت جعفر بن محمد صادق علیہما السلام نے مجھے خبر دی اور انہوں نے فرمایا کہ مجھے خبر دی میرے والد ابو جعفر محمد بن علی علیہما السلام نے، جو انبیاء کے علوم کو شکافتہ کرنے اور ظاہر کرنے والے ہیں اور اُنہوں نے فرمایا: مجھے خبر دی ہے میرے والد بزرگوار حضرت علی بن الحسین علیہما السلام نے، جو عبادت گزاروں کے سید و سردار ہیں اور انہوں نے فرمایا: مجھے میرے والد گرامی حضرت امام حسین علیہ السلام نے خبر دی ہے، جو جوانانِ جنت کے سردار ہیں اور اُنہوں نے فرمایا: مجھے خبر دی ہے میرے بابا حضرت علی بن ابیطالب علیہما السلام نے اور انہوں نے فرمایا: میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ اُنہوں نے فرمایا: میں جبرائیل اَمین علیہ السلام سے سنا کہ اُس نے کہا:

خداوند عالم فرماتا ہے: ''میں ہوں وہ خدا کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں، فقط میری عبادت کرو: '' لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ حِصْـنِیْ فَمَنْ قَالَهَا مُخْلِصاً دَخَلَ حِصْنِیْ وَمَنْ دَخَلَ حِصْـنِیْ أَمِنَ مِنْ عَذَابِیْ '' ''یعنی کلمہ '' لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ ''میرا قلعہ ہے، جس نے خلوص دل کے ساتھ اس کو کہا، وہ میرے قلعے میں داخل ہوگیا اور جو میرے قلعے میں داخل ہوگیا وہ عذاب سے اَمان میں آگیا۔''

اور جب حضرتؑ کی سواری آگے چلی تو حضرتؑ نے بلند آواز سے فرمایا: ''اِس کلمہ کو شرائط کے ساتھ کہنا اور میں (علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام) اس کی شرائط میں سے ہوں۔'' ۲۱۰

(۲۱۰) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۱۳۲؛ (پہلی چار حدیثوں سے اقتباس)

رباط سعد میں امام رضا علیہ السلام کا بیمار کو شفا دینا

ایک کاروان خراسان سے کرمان کی طرف جارہا تھا کہ کرمان کے پہاڑی سلسلہ میں راہزنوں کی لوٹ مار کا نشانہ بن گیا، راہزنوں نے لوٹ مار کے بعد ایک شخص کو، جو اُن کے خیال میں بہت مالدار تھا، یرغمال بھی بنالیا اور اُسے طرح طرح کے شکنجے دیئے تاکہ شاید بہت سا مال دے کر اپنی جان کی خلاصی کرے، اُنہوں نے اُس کو برف پر لٹایا اور اُس کا منہ برف سے بھر دیا۔۔۔ یہاں تک کہ ایک خاتون نے اُس کی رسیاں کھول دیں اور وہ فرار ہونے میں کامیاب ہوگیا، لیکن (منہ میں برف بھرنے کی وجہ سے) اُس کا منہ اور زبان متاثر ہوگئے تھے اور وہ بات کرنے پر قادر نہ تھا (اور بڑی مشکل سے چند کلمے ادا کرتا تھا)۔

اُس شخص نے خراسان میں سنا کہ امام رضا علیہ السلام نیشاپور تشریف لا چکے ہیں اس نے رات کو خواب میں دیکھا کہ کوئی اُس سے کہہ رہا ہے: فرزند رسول خداؐ خراسان (نیشاپور) میں ہیں، اُن سے اپنی اس مشکل کے بارے میں پوچھو! تاکہ وہ تجھے کوئی دوائی تجویز کریں اور تو اس بیماری سے شفا حاصل کرلے! وہ شخص کہتا ہے: میں عالم خواب ہی میں حضرت رضا علیہ السلام کی خدمت میں چلا گیا اور اپنا ماجرا بیان کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا: ''زیرے، اویشن اور نمک کو ملا کر سفوف بناؤ اور دو تین مرتبہ اسے اپنے منہ میں ڈال لو، انشاءاللہ تم ٹھیک ہو جاؤ گے۔''

وہ شخص جب خواب سے بیدار ہوا تو حضرتؑ کے بتائے ہوئے دستور پر عمل کئے اور کسی کو بتائے بغیر، نیشاپور کی طرف روانہ ہوگیا، جب نیشاپور کے دروازے پر پہنچا تو اُسے بتایا گیا کہ حضرت رضا علیہ السلام نیشاپور سے کوچ فرما چکے ہیں اور اس وقت رباط سعد کے مقام پر ہیں۔

وہ امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور بڑی مشکل سے اپنی حاجت بیان کی، حضرتؑ نے فرمایا: ''مگر ہم نے تمہیں عالم خواب میں نہیں بتا دیا تھا؟! جاؤ اور اُسی دوا کو استعمال

کرو!'' اس شخص نے عرض کیا: اگر ممکن ہو تو دوبارہ بیان فرما دیجئے! امام رضا علیہ السلام نے وہی نسخہ دوبارہ تکرار فرما دیا۔ اُس شخص نے وہ دواء استعمال کی اور بالکل شفایاب ہو گیا۔

''ابو حامد احمد بن علی ثعالبی'' کہتا ہے: میں نے ابو احمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن سے، جو صفوان کے نام سے مشہور تھے، سنا ہے کہ وہ کہتے تھے: میں نے اُس شخص کو دیکھا تھا اور اس واقعے کو خود اُس کی زبان سے سنا تھا۔[۲۱۱]

دہ سرخ:

امام رضا علیہ السلام نیشاپور سے طوس کی طرف جاتے ہوئے راستے میں ''دہ سرخ یا الحمراء'' نامی قصبے میں پہنچے۔ ''عبدالسلام بن صالح ہروی'' کہتا ہے: میں نے امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا: اے فرزند رسول خداؐ! نماز ظہر کا وقت ہے، حضرتؑ سواری سے نیچے تشریف لائے اور فرمایا: ''پانی لے آؤ!'' عرض کیا: پانی ہمارے ساتھ نہیں ہے۔ آپؑ نے اپنے دستِ مبارک سے تھوڑا سا زمین کو کھودا، تو زمین سے پانی جوش مار کر اُبلنے لگا، جس سے حضرتؑ اور اُن کے ساتھیوں نے وضو کیا اور اس چشمے کا اثر آج تک باقی ہے۔[۲۱۲]

دہ سرخ کے قصبہ سے طوس کی طرف جاتے وقت، امام رضا علیہ السلام کا گزر سنگ تراشوں کے پہاڑ (کوہسنگی) کے قریب سے ہوا تو آپؑ نے یہ دعا فرمائی: ''خدایا! اس پہاڑ کو برکت دے اور لوگوں کے لیے نفع بخش بنا دے اور وہ غذا جو اس پہاڑ کے برتن میں بنائی جائے، اُسے بابرکت قرار دے۔'' آپؑ نے حکم دیا کہ کھانا پکانے کے لیے اِس پہاڑ سے برتن اور ظروف

---

(۲۱۱) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۴۵۸

(۲۱۲) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۳۷۶

(ہانڈیاں) تراشیں اور فرمایا: ''میرا کھانا ان برتنوں کے علاوہ کسی اور میں نہ تیار کیا جائے۔''
آپؑ آرام سے آہستہ آہستہ کھانا کھاتے اور کم غذا تناول فرماتے تھے۔ اس کے بعد لوگوں نے اِس پہاڑ سے استفادہ شروع کیا اور وہ اُس سے پتھر کے برتن اور ہانڈیاں تراشتے تھے اور خداوند عالم نے امام رضا علیہ السلام کی دعا کے اُثر سے اس پہاڑ میں برکت دے دی۔ ۲۱۳

شہرِ طوس:

پھر امام رضا علیہ السلام سفر کرتے ہوئے شہر طوس پہنچے اور ''حمید بن قحطبہ'' کے مکان میں قیام فرمایا، جو ایک وسیع و عریض باغ میں واقع تھا اور ہارون عباسی کی قبر بھی وہیں تھی، اس جگہ کے بارے میں حضرتؑ کتنی ہی بار اپنی گفتگو میں اشارہ فرما چکے تھے اور اپنے ہارون کے نزدیک دفن ہونے کی خبر بھی دے چکے تھے۔ حضرت رضا علیہ السلام جب اُس مکان میں داخل ہوئے تو ہارون کی قبر کے پاس تشریف لے گئے اور اپنے دستِ مبارک سے قبر کے ایک طرف ایک خط کھینچا اور فرمایا: ''یہ میری قبر کی جگہ ہے اور مجھے اس جگہ سپردِ خاک کیا جائے گا اور عنقریب خداوند عالم اس مکان کو میرے شیعوں اور دوستوں کے رفت و آمد کا مقام قرار دے گا، خدا کی قسم! اگر کوئی بھی شیعہ میری زیارت کرے اور مجھ پر درود و سلام بھیجے، تو اُس پر ہم اہل بیت علیہم السلام کی شفاعت اور خداوند عالم کی مغفرت اور رحمت واجب ہو جاتی ہے۔''
پھر حضرتؑ نے اپنا چہرۂ مبارک قبلہ کی طرف پھیرا اور نماز پڑھی اور دعا فرمائی، اس کے بعد اپنا سر سجدے میں رکھا اور سجدے میں پانچ سو مرتبہ تسبیح کی اور وہاں سے لوٹ آئے۔ ۲۱۴

---

(۲۱۳) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۳۷۶
(۲۱۴) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۳۷۷

سرخس:

بعض تاریخی شواہد اور گزارشات سے یہ استنباط ہوتا ہے کہ اس شہر سرخس میں امام رضا علیہ السلام کو سختی کے ساتھ زیرِ نظر رکھا گیا تھا، کسی کو بھی آپؑ سے ملنے کی اجازت نہیں دیتے تھے، درج ذیل روایت میں حضرتؑ کے گھر کو زندان سے تعبیر کیا گیا ہے۔

''عبدالسلام بن صالح'' کہتا ہے: سرخس کے جس گھر میں حضرت رضا علیہ السلام کو محبوس (زندانی) کیا گیا تھا، میں اُس کے دروازے پر آیا اور محافظ سے حضرتؑ سے ملاقات کرنے کی اجازت چاہی! اُس نے کہا: یہ ممکن نہیں ہے! میں نے پوچھا: کیوں؟ تو اُس نے جواب دیا: کیونکہ وہ شب و روز میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھتے ہیں اور پھر اُس نے حضرتؑ کی عبادت کی مختصر کیفیت بیان کی۔ میں نے اُس سے کہا: حضرتؑ سے میری ملاقات کے لیے کچھ وقت طلب کرو! تو وہ گیا اور حضرتؑ سے اجازت لے آیا، جب میں اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ امام رضا علیہ السلام جائے نماز پر تشریف فرما ہیں اور کسی فکر میں غرق ہیں، میں نے عرض کیا: اے فرزند رسولؐ! یہ کیا ہے، جو لوگ آپؑ سے نقل کر رہے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: ''کیا چیز؟'' میں نے عرض کیا: وہ لوگ آپؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا ہے: لوگ ہمارے بندے اور ہماری مخلوق ہیں!

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: '' **اَللّٰهُمَّ فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمُ الْغَيْبِ** ''

''اے اباصلت! تم گواہ ہو کہ ہم نے ہرگز ایسا کچھ نہیں کہا ہے اور نہ ہی ہم نے اپنے آباء و اُجداد میں سے کسی سے ایسا سنا ہے اور تم جانتے ہو جو ستم اس اُمت نے ہم پر ڈھائے ہیں، یہ باتیں بھی اُنہی ظلم و ستم میں سے ہیں۔'' پھر آپؑ نے فرمایا: ''اے عبدالسلام! اگر جس طرح وہ کہتے ہیں کہ لوگ ہماری مخلوق ہیں (ہوتا) تو پھر ہم اُن کو کس کی طرف دعوت دیتے ہیں؟''

میں نے عرض کیا: اے فرزند رسولؐ! آپؑ سچ کہتے ہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا: ''اے عبدالسلام! کیا تم بھی، جو کچھ خداوند متعال نے ہمارے لیے ولایت و امامت سے واجب

قرار دیا ہے، انکار کرتے ہو، جس طرح دوسرے اِس کا انکار کرتے ہیں؟'' میں نے عرض کیا: معاذ اللہ! بلکہ میں تو آپؑ کی ولایت و امامت کا اعتراف اور اقرار کرتا ہوں۔[۲۱۵]

البتہ مروّ کے سفر میں امام رضا علیہ السلام کا زندانی ہونا، مامون عباسی کے منصوبے کے تناظر میں، جو حضرتؑ کی ولایت عہدی، ظاہری تجلیل و تکریم اور احترام سے پیش آنے کی سفارشات کے حوالے سے تھا، بعید نظر آتا ہے، لیکن اس بات کا امکان ہے کہ راوی نے اُن بعض پابندیوں کے پیش نظر، جو حضرت رضا علیہ السلام کے لیے قرار دی گئی تھیں، زندان سے تعبیر کیا ہو یا جیسا کہ بعض نے احتمال دیا ہے کہ یہ واقعہ بعد میں پیش آیا ہو، یعنی امام رضا علیہ السلام کی مروّ سے واپسی کے موقع پر، جب مامون کی سیاست تبدیل ہو چکی تھی۔

جب امام رضا علیہ السلام سرخس سے مروّ کے لیے روانہ ہوئے، تو ''احمد بن عبید'' کہتا ہے: میرے جدّ کہتے تھے: میں نیشاپور میں امام رضا علیہ السلام کی خدمت گزاری پر مأمور تھا اور میں نے سرخس سے ایک منزل بعد تک حضرتؑ کی ہمراہی اور خدمت گزاری کی اور میرا یہ ارادہ تھا کہ مروّ تک اُن کی خدمت میں رہوں، لیکن سرخس سے ایک منزل بعد، حضرتؑ نے کجاوے سے سر اقدس باہر نکالا اور فرمایا: ''اے بندۂ خدا! واپس لوٹ جاؤ! تم نے ہمارے بارے میں اپنا وظیفہ پورا کر دیا ہے اور ہمارے ساتھ اچھا سلوک روا رکھا ہے اور خدمت گزاری و ہمراہی کی تو کوئی حدّ معین نہیں ہے۔'' (یعنی تم ثواب حاصل کر چکے ہو۔)[۲۱۶]

---

(۲۱۵) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۴۲۶

(۲۱۶) آثار و اخبار امام رضا علیہ السلام؛ رجوع کریں: جعفرافیائی تاریخی ہجرت امام رضا علیہ السلام، ص ۱۵۱

مروؔ:

امام رضا علیہ السلام بالآخر چار ماہ کی پُر مشقّت اور دشوار مسافت تحمّل کرنے کے بعد ۲۰۱ھ ہجری قمری کے اوائل میں مروؔ میں وارد ہوئے، جو اُس وقت مامون کی حکومت کا مرکز تھا۔ ۲۱۷ آپؑ کے شہرِ مروؔ تشریف آوری پر، لوگوں نے بڑے ہی والہانہ اور جذباتی انداز میں آپؑ کا استقبال کیا، کہ خود شہرِ مروؔ نے اپنی تاریخ میں اُس دن تک اس قدر خوشی سے لبریز اور ہیجان آور مناظر نہیں دیکھے تھے۔ لوگوں کا جمِ غفیر شہر کے باہر تک حضرتؑ کے استقبال کے لیے اُمڈ آیا تھا، امام علیہ السلام لوگوں کی صفوں سے گزرتے ہوئے شہر میں داخل ہوئے اور اُس مکان میں جو مامون کے حکومتی محل کے نزدیک آپؑ کی اقامت کے لیے آمادہ کیا گیا تھا، ساکن ہو گئے۔ ۲۱۸

ولایت عہدی کا واقعہ

امام رضا علیہ السلام مامون کے شدید اصرار اور بار بار خط بھیجنے اور نیز آپؑ کے عذروں کے قبول نہ ہونے کے صورت میں، جو حضرتؑ مامون کو جواب میں بیان فرماتے تھے، بالآخر ۲۰۱ھ ہجری قمری کو مروؔ میں داخل ہوئے، مامون نے شروع میں حضرتؑ کو خلافت کی پیشکش کی اور امامؑ سے عرض کیا: اے فرزند رسول خداؐ! میں آپؑ کے علم و فضل، زہد و تقوا اور عبادت کو جانتا ہوں اور آپؑ کو اِس منصب خلافت کے لیے اپنے سے زیادہ شائستہ اور سزاوار جانتا ہوں۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: ''میں خداوند عالم کی عبودیت پر افتخار کرتا ہوں اور دنیا میں زہد

---

(۲۱۷) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۱۴۹

(۲۱۸) الارشاد، شیخ مفیدؒ، ج ۲، ص ۲۵۰

سے آخرت کے شرّ سے نجات کی اُمید رکھتا ہوں اور محرّ مات سے دوری کے ساتھ نفع کے حصول کا اُمیدوار ہوں اور دنیا میں تواضع سے، خداوند عالم کے نزدیک بلندی اور رفعت کی اُمید رکھتا ہوں۔''

مامون نے عرض کیا: میرا ارادہ یہ ہے کہ میں خود کو خلافت سے معزول کرلوں اور اِسے آپؑ کے لیے قرار دے دوں اور آپؑ کی بیعت کرلوں!

حضرت رضا علیہ السلام نے فرمایا: ''اگر یہ خلافت تیرا حق ہے اور خداوند عالم نے تیرے لیے قرار دی ہے، تو جائز نہیں ہے کہ جو لباس خداوند نے تجھے پہنایا ہے، تو اُسے اُتار کر کسی اور کے سپرد کردے اور اگر یہ خلافت تیرا حق نہیں ہے، تو تیرے لیے جائز نہیں کہ جو چیز تیری نہیں، وہ تو مجھے دے دے۔''

مامون نے اصرار کرتے ہوئے کہا: اے فرزند رسول خداؐ! اس منصب کو ضرور قبول کریں! امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: ''میں اپنے اختیار سے ہرگز یہ کام نہیں کروں گا!''

کافی عرصہ مامون اصرار کرتا رہا، یہاں تک کہ امام رضا علیہ السلام کے قبول کرنے سے مایوس ہوکر اُس نے یوں عرض کیا: اگر آپؑ خلافت قبول نہیں کرتے اور نہیں چاہتے کہ میں آپؑ کی بیعت کروں! تو آپؑ میرے ولی عہد بن جائیں، تاکہ میرے بعد خلافت آپؑ کے لیے ہو!

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: ''خدا کی قسم! میرے والد بزرگوارؑ نے اپنے آباء واَجداد سے اور انہوں نے حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام سے اور انہوں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مجھے یہ خبر دی ہے کہ میں تجھ سے پہلے اِس دنیا سے چلا جاؤں گا، درحالانکہ میں سم جفاء سے مظلومانہ قتل کیا جاؤں گا اور آسمان وزمین کے فرشتے مجھ پر گریہ کریں گے اور میں سرزمین غربت میں ہارون کے پہلو میں دفن کیا جاؤں گا۔''

مامون یہ سن کر رو پڑا اور کہنے لگا: اے فرزند رسول خداؐ! کون آپؑ کو قتل کرے گا؟ یا

کون آپؑ کوکوئی نقصان پہنچا سکتا ہے، جبکہ میں زندہ ہوں! حضرتؑ نے فرمایا: ''اگر میں چاہوں تو بتا سکتا ہوں کہ کون مجھے قتل کرے گا!''

مامون نے عرض کیا: یابن رسول اللہؐ! اس بات سے آپؑ کا مقصد یہ ہے کہ اس کام کو اپنے اُوپر آسان کریں اور اپنی گردن کو آزاد رکھیں، تاکہ لوگ یہ کہیں: کہ آپؑ دنیا میں زاہد ہیں! امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: ''خدا کی قسم! جب سے خداوند عالم نے مجھے خلق فرمایا ہے، میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا ہے اور ہرگز دنیا سے دنیا کی خاطر زہد اختیار نہیں کیا ہے اور میں جانتا ہوں کہ تمہارا اصل مقصد کیا ہے!''

مامون نے پوچھا: میرا مقصد کیا ہے؟ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: ''کیا میں واقعی اُمان میں ہوں؟'' مامون نے جواب دیا: ہاں! آپؑ اُمان میں ہیں۔ امامؑ نے فرمایا: ''تو یہ چاہتا ہے کہ لوگ کہیں: علی بن موسیٰ علیہما السلام دنیا کی طرف سے بے رغبت نہیں تھے، بلکہ یہ دنیا تھی جس نے اُن کی طرف کوئی رغبت نہیں کی، (اب) نہیں دیکھتے کہ اُنہوں نے ولایت عہدی کو قبول کرلیا ہے، تاکہ منصبِ خلافت تک پہنچ جائیں۔''

اُس وقت مامون غضبناک ہوگیا اور کہنے لگا: آپؑ مجھے مسلسل اس چیز سے روبرو کر رہے ہیں، جو مجھے غضبناک کرتی ہے اور میرے غضب سے اُمان بھی چاہتے ہیں، خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یا ولایت عہدی کو قبول کرلیں، وگرنہ آپؑ کو مجبور کروں گا اور اگر پھر بھی اس کام کو انجام نہ دیا، تو آپؑ کی گردن اُڑادوں گا۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: ''خداوند عالم نے مجھے نہی فرمائی ہے کہ میں خود کو اپنے ہاتھوں سے ہلاکت میں ڈالوں، اگر اسی طرح ہے جو تو چاہتا ہے، تو جو تیرا جی چاہے انجام دے، میں اُسے قبول کروں گا، لیکن اس شرط کے ساتھ کہ کسی کو بھی کوئی عہدہ نہیں دوں گا اور نہ ہی کسی عہدے سے معزول کروں گا اور کسی بھی قانون اور طور طریقہ کو تبدیل نہیں کروں گا، بلکہ میں اس کام میں

دور سے صرف مشورہ دینے والا ہوں گا۔''

مامون نے اِن شرائط کو قبول کرلیا اور امام رضا علیہ السلام کو اپنا ولی عہد بنالیا۔۲۱۹

بعض روایات میں آیا ہے کہ حضرت رضا علیہ السلام نے بارگاہِ رب العزت میں یوں دعا کی: ''خدایا! تو نے مجھے نہی فرمائی ہے کہ میں اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالوں، اگر اس کی ولایت عہدی کو قبول نہ کروں، تو اُس کی طرف سے میں موت سے چند قدم دور کھڑا ہوں، میں مجبور اور مضطر ہو چکا ہوں۔۔۔، خدایا! تیرے عہد کے سوا کوئی اور عہد نہیں ہے اور تیری طرف سے ولایت کے سوا کوئی اور ولایت نہیں، مجھے اپنے دین کو برقرار کرنے اور اپنے پیغمبرؐ کی سنت کو زندہ کرنے کے لیے توفیق اور کامیابی عطا فرما، تو ہی میرا مولا اور مددگار ہے اور تو کتنا اچھا مولا اور مددگار ہے۔'' پھر اس کے بعد درحالانکہ آپؑ گریہ کررہے تھے اور بہت غمگین تھے، آپؑ نے بیان شدہ شرائط کے ساتھ ولایت عہدی کو قبول کرلیا۔۲۲۰

امام رضا علیہ السلام کے اس طرح ولایت عہدی کو قبول کرنے کے بعد، مامون عباسی نے حکم جاری کیا کہ تمام فوجی کمانڈر، قاضی، خدمتگزار اور تمام بنی عباس کے افراد آئیں اور امام رضا علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کریں اور اِن مراسم کو باشکوہ اور شان وشوکت کے ساتھ منعقد کرنے کے لیے مامون نے بہت زیادہ مال خرچ کیا، یہاں تک کہ اُس نے تمام کمانڈروں کو اس بات پر راضی کرلیا، سوائے تین کمانڈروں کے، یعنی جلودی، علی بن عمران اور ابن موسیٰ (یا ابویونس)، ان تینوں نے امام رضا علیہ السلام کی بیعت کرنے سے انکار کردیا اور مامون نے انہیں قید کردیا۔

یہ ولایت عہدی کی بیعت کے مراسم بڑے باشکوہ اور انتہائی شأن وشوکت سے برپا

---

(۲۱۹) بحارالانوار، ج ۴۹، ص ۱۲۸

(۲۲۰) بحارالانوار، ج ۴۹، ص ۱۳۱

ہوئے اور امام رضا علیہ السلام کے نام کا سکّہ جاری کیا گیا اور منبروں سے آپؑ کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔

شرط کی پاسداری

امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں: ''ایک دن مامون نے مجھ سے کہا: اے ابوالحسنؑ! میری خواہش ہے کہ آپؑ اپنے اُن بعض فرمانبردار سرداروں کو ایک خط لکھ دیتے جو مختلف مناطق میں ہمارے خلاف بغاوت اور شورشیں برپا کر رہے ہیں، (یعنی اپنے طرفداروں اور حامیوں سے یہ چاہتے کہ وہ حکومت کے خلاف بغاوت سے ہاتھ اُٹھالیں)۔

امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں، میں نے جواب دیا: ''اے امیر! اگر تم اُن شرائط کو پورا کرو کہ جن کے ساتھ میں اس ولایت عہدی میں داخل ہوا ہوں۔ یعنی نہ اَمر و نہی کروں گا اور نہ ہی کسی کو عہدے پر نصب یا عہدے سے معزول کروں گا۔ تو میں بھی اپنی شرائط کی پاسداری کروں گا اور اُن کی خلاف ورزی نہیں کروں گا۔''

''اس ولایت عہدی نے میرے لیے کسی نعمت میں اضافہ نہیں کیا، میں جب مدینہ میں تھا، تو میرے دستخط مشرق اور مغرب میں نافذ تھے، میں مدینہ میں اپنی سواری پر سوار ہوتا اور گلی کوچوں سے گزرتا تھا، کوئی بھی وہاں مجھ سے زیادہ قابل احترام اور محبوب نہ تھا، کوئی بھی وہاں مجھ سے کسی ایسی حاجت کا سوال کرتا، جس کو میں پورا کر سکتا ہوں، مگر یہ کہ میں اُس کی وہ حاجت ضرور پوری کرتا تھا۔'' مامون نے عرض کیا: میں اُن شرائط کے ساتھ وفادار رہوں گا۔[۲۲۱]

---

(۲۲۱) بحارالانوار، ج۴۹، ص۱۵۵؛ (نقل از کافی)

مامون عباسی اور اس کے مذموم مقاصد

مامون عباسی کا نام ''عبداللہ'' اور وہ ہارون عباسی کا بیٹا تھا، اُس کی ماں ''مراجل'' ایک بدصورت کنیز تھی، جو ہارون کے دربار میں خدمت کرتی تھی، مامون ۱۷۰ھ ہجری قمری میں، یعنی اپنے باپ کی خلافت کے پہلے سال پیدا ہوا اور ۲۱۸ھ ہجری میں، یعنی امام رضا علیہ السلام کی شہادت کے پندرہ سال بعد، ۴۸ سال کی عمر میں دنیا سے چل بسا۔

مامون کی ماں، اُس کی ولادت کے بعد ہی مرگئی تھی، اس لیے ہارون نے اُسے ''جعفر بن یحییٰ برمکی'' کے سپرد کیا، تاکہ اچھی تربیت حاصل کر لے، اس کا اصل مربی ''فضل بن سہل'' تھا جو ''ذوالریاستین'' (یعنی دوریاستوں والا) کے لقب سے مشہور تھا اور بعد میں مامون کا وزیر بھی بنا اور نیز مامون ہی کے توسّط سے سرخس کے حمام میں قتل کردیا گیا۔

مامون اپنے بھائی اَمین کے برعکس تلاش وجدوجہد اور آسائش سے دور زندگی کا مالک تھا اور مختلف علوم وفنون پر بھی اُسے دسترس حاصل تھی اور دوسرے تمام خلفاء کی نسبت علم فقہ اور علم کلام سے بھی بڑی حدتک آشنائی رکھتا تھا۔

حضرت علی علیہ السلام نے خلفائے بنی عباس کے بارے میں اپنی پیشگوئیوں میں، مامون کے بارے میں فرمایا تھا: ''اُن کا ساتواں اُن میں سب سے زیادہ دانشمند اور اہل علم ہوگا۔'' [۲۲۲]

---

(۲۲۲) مناقب ابن شہر آشوب، ج ۲، ص ۲۷۶

مامون کی مشکلات

یہ بات واضح رہے کہ مامون اعتقادی اور روحانی نقطہ نظر سے ایسا نہیں تھا کہ خلافت کا معاملہ کسی دوسرے کے سپرد کرنے پر آمادہ ہوتا، کیونکہ اُس نے اِس خلافت کو حاصل کرنے کے لیے بہت کوشش کی تھی اور اپنے سوتیلے بھائی ''اَمین'' کو بھی قتل کر دیا تھا، نیز دوسرے واقعات بھی واضح طور پر اسی مسئلے کی تائید کرتے ہیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ خلافت یا ولایت عہدی کی پیشکش کی علت اور اس پر اصرار کو ایک سیاسی معاملہ اور مامون کی زیرکانہ وعیارانہ سازشوں کا حصہ سمجھا جائے، اُس کے اس کام کی اصلی دلیل وہ مشکلات تھیں، جن کا اُسے سامنا تھا اور وہ یہ سمجھتا تھا کہ ان مشکلات سے فرار کرنے اور اپنی حکومت کے تحفظ کے لیے، ولایت عہدی کی پیشکش کے علاوہ کوئی اور چارہ کار نہیں ہے۔

مامون الرشید کو درپیش مشکلات یہ تھیں:

۱۔ مامون عام لوگوں کی نظر میں، خاص کر عباسیوں کے نزدیک، ایک باغی سمجھا جاتا تھا کہ جس نے اپنے باپ ہارون کی وصیت کے برخلاف قیام کیا اور اپنے سوتیلے بھائی ''اَمین'' کو (جو قانونی طور پر خلیفہ تھا) قتل کر دیا تھا۔

۲۔ خاندانی وجاہت کے لحاظ سے، مامون کی کوئی حیثیت نہ تھی، کیونکہ اس کی ماں ایک معمولی کنیز تھی، جو غیر عرب اور اجتماعی شناخت وحیثیت سے عاری تھی، اِس کے برخلاف اَمین (اصیل النسب تھا) کہ جس کی ماں ''زبیدہ'' ہاشمی اور ایک دانشمند وسلیقہ شعار خاتون کے طور پر جانی جاتی تھی۔

۳۔ مامون کے اکثر طرفدار اور ساتھی ایرانی تھے اور عرب بالخصوص بنی عباس ان کی حکومت سے راضی نہ تھے۔

۴۔علویین جو ایران، بالخصوص صوبہ خراسان میں بہت زیادہ اُثر ونفوذ رکھتے تھے اور بنی عباس،خصوصاً مامون کے باپ''ہارون'' سے،کہ جس کے ہاتھ بہت سے علویوں کے خون سے رنگین تھے،سخت ناراضی تھے۔اس لیے اُنہوں نے مختلف علاقوں میں شورشیں اور بغاوتیں برپا کر رکھیں تھیں؛ کوفہ میں ''ابوالسرایا'' ، بصرہ میں ''زید بن موسیٰ'' ، مکہ اور سرزمین حجاز میں ''محمد بن جعفرؑ'' ، یمن میں ''ابراہیم بن موسیٰ'' ، مدینہ میں ''محمد بن سلیمان'' ، واسط میں ''جعفر بن زید بن علیؑ''،اور مدائن میں ''محمد بن اسماعیل'' و۔۔۔

۵۔مامون امام رضا علیہ السلام کے شیعوں اور ایرانیوں میں آپؑ کے اُثر ونفوذ سے، کہ جو حضرتؑ کے سخت حامی اور طرفدار تھے، بہت پریشان اور فکرمند تھا اور چاہتا تھا کسی بھی بہانے سے حضرتؑ کو اپنی زیرنگرانی قرار دے۔

اُس نے حالات پر قابو پانے اور مشکلات کو حل کرنے کی خاطر یہ فکر کی کہ امام رضا علیہ السلام کی ولایت عہدی کے ساتھ وہ اپنی بہت سی اہم مشکلات کو برطرف کرسکتا ہے،اس طرح ایک طرف علویوں کی بغاوتیں کنٹرول اور ایرانیوں کی رضایت حاصل ہو جائے گی،تو دوسری طرف اُس کی حکومت کو قانونی وشرعی حیثیت اور جواز بھی حاصل ہو جائے گا۔

پس یہ کام اُس کے لیے چند فائدے رکھتا تھا:

۱۔علویوں کی شورشوں کا خاتمہ کرنا۔

۲۔امام رضا علیہ السلام کو حکومت میں شامل کرکے اپنی حکومت کو قانونی حیثیت دینا۔

۳۔ایرانیوں کی توجہ حاصل کرنا، جو علویوں کے حامی وطرفدار تھے۔

۴۔امام رضا علیہ السلام کو زیرنظر رکھنا اور اُن کی طرف سے کسی بھی ہونے والے اقدام سے محفوظ رہنا۔

۵۔امام رضا علیہ السلام کو حکومتی معاملات اور مشکلات میں اُلجھا کر اُن کی شخصیت کو کم کرنا اور اُن

کا دنیا طلب چہرہ دیکھا کر، اُن کی معنوی حیثیت کو مخدوش کرنا۔

امام رضا علیہ السلام نے مجبوراً ولایت عہدی قبول کرنے کے بعد، اس طرح عمل کیا کہ مامون کا پورا کا پورا مذموم نقشہ، خود اُسی کے گلے پڑ گیا اور مامون کو اپنے کیئے پر پشیمان ہونا پڑا۔

حضرت رضا علیہ السلام کے اِن اقدامات کو درج ذیل موارد میں خلاصہ کیا جا سکتا ہے:

۱۔ ولایت عہدی کے منصب کو اتنی مدّت تک قبول نہ کرنا کہ بالآخر مامون کو حضرتؑ کے ساتھ زبردستی کرنا پڑی (حتیٰ کہ آپؑ کو قتل کی دھمکی بھی دے دی)۔

۲۔ ولایت عہدی کے قبول کرنے کو، حکومتی معاملات میں عدم مداخلت کے ساتھ مشروط کرنا۔

۳۔ مکتب اہل بیت علیہم السلام کی ترویج کی خاطر، وسیع پیمانے پر علمی اور اجتماعی کام کرنا۔

۴۔ واضح معجزے اور کرامات دیکھا کر اپنی ولایت و امامت کی طاقت کا مظاہرہ کرنا۔

۵۔ مختلف مواقع پر مامون اور اُس کی رائے اور نظر پر بطور مکرّر اعتراض کرنا۔

نمازِ عید فطر

امام رضا علیہ السلام کی ولایت عہدی کے دوران، اہم واقعات میں سے ایک، امامؑ کا نمازِ عید فطر ادا کرنے کے لیے روانہ ہونا ہے، مامون عباسی نے امام رضا علیہ السلام سے درخواست کی کہ وہ عید فطر کے مراسم، نماز عید کی ادائیگی اور خطبہ کی ذمہ داری قبول فرمائیں۔

حضرت رضا علیہ السلام نے اُسے جواب دیا: ''ہمارے اور تیرے درمیان کچھ شرائط تھیں، جن کی وجہ سے میں نے یہ ولایت عہدی قبول کی تھی۔'' (یعنی میں نے یہ شرط کی تھی کہ حکومتی معاملات میں دخالت نہیں کروں گا)۔ مامون نے عرض کیا: میں تو صرف یہ چاہتا تھا کہ عام

لوگوں،فوجیوں اور خدمتگزاروں کا دل مطمئن ہو جائے اور جس چیز میں خداوند عالم نے آپؑ کو دوسروں پر برتری دی ہے،اس سے وہ آگاہ ہو جائیں۔اُس نے اس قدر اصرار کیا کہ حضرتؑ کو کہنا پڑا:''اگر مجھے اس کام سے معاف ہی رکھو تو میرے نزدیک یہ زیادہ پسندیدہ ہے،وگرنہ میں اس انداز سے (نمازِ عید کے لیے) باہر نکلوں گا،جیسے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علی بن ابیطالب علیہ السلام باہر نکلا کرتے تھے۔''

مامون نے عرض کیا: آپؑ جس طرح پسند فرمائیں،باہر تشریف لائیں!

عید کے دن صبح سویرے،جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ امام رضا علیہ السلام نمازِ عید کی امامت کے لیے باہر تشریف لائیں گے،تو لوگوں کے جمع غفیر نے،عورتوں،مردوں،بوڑھوں اور جوانوں کی شکل میں،تمام گلی کوچوں اور گھروں کی چھتوں کو پُر کر دیا،فوج کے کمانڈر بھی حضرتؑ کے درِ اقدس پر موجود تھے۔

طلوع آفتاب کے وقت،امام رضا علیہ السلام نے غسل عید فرمایا اور جبکہ سفید عمامہ سرِ اقدس پر اس طرح رکھا ہوا تھا کہ اُسکا ایک سرا حضرتؑ کے سینہ پر اور دوسرا سرا دونوں کاندھوں کے درمیان پشت پر پڑا ہوا تھا اور کمر کو بھی ایک پٹکے سے باندھا ہوا تھا،حضرتؑ روانگی کے لیے کھڑے ہو گئے اور اپنے ساتھیوں سے فرمایا:''جس طرح میں نے کیا ہے اسی طرح انجام دو!'' پھر اس حالت میں کہ عصا آپؑ کے دستِ مبارک میں تھا اور پائے برہنہ تھے،آپؑ گھر سے باہر تشریف لائے،سر مبارک آسمان کی جانب بلند کیا اور چار تکبیریں کہیں،ایسا لگنے لگا کہ ہوائیں اور در و دیوار حضرتؑ کی تکبیروں کا جواب دے رہے ہوں۔

شہر کی اہم شخصیات،فوج کے کمانڈر اور عام لوگ،جو بہترین لباس زیب تن کئے تھے،جب انہوں نے امام رضا علیہ السلام اور اُن کے ساتھیوں کو اس حالت میں دیکھا،تو گھوڑوں سے اُتر گئے اور اپنے جوتے اُتار دیئے۔ایک روایت میں اس طرح آیا ہے کہ ''بعض نے بڑی مشکل

سے اور چاقو کی مدد سے اپنے جوتوں کے بند کاٹے۔"[۲۲۳]

حضرت رضا علیہ السلام دروازے کے نزدیک کھڑے ہوئے اور بلند آواز سے فرمایا:
"اَللّٰہُ اَکْبَرُ عَلٰی مَا ھَدَانَا...." تمام حاضرین نے بھی بلند آواز سے جواب دیا، اس اژدحام کے گریہ وزاری اور فریاد وفغاں کی آوازوں نے شہر مروؔ کو لرزا کے رکھ دیا، حضرتؑ کچھ دور چلتے اور پھر ہر دس قدم کے بعد ٹھہر جاتے اور تین مرتبہ تکبیریں کہتے، اس طرح کہ گویا آسمان اور زمین بھی آپؑ کی تکبیروں کا جواب دے رہے ہوں۔

"فضل بن سہل" نے، جو مامون کا وزیر اور فوج کا بڑا کمانڈر تھا، مامون سے کہا: اگر امام رضا علیہ السلام اسی انداز سے نمازِ عید کے لیے جائیں گے، تو لوگ اُن کے اور زیادہ فریفتہ ہو کر دھوکہ کھا جائیں گے، لہٰذا بہتر یہی ہے کہ اُن کو واپس بلوا لو! مامون نے (موقع کی نزاکت اور خطرے کا احساس کرتے ہوئے) ایک شخص کو بھیجا اور حضرتؑ سے واپس لوٹ آنے کی درخواست کی۔ حضرتؑ نے اپنے جوتے پہنے اور واپس لوٹ آئے۔[۲۲۴]

دِعبل کا واقعہ

"دِعبل بن علی خزاعی" امام رضا علیہ السلام کے زمانے کے مشہور ومعروف شعراء میں سے ہے، وہ مروؔ میں حضرتؑ کی خدمت میں شرفیاب ہوا اور عرض کیا: اے فرزند رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے آپؑ کی شان میں ایک قصیدہ کہا ہے اور قسم کھائی ہے کہ آپؑ سے پہلے کسی کو بھی نہیں

(۲۲۳) منتہی الاعمال، ج ۲

(۲۲۴) اصول کافی، کتاب الحجۃ، ج ۲، ص ۴۰۷

سناؤں گا!

امام رضاعلیہ السلام نے فرمایا: ''سناؤ!'' دعبل نے اپنا مشہور قصیدہ پڑھنا شروع کیا، جس کی ابتداء یوں ہے:

مدارس آیات خلت عن تلاوہ ومنزل وحی مقفر العرصات

''آیات الٰہی کے مدارس ومکاتب اُن کی تلاوت سے خالی ہوگئے اور نزول وحی کے مقام بے رونق اور ٹھنڈے ہو چکے ہیں۔''

یہاں تک کہ اہل بیت علیہم السلام کی مظلومیت اور اُن کی اپنے حقوق سے محرومیت بیان کرنے کے بعد، دعبل نے کہا:

أری فیئھم فی غیرھم متقسّماً و أیدیھم من فیئھم صفرات

''میں دیکھ رہا ہوں کہ اُن کے غنائم دوسروں کے درمیان تقسیم ہو رہے ہیں، لیکن اُن کے ہاتھ اُس سے خالی ہیں۔''

اس وقت حضرت رضا علیہ السلام رو پڑے اور فرمایا: ''اے خزاعی! تم نے سچ کہا۔'' اور دعبل نے قصیدہ جاری رکھا، حتی کہ اس شعر پر پہنچا:

لقد خفت فی الدنیا و ایام سعبھا و انی لأرجوا الأمنَ بعد وفاتی

''میں دنیا میں اور اس زندگی کے دنوں کے دوران خوفزدہ ہی رہا ہوں، لیکن امیدوار ہوں کہ مرنے کے بعد اَمان میں ہوں گا۔''

حضرت رضا علیہ السلام نے اُس سے فرمایا: ''خداوند تجھے اُس بڑے خوف سے اپنی اَمان میں رکھے۔''

پھر دعبل نے اہل بیت عصمت وطہارت علیہم السلام کی بکھری ہوئی قبروں کی طرف اشارہ کیا اور اس شعر پہ پہنچا:

وقبر ببغداد لنفس زکیّة　　تضمّنھا الرحمان فی الغرفات

''اور (اہل بیتؑ میں سے) ایک قبر بغداد میں ہے، (یعنی امام موسیٰ کاظمؑ کی قبر اطہر) پاکیزہ روح کے لیے کہ جس کو خداوند نے بہشتی حجروں میں جگہ دی ہے۔''

امام رضاؑ نے فرمایا: ''کیا میں بھی اِس مقطع میں دو شعروں کا اضافہ کردوں، تاکہ تمہارا قصیدہ کامل ہو جائے!'' دعبل نے عرض کیا: کیوں نہیں! اے فرزند رسول خداﷺ!

امام رضاؑ نے فرمایا:

وَ قَبْرٌ بِطُوْسٍ یَا لَھَا مِنْ مُصِیْبَۃٍ　　تَوَقَّدَ بِالْأَحْشَاءِ بِالْحَرَقَاتِ

اِلٰی الْحَشَرَ حَتّٰی یَبْعَثَ اللّٰہُ قَائِماً　　یُفَرِّجُ عَنَّا الْھَمَّ وَالْکُرُبَاتِ

''اور ایک قبر طوس میں ہے، یہ کتنی بڑی مصیبت ہے! جو دلوں کو آگ لگا دیتی ہے، ایسی آگ جو قیامت تک شعلہ ور ہے، یہاں تک کہ خداوند قائمؑ کو مبعوث فرمائے گا اور وہ ہمیں اس غم و غصہ سے نجات دیں گے۔''

دعبل نے عرض کیا: اے فرزند رسول خداﷺ! یہ قبر جو طوس میں ہے، یہ کس کی قبر ہے؟ امام رضاؑ نے فرمایا: ''وہ میری قبر ہے! زیادہ شب و روز نہیں گزریں گے، یہاں تک کہ شہر طوس میرے شیعوں اور زائرین کی رفت و آمد کی جگہ بن جائے گا۔ آگاہ ہو جاؤ! کہ جو بھی طوس میں میری حالت غربت میں میری زیارت کرے گا، وہ قیامت کے دن میرے ساتھ ہوگا، حالانکہ بخش دیا گیا ہوگا۔''

امام رضا علیہ السلام کا دعبل خزاعی کو تحفہ

جب دعبل اپنا قصیدہ پڑھ کر فارغ ہو گیا، تو حضرت امام رضا علیہ السلام اُسے ٹھہرنے کو کہا اور اپنے گھر کے اندر تشریف لے گئے، تھوڑی دیر کے بعد، امامؑ کا خدمتگزار ایک سو دینار رضوی (جن پر حضرتؑ کا اسم مبارک کندہ شدہ تھا) لے آیا اور دعبل سے کہا: میرے آقا و مولا فرماتے ہیں: ''ان کو اپنے (سفر کے) اخراجات کے لیے لے لو!''

دعبل نے شرمساری سے کہا: خدا کی قسم! میں اس لیے نہیں آیا تھا اور نہ ہی اپنا قصیدہ اس لالچ میں کہا ہے اور یہ کہہ کر دیناروں کی تھیلی خدمتگزار کو واپس دے دی اور امام رضا علیہ السلام سے تقاضا کیا کہ اپنے لباسوں میں سے ایک لباس اُسے مرحمت فرمائیں، تاکہ وہ اس کو تبرّک سمجھے۔

امام رضا علیہ السلام نے دیناروں کی تھیلی کے ہمراہ اپنا ایک لباس بھی اُس کے لیے بھیجا اور خدمتگزار سے فرمایا: ''اُس سے کہو! اس تھیلی کو لے لے، کیونکہ عنقریب اُس کو اِس کی ضرورت پڑے گی، لہٰذا ردّ نہ کرے۔''

دعبل نے وہ لباس اور دیناروں کی تھیلی (شکریہ کے ساتھ) قبول کر لی اور ایک قافلے کے ہمراہ مروؔ سے روانہ ہو گیا، منطقہ ''قرہان'' میں راہزنوں نے قافلہ میں لوٹ مار کی اور تمام قافلے والوں، جن میں دعبل بھی تھا، اسیر بنا لیا۔

سب راہزن (لوٹے ہوئے) اموال کو تقسیم کرنے میں مشغول تھے، تو اُن میں سے ایک نے یہ شعر پڑھا:

أری فیئهم فی غیرهم متقسمّاً   و أیدیهم من فیئهم صفرات

''میں دیکھ رہا ہوں کہ اُن کے غنائم دوسروں کے درمیان تقسیم ہو رہے ہیں، لیکن اُن کے ہاتھ اپنے ہی غنائم سے خالی ہیں۔'' (یہ وہی شعر تھا جو دعبل خزاعی نے کہا تھا!)

دعبل نے اُس سے پوچھا: یہ شعر کس کا ہے؟ اُس نے جواب دیا: خزاعہ قبیلے کے ایک شخص ''دعبل بن علی'' کا! دعبل نے کہا: میں ہی وہ دعبل ہوں!

راہزن نے یہ بات اپنے سردار کو جا کر بتائی، تو اُن کا سردار دعبل کے پاس آیا اور کہا: دعبل تم ہو؟ دعبل نے جواب دیا: ہاں!، سردار نے کہا: اپنا قصیدہ سناؤ! دعبل نے پورا قصیدہ سنا دیا۔ راہزنوں کے سردار نے حکم دیا کہ دعبل اور دوسرے تمام قافلہ والوں کو آزاد کردو اور دعبل کے احترام میں اُن سب کا لوٹا ہوا مال بھی واپس کردو۔

دعبل نے اپنا سفر جاری رکھا، یہاں تک کہ قم پہنچ گیا، قم کے رہنے والوں نے اُس سے فرمائش کی کہ اپنا قصیدہ سنائے، اُس نے کہا: سب شہر کی جامع مسجد میں جمع ہوجائیں۔ جب سب جمع ہوگئے تو دعبل نے قصیدہ پڑھا۔ قم کے لوگوں نے اُسے انعام کے طور پر بہت سا مال اور چیزیں عطا کیں، یہاں تک کہ حضرت رضا علیہ السلام کے دعبل کو دیئے ہوئے لباس کی خبر بھی اہل قم تک پہنچ گئی، لہٰذا انہوں نے اُس سے چاہا کہ وہ متبرّک لباس ایک ہزار دینار میں اُن کو فروخت کردے، لیکن دعبل نے قبول نہیں کیا، اُنہوں نے کہا: اچھا! اُس لباس کا کچھ حصّہ ایک ہزار دینار میں فروخت کردو! اُس نے یہ بھی قبول نہیں کیا اور قم سے روانہ ہوگیا۔

شہرِ قم کے اطراف کے دیہاتوں میں سے ایک دیہات میں، کچھ عرب جوانوں نے، دعبل سے وہ متبرک لباس چھین لیا، دعبل واپس قم لوٹ آیا اور اُن سے لباس کی واپسی کا مطالبہ کیا، لیکن وہ جوان کسی صورت راضی نہ ہوئے، حتیٰ کہ اس بارے میں انہوں نے اپنے بزرگوں کے حکم پر بھی کان نہ دھرے، انہوں نے دعبل سے صاف کہہ دیا: لباس نہیں دیں گے، اس کے عوض ایک ہزار دینار لے سکتے ہو! دعبل نے شروع میں تو قبول نہ کیا، لیکن جب اُن کی طرف سے بالکل مایوس ہوگیا، تو اُن سے درخواست کی کہ اُس متبرک لباس کا کچھ حصّہ ہی دے دیں، انہوں نے اس بات کو قبول کر لیا اور دعبل کو لباس کا کچھ حصّہ، ایک ہزار دینار

کے ساتھ پیش کر دیا۔

دعبل جب اپنے وطن لوٹ کر آیا، تو دیکھا کہ چور اُس کے گھر کا تمام اثاثہ چوری کر چکے ہیں، اُس نے وہ سو دینار، جو حضرت رضا علیہ السلام نے اُسے دیئے تھے، شیعوں میں فروخت کر دیئے، انہوں نے ہر دینار رضوی کو سو درھم میں خرید لیا اور اس طرح دعبل کو دس ہزار درھم حاصل ہو گئے۔ اس وقت اُسے امام رضا علیہ السلام کی وہ بات یاد آئی کہ آپؑ نے فرمایا تھا: ''عنقریب تمہیں ان پیسوں کی ضرورت پڑے گی۔''

شفا بخش پیراہن

دعبل خزاعی کی ایک کنیز تھی، جس سے وہ بہت زیادہ لگاؤ رکھتا تھا، اس کنیز کی آنکھیں بہت زیادہ درد کرنے لگیں، اُطبّاء نے کہا: اس کی دائیں آنکھ تو اب قابل معالجہ نہیں ہے اور تقریباً ضائع ہو چکی ہے، لیکن ہم اس کی بائیں آنکھ کے علاج کی پوری کوشش کرتے ہیں، شاید وہ ٹھیک ہو جائے۔

دعبل اس روداد سے بہت غمگین ہو گیا اور بے قراری کے مظاہرہ کرنے لگا، یک مرتبہ اُسے امام رضا علیہ السلام کے اس متبرّک لباس کے ٹکڑے کا خیال آیا، اُس نے وہ ٹکڑا اپنی کنیز کی آنکھوں پر ملا اور رات کو وہ ٹکڑا اس کی پیشانی پر باندھ دیا، جب صبح ہوئی تو اس کنیز کی آنکھیں امام رضا علیہ السلام کی برکت سے پہلے سے بھی زیادہ بینا ہو چکی تھیں۔ ۲۲۵

(۲۲۵) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۲۶۷؛ بحار الانوار، ج ۴۹، ص ۲۳۸

مامون کی ناکامی و مشکلات اور اُس کی جدید سیاست

امام رضا علیہ السلام کی ولایت عہدی کے واقعہ کے بعد، مامون عباسی ایسے مسائل سے دُچار ہوا کہ جن کہ اُسے پہلے سے کوئی توقّع نہیں تھی اور نہ ہی وہ یہ پیش بینی کرتا تھا، صورتحال یہ ہوگئی کہ وہ جال جو اُس نے امام رضا علیہ السلام کے لیے تیار کئے تھے، خود اُن میں پھنستا چلا گیا۔ یہ مسائل اِس سے عبارت ہیں کہ امام رضا علیہ السلام کا علمی محافل میں حاضر ہو جانا اور یہود و نصاریٰ اور دیگر ملّتوں کے علماء و بزرگان سے حضرتؑ کا مباحثہ و مناظرہ کرنا اور اُن پر یقینی اور آشکار اغلبہ و برتری حاصل کر لینا، یہ سب چیزیں اس بات کا سبب بنیں کہ امام رضا علیہ السلام کے علم و تقویٰ اور معنویت و پسندیدہ اخلاق کے مراتب لوگوں کے درمیان اور زیادہ منتشر ہو گئے (اور آپؑ اُن کے درمیان پہلے سے زیادہ مقبول ہونے لگے) نیز مختلف موارد میں حضرتؑ کے گونا گوں اقدامات، جو یہ ظاہر کرتے تھے کہ آپؑ کو حکومتی مشنری پر ہرگز اعتماد و اعتقاد نہیں ہے، اس کے علاوہ بنی عباس اور اُن کے بزرگوں کی مامون الرشید کی نسبت کدورت اور دشمنی، کیونکہ اُس نے خلیفۂ وقت ''اَمین'' کو قتل کر کے حکومت حاصل کی تھی اور سب سے اہم یہ کہ اُس نے اب امام رضا علیہ السلام کو اپنا ولی عہد بنا لیا تھا اور یہ چیز بنی عباس کی نظر میں، حکومتِ بنی عباس کو علویوں کی طرف منتقل کرنے کے لیے راہ ہموار کرنا تھا، اِس کے نتیجے میں عباسیوں کی طرف سے ناراضگیاں ظاہر ہونا شروع ہوگئیں کہ جس کا اہم نمونہ بغداد کے لوگوں کی مامون کے خلاف بغاوت اور اُس کو منصبِ خلافت سے معزول کرنا اور نیز ''ابراہیم بن مہدی'' جو ''ابن شکلہ'' کے نام سے مشہور تھا، کے ہاتھ پر بیعت کرنا ہے۔[۲۲۶]

---

(۲۲۶) تاریخ طبری، ج ۷، ص ۱۴۰

عباسیوں اور علویوں کے علاوہ، بعض دوسرے گروہ اور قبائل بھی اِن بغاوتوں اور نا اُمنی کی فضا کو مزید ہوا دیتے تھے، اس طرح سے کہ نظام زندگی مختل ہو کر رہ گیا اور بہت زیادہ بغاوتیں جنم لینے لگیں اور نزدیک تھا کہ مامون کی حکومت سرنگوں ہو جائے۔[۲۲۷]

پہلا قدم اور فضل بن سہل کا قتل

جب مامون عباسی نے اپنی سیاست کو ناکام ہوتے دیکھا تو اُس نے فیصلہ کر لیا کہ اُس میں نظر ثانی کرے اور سیاسی اقدامات سے عسکری و نظامی اُمور کا رُخ اختیار کرے، اِسی مقصد سے وہ عازم بغداد ہوا، تا کہ وہاں اُمن و اُمان برقرار کرنے کے ساتھ ساتھ، ناراض عباسیوں کی دلجوئی کرے۔ کہتے ہیں: اُس نے پہلے قدم پر یہ فیصلہ کیا کہ اپنے مربی، وزیر اور مسلح افواج کے کمانڈر ''فضل بن سہل'' کو قتل کر دے، وہی شخص، جس نے مامون کو اقتدار میں لانے کے لیے بہت زیادہ کوششیں کیں تھیں اور مامون کی خلافت اُسی کی مخلصانہ سیاست اور اقدامات کی مرہون منّت تھی۔

قصّہ کچھ اس طرح سے تھا کہ ''فضل بن سہل'' مامون کے بغداد کی طرف روانہ ہونے کے فیصلے کے نتیجے میں سرخس پہنچا اور مامون نے اپنی فوج کے چار افراد کو یہ حکم دیا کہ وہ ناشناس انداز میں فضل کو حمام میں قتل کر دیں اور اس سازش کے مکمل ہونے کے بعد، اُس نے اتّہامِ قتل پر پردہ ڈالنے کے لیے، حکم دیا کہ فضل بن سہل کے قاتل تلاش کرنے کے لیے ایک ٹیم تشکیل دی

---

(۲۲۷) مقدمہ ابن خلدون، ج ۱، ص ۴۰۵

جائے اور قاتلوں کی گرفتاری پر انعام بھی مقرّر کیا۔۲۲۸؎ اور بالآخر اُن چار افراد کو (جنہیں خود مامون نے قتل کا حکم دیا تھا) فضل بن سہل کے قتل کے جرم میں موت کے گھاٹ اُتار دیا اور اُن کے سر کاٹ کر تسلیت کے لیے فضل کے بھائی ''حسن بن سہل'' کے پاس بھیج دیئے۔۲۲۹؎

یہ تھا وہ پہلا قدم، جو مامون نے عباسیوں کی رضایت حاصل کرنے کے لیے اُٹھایا تھا، کیونکہ فضل بن سہل اُن میں سے ایک تھا، جن پر عباسیوں کی خلافت، علویوں کی طرف منتقل کرنے کا الزام تھا۔

بعض روایات میں آیا ہے کہ ''حسن بن سہل'' نے ایک خط میں اپنے بھائی فضل بن سہل سے یہ درخواست کی تھی کہ فال بد کی نحوست دور کرنے کے لیے، جو اُس نے فضل کے لیے نکالی تھی کہ وہ امام رضا علیہ السلام اور مامون کے ہمراہ حمام جائے اور فصد لگوائے، تاکہ خون نکلنے کے ساتھ وہ نحوست برطرف ہو جائے۔

جب فضل نے اس درخواست کو مامون کے لیے بھیجا اور اُس نے امام رضا علیہ السلام سے خواہش کی کہ وہ بھی اُن کے ساتھ حمام چلیں، تو حضرتؑ نے فرمایا: ''میں کل حمام نہیں جاؤں گا اور تمہارے لیے بھی بہتر نہیں سمجھتا کہ کل حمام جاؤ! فضل کے لیے بھی اچھا نہیں ہے کہ کل حمام جائے۔'' اور جب مامون نے اصرار کیا، تو حضرت رضا علیہ السلام نے فرمایا: ''میں نے آج رات رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے، انہوں نے مجھ سے فرمایا: ''اے علیؑ! کل حمام مت جانا۔'' اور میں تمہارے اور فضل کے لیے بھی کل حمام جانے کو مناسب نہیں سمجھتا! مامون نے یہ سن کر آپؑ کی بات قبول کر لی۔

غروب آفتاب کے بعد، حضرت رضا علیہ السلام نے فرمایا: ''سب کہو: ہم اللہ کی پناہ چاہتے

---

(۲۲۸) تاریخ طبری، ج ۷، ص ۱۴۸

(۲۲۹) محاضرات تاریخ الامم الاسلامیہ، ص ۱۸۲؛ رجوع کریں: امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام، ص ۱۶۵

ہیں، اُس شر سے جو اِس رات میں نازل ہونے والا ہے۔'' پھر صبح کی نماز کے بعد بھی فرمایا: ''سب کہو: ہم خداوند عالم کی پناہ چاہتے ہیں، اُس شر سے جو اِس دن میں نازل ہونے والا ہے۔''

طلوع آفتاب کے قریب امام رضا علیہ السلام نے اپنے خادم ''یاسر'' سے فرمایا: ''چھت پر جاؤ اور سنو! کیا کوئی آوازیں سنائی دیتی ہیں؟'' وہ کہتا ہے: جب میں چھت پر گیا تو میں نے رونے پیٹنے کی آوازیں سنیں۔ اسی لحظہ اچانک مامون حضرت رضا علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور آپؑ سے عرض کیا: اے میرے سید و سردار! خداوند آپؑ کو فضل کے بارے میں اُجر دے کہ اُسے حمام میں قتل کر دیا گیا!! فضل کے سپاہی، کمانڈرز اور حمایت کرنے والے بڑی تعداد میں محل کے دروازے پر جمع ہو گئے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ مامون نے فضل کو قتل کروایا ہے اور وہ اپنے ساتھ آگ لائے ہیں، تا کہ محل کے دروازے کو جلا ڈالیں اور محل میں داخل ہو جائیں۔۔۔ مامون نے امام رضا علیہ السلام سے درخواست کی کہ اگر مناسب سمجھیں تو لوگوں کے پاس تشریف لے جائیں اور اُن کو پراکندہ و منتشر کر دیں۔

امام رضا علیہ السلام محل کے دروازے پر تشریف لائے، تو دیکھا کہ لوگوں نے اژدحام کیا ہوا ہے، آپؑ نے اپنے دستِ مبارک سے اشارہ کیا، اور فرمایا: ''متفرق ہو جاؤ! متفرق ہو جاؤ!'' خدا کی قسم! لوگ اس طرح پیچھے ہٹ رہے تھے کہ ایک دوسرے کے اُوپر گرے جا رہے تھے اور جس کو بھی حضرتؑ اشارہ فرماتے، وہ پیچھے اُلٹے پاؤں دوڑنے لگتا اور دور چلا جاتا۔[۲۳۰]

---

(۲۳۰) اصول کافی، ج۲، ص۴۰۶؛ عیون اخبار الرضا علیہ السلام

امام رضا علیہ السلام کا قاتل

بہرحال ''فضل بن سہل'' کا قتل ہو جانا، مامون عباسی کی طرف سے عباسیوں کی دلجوئی اور نارضگیاں دور کرنے کے لیے ایک بہت بڑا قدم تھا، لیکن بلاشک وشبہ اُس کا یہ کام عباسیوں کی نظر میں کافی نہیں تھا، کیونکہ اُن کا اصل اعتراض تو امام رضا علیہ السلام کی ولایت عہدی سے متعلّق تھا کہ جس نے اُن کی اُمیدوں پر پانی پھیرا ہوا تھا، اسی وجہ سے مامون نے فیصلہ کیا کہ جس طرح بھی ممکن ہو، امام رضا علیہ السلام کو بھی راستے سے ہٹا دیا جائے۔

اس لیے ضروری تھا کہ وہ اس سازش کو اس قدر ماہرانہ اور عیارانہ انداز سے پایۂ تکمیل تک پہنچائے کہ نہ صرف یہ کہ اُس پر کوئی الزام نہ آئے، بلکہ اگر ممکن ہو تو حضرتؑ کی شہادت سے سُوءِ استفادہ بھی کر سکے۔ اسی طرح سے ہے کہ اُس نے قتل کی اِس سازش کو اتنی ہوشیاری اور زیرکی سے انجام دیا کہ حتیٰ بعض مورّخین کو بھی اُس کے امام رضا علیہ السلام کو قتل کرنے کے اقدام کے بارے میں شک وتردید میں مبتلاء کر دیا۔ ۲۳۱

مامون عباسی مروؔ سے بغداد کے ارادے سے روانہ ہوا، اُس نے سرخس پہنچ کر ''فضل بن سہل'' کو وہاں کے ایک حمام میں قتل کروایا اور پھر شہر طوس آیا، تا کہ وہاں سے عازم بغداد ہو۔ شہرِ طوس میں اپنے باپ ہارون کی قبر کے پاس اُس نے کچھ مدّت قیام کیا، تا کہ امام رضا علیہ السلام کی شہادت کے بارے میں اپنے منحوس اور مذموم نقشے کو عملی جامہ پہنائے اور بغداد پہنچنے سے پہلے، ناراض عباسیوں کے خیال اِس بابت آسودہ کر سکے۔

اسلامی روایات اور تاریخی گزارشات سب ہی مامون عباسی کے شہادت

---

(۲۳۱) بحار الانوار، ج۴۹، ص۳۱۱؛ مثل السید علی بن طاوؤس والاربلی

امام رضا علیہ السلام کے مورد میں جنایتکارانہ اقدام کی حکایت کرتی ہیں: حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام نے فرمایا: ''میری اولاد میں سے ایک شخص سرزمین خراسان میں مظلومانہ طور پر زہر جفا سے شہید کیا جائے گا، اُس کا نام، میرے نام پر اور اُس کے والد کا نام، حضرت موسیٰ بن عمران کے نام پر ہوگا، جان لو! جو بھی اُس کی اِس عالمِ غربت میں زیارت کرے گا خداوند اُس کے تمام گناہوں کو بخش دے گا۔۔۔'' ۲۳۲

حدیث لوح میں، جو حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے پاس تھی اور اُس میں آئمہ معصومین علیہم السلام کے نام بیان ہوئے تھے، امام رضا علیہ السلام کے بارے میں آیا ہے: ''یَقْتُلُہُ عِفْرِیْتٌ مُسْتَکْبِرٌ'' ''عفریت متکبر و خودخواہ اُن کو قتل کرے گا۔'' ۲۳۳

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ''میرا پوتا سرزمینِ خراسان کے ایک شہر میں، جسے طوس کہتے ہیں، قتل کیا جائے گا، جو کوئی بھی اُس کے حق کی شناخت کے ساتھ اُس کی زیارت کرے گا، میں خود اُس کا ہاتھ پکڑوں گا اور اُسے بہشت میں داخل کردوں گا۔۔۔'' ۲۳۴

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: ''میرا بیٹا ''علی'' زہر کے ساتھ، مظلومانہ طور پر قتل کیا جائے گا اور اُسے ہارون کے پہلو میں سپرد خاک کیا جائے گا، جو کوئی اُس کی زیارت کرے گا، وہ ایسے ہے جیسے اُس نے پیغمبر خداؐ کی زیارت کی ہو'' ۲۳۵

خود امام رضا علیہ السلام اپنے بارے میں فرماتے ہیں: ''خدا کی قسم! ہم (اہل بیت علیہم السلام) میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے کہ جسے (تلوار یا زہر سے) قتل یا شہید نہ کیا جائے۔'' جب پوچھا گیا کہ

---

(۲۳۲) وسائل الشیعہ، ج ۱۰، باب ۸۲، المزار، حدیث ۹

(۲۳۳) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۱، ص ۳۵

(۲۳۴) وسائل الشیعہ، ج ۱۰، باب ۸۲، المزار، حدیث ۱۰

(۲۳۵) وسائل الشیعہ، ج ۱۰، باب ۸۲، المزار، حدیث ۲۱

اے فرزند رسول خداؐ! آپؑ کو کون قتل کرے گا؟ تو آپؑ نے فرمایا: ''میرے زمانے کے لوگوں میں سے سب سے بدترین شخص مجھے زہر سے قتل کرے گا۔''۲۳۶

امام رضا علیہ السلام نے مامون سے بھی ولایت عہدی قبول کرنے سے انکار کرتے وقت فرمایا تھا: ''میں تجھ سے پہلے زہر کے ذریعہ مظلومانہ طور پر قتل کر دیا جاؤں گا اور اگر مجھے اجازت ہوتی تو میں بتا دیتا کہ میرا قاتل کون ہے؟۔''۲۳۷

امام رضا علیہ السلام کے قتل کی ناکام سازش

بعض تاریخی حوالوں میں آیا ہے کہ مامون نے ایک رات اپنے خاص غلاموں میں سے تیس افراد کو تیز زہر آلود تلواروں کے ساتھ اِس پر مامور کیا کہ وہ رات کی تاریکی میں حضرت رضا علیہ السلام پر حملہ کریں اور اُن کے بدنِ مبارک کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں۔ مامون نے اِس کام کو انجام دینے اور پوشیدہ رکھنے کے عوض اُن کے لیے قیمتی اور بیش بہاء انعامات بھی مقرر کئے۔ انہوں نے اپنا کام انجام دیا اور یہ گمان کرتے ہوئے کہ انہوں نے حضرت رضاؑ کو قتل کر دیا ہے، مامون کو اطلاع دی۔ مامون اگلے دن تعزیت اور روزِ عزاء کے عنوان سے سر برہنہ اور غمگین انداز میں باہر آیا، لیکن جب اُس کے بھیجے ہوئے شخص نے آکر خبر دی کہ حضرت رضاؑ تو زندہ اور صحیح و سالم ہیں، تو اُس کے چہرے کا رنگ سیاہ ہو گیا، اُس نے اپنے سیاہ کپڑے تبدیل کئے اور حکم دیا کہ لوگوں سے کہو کہ حضرتؑ بے ہوش ہو گئے تھے اور اب انہیں ہوش آ گیا ہے۔

---

(۲۳۶) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۲۵۶

(۲۳۷) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۱۴۰

حضرت رضا فرماتے تھے: ''خدا کی قسم! ان کے مکر وفریب اور حیلوں کا کوئی اُثر نہیں ہوگا، یہاں تک کہ جو کچھ میرے بارے میں مقرر ہو چکا ہے، وہ انجام پائے۔'' ۲۳۸

امام رضا علیہ السلام کی شہادت

امام رضا علیہ السلام مامون کی طرف سے اس قدر سختی اور دباؤ میں تھے کہ جب جمعہ کے دن آپؑ نماز سے واپس تشریف لا رہے تھے، تو درحالانکہ آپؑ پسینے میں شرابور اور گرد وغبار میں اُٹے ہوئے تھے، آپؑ نے بارگاہ الٰہی میں دستِ نیاز دراز کئے اور عرض کیا: ''خدایا! (تو بہتر جانتا ہے کہ میں کن حالات سے گزر رہا ہوں) اگر میری ان تمام حالات اور مشکلات سے آسودگی اور رہائی موت میں ہے تو اسی گھڑی میری موت میں جلدی فرما!'' آپؑ ہمیشہ غمگین رہتے، یہاں تک کہ دنیا سے رحلت فرما گئے۔ ۲۳۹

امام رضا علیہ السلام نے شہادت سے ایک رات پہلے کسی کو ''ہرثمہ بن اُعین'' کے پاس بھیجا اور اُسے اپنے پاس بلایا، اُس کے آنے پر اُس سے فرمایا: ''جو میں تم سے کہہ رہا ہوں غور سے سنو اور محفوظ کرلو! میری خداوند عالم کی طرف بازگشت کا وقت آن پہنچا ہے اور یہ وہ وقت ہے کہ میں اپنے ناناؐ اور آباء طاہرین علیہم السلام کے ساتھ ملحق ہو جاؤں، یہ ظالم وسرکش (مامون) پختہ ارادہ کر چکا ہے کہ مجھے انگور اور آنار کے ذریعہ مسموم کرے، اُس نے انگوروں کو سوئی دھاگے کے ذریعہ زہر آلود کیا ہے اور آنار کے دانے، اُس غلام کے توسّط سے نکلوائے ہیں، جس کے ہاتھ زہر آلود تھے،

---

(۲۳۸) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۲۱۵

(۲۳۹) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۱۴

وہ کل مجھے بلائے گا، تا کہ میں اُس میں سے کھاؤں اور جو حکم اور فیصلہ ہو چکا ہے، وہ انجام پذیر ہو گا۔۔۔۔[۲۴۰]

اسی روایت میں آگے بیان ہوا ہے کہ جب ''ہرثمہ بن اُعین'' نے امام رضا علیہ السلام کی شہادت کے بعد، انگور اور آنار کے بارے میں حضرتؑ کی گفتگو، مامون کے سامنے بیان کی، تو یہ سن کر مامون کے چہرے کا ایک رنگ آتا تھا اور ایک رنگ جاتا تھا، کبھی زرد، کبھی سرخ اور کبھی سیاہ ہو جاتا، یہاں تک کہ وہ بیہوش ہو گیا اور بیہوشی کے حالت میں بلند آواز سے کہہ رہا تھا: وائے ہو مامون پر اللہ کے طرف سے، وائے اُس پر پیغمبرؐ کی طرف سے، وائے ہو اُس پر علی بن ابیطالبؑ کی طرف سے، وائے ہو اُس پر حضرت فاطمہ زہراؑ کی طرف سے۔۔۔۔اور جب وہ ہوش میں آیا تو اُس نے ہرثمہ سے کہا: خدا کی قسم! نہ تم اور نہ ہی کوئی اور، زمین و آسمان میں میرے نزدیک، رضاؑ سے زیادہ عزیز ہے، خدا کی قسم! اگر مجھے پتہ چلا کہ جو کچھ تم نے دیکھا ہے اور اُن سے سنا ہے، کسی دوسرے سے بیان کیا ہے، تو تمہاری بھی اسی طرح موت آئے گی اور ہرثمہ نے بھی وعدہ کیا کہ اگر میں کوئی بھی چیز بیان کروں، تو میرا خون مامون پر حلال ہے، مامون نے بھی اُس سے اِس بات کے چھپائے رکھنے پر عہد و پیمان لیا۔[۲۴۱]

امام رضا علیہ السلام نے اباصلت سے فرمایا: ''ہارون الرشید کی قبر کے پاس جاؤ اور اُس کے چاروں طرف سے ایک ایک مٹھی خاک اُٹھا لاؤ!'' جب اباصلت چاروں طرف کی خاک لے آئے، تو حضرت رضا علیہ السلام نے پہلے ہارون کے پیٹھ پیچھے کی خاک کو سونگھا اور زمین پر گرا دیا اور فرمایا: ''مامون چاہے گا کہ مجھے اس جگہ دفن کرے، لیکن ایک بڑا سخت پتھر ظاہر ہوگا، جس کو خراسان کی تمام کھدالیں بھی نہیں توڑ سکیں گی۔'' پھر آپؑ نے ہارون کے سرہانے اور پاؤں کے

---

(۲۴۰) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲ ص ۲۴۸

(۲۴۱) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲ ص ۲۵۳

جانب کی خاک کو اُٹھا کر سونگھا اور وہی بات دھرائی اور جب آپؑ نے ہارون کے روبرو قبلہ کی طرف کی خاک کو سونگھا تو فرمایا: ''اس جگہ میری لحد بنائی جائے گی۔۔۔۔''

پھر آپؑ نے فرمایا: ''اے اباصلت! کل میں اس فاجر (وفاسق) کے پاس بلایا جاؤں گا، اگر میں سر برہنہ باہر آیا تو مجھ سے بات کر لینا، میں تمہاری بات کا جواب بھی دوں گا، لیکن اگر میں سر ڈھانپے باہر آیا تو مجھ سے کوئی بات مت کرنا۔''

اباصلت کہتے ہیں: دوسرے دن امام رضا علیہ السلام نے اپنا لباس زیب تن کیا اور محراب عبادت میں کسی کے انتظار میں بیٹھ گئے، یہاں تک کہ مامون کا غلام آیا اور حضرتؑ سے ساتھ چلنے کے لیے کہا، امامؑ روانہ ہوئے تو میں بھی اُن کے ساتھ گیا۔ مامون کے سامنے انگور اور دوسرے پھلوں کی ایک ٹوکری رکھی ہوئی تھی اور اُس کے ہاتھ میں بھی انگوروں کا ایک خوشہ تھا، جس میں سے کچھ انگور کھائے ہوئے تھے، جیسے ہی اُس نے امام رضا علیہ السلام کو آتے دیکھا، اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا اور حضرتؑ کو گلے لگایا، اُن کی پیشانی کا بوسہ لیا اور اُنہیں اپنی جگہ پر بٹھا دیا۔ پھر اُس نے انگوروں کا وہ خوشہ حضرتؑ کو پیش کرتے ہوئے عرض کیا: اے فرزند رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے اِس سے عمدہ انگور نہیں دیکھے!

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: ''کیا معلوم کہ بہشت کے انگور اس سے اچھے ہوں!'' مامون نے عرض کیا: ان میں سے کچھ تناول فرمائیں۔ امامؑ نے فرمایا: ''مجھے ان سے معاف رکھو!'' مامون نے کہا: کوئی اور چارہ کار نہیں ہے، آپؑ کیوں نہیں کھاتے! کیا آپؑ مجھ پر تہمت لگا رہے ہیں اور مجھ پر شک کرتے ہیں؟ امام رضا علیہ السلام نے انگوروں کا خوشہ لیا اور اس میں سے تین دانے تناول فرمائے اور باقی زمین پر گرا دیئے اور اپنی جگہ سے کھڑے ہو گئے۔

مامون نے پوچھا: کہاں جا رہے ہیں؟ آپؑ نے جواب دیا: ''جہاں تم نے مجھے بھیجا ہے۔'' اُس وقت درحالانکہ آپؑ نے اپنا سر ڈھانپا ہوا تھا، باہر تشریف لائے اور میں نے اُن سے

کوئی بات نہ کی۔حضرتؑ گھر تشریف لائے اور اپنے بستر پر لیٹ گئے اور حکم دیا کہ گھر کا دروازہ بند کر دیا جائے۔

اباصلت کہتے ہیں: میں نے دروازہ بند کر دیا اور صحن خانہ میں غمزدہ کھڑا تھا کہ اچانک میں نے ایک خوبصورت اور سیاہ بالوں والے نوجوان کو دیکھا، جو سب سے زیادہ امام رضا علیہ السلام سے مشابہ تھا، میں اُس کے نزدیک گیا اور پوچھا: تم بند دروازے سے کس طرح اندر آ گئے؟ اُس نے جواب دیا: ''وہ جو مجھے اس وقت مدینہ سے یہاں لایا ہے، اُسی نے مجھے بند دروازے سے وارد خانہ کیا ہے!''

میں نے عرض کیا: آپ کون ہیں؟ اُنہوں نے فرمایا: ''اے اباصلت! میں تم پر اللہ کی حجت ہوں، میں محمد بن علی علیہما السلام (امام محمد تقیؑ) ہوں۔'' پھر وہ اپنے والد بزرگوار کے پاس چلے گئے۔

جیسے ہی امام رضا علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو دیکھا، آپؑ اپنی جگہ سے اُٹھ گئے، اُن کو اپنے سینے سے لگایا اور اُن کی پیشانی اور رخساروں کے متعدّد بوسے لیے، اس کے بعد آپؑ نے ان کے ساتھ امامت سے متعلق (اسرار امامت کی) ایسی مرموز گفتگو کی، جس کو میں نہیں سمجھ سکا۔۔۔۔اس کے بعد آپؑ کی روح مطہر ملکوت اعلیٰ کی طرف پرواز کر گئی۔

امام محمد تقی علیہ السلام اپنے والد گرامی کو غسل دینے میں مصروف ہو گئے، میں نے چاہا کہ اُن کی مدد کروں! اُنہوں نے فرمایا: ''میرے ساتھ اس کام میں مدد کرنے والے موجود ہیں!'' پھر آپؑ نے فرمایا: ''جاؤ اندر سے کفن اور حنوط لے آؤ!'' پھر انہوں نے اپنے والد کو کفن دیا اور اُن پر نماز پڑھی۔اس کے بعد فرمایا: ''تابوت لے آؤ!'' میں نے عرض کیا: بڑھئی کے پاس جاتا ہوں تاکہ تابوت بنا دے! انہوں نے فرمایا: ''اندر جاؤ! وہاں ایک تابوت موجود ہے۔'' جب میں اندر گیا، تو میں نے ایک تابوت دیکھا، جس کو اس سے پہلے میں نے وہاں نہیں دیکھا تھا۔انہوں

نے اپنے والد کے جسدِ اطہر کو تابوت میں رکھا اور پھر دو رکعت نماز پڑھی، اچانک چھت شگافتہ ہوئی اور تابوت چھت سے باہر نکل گیا۔

میں نے عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! ابھی مامون آتا ہوگا، وہ مجھ سے امام رضا علیہ السلام کے بارے میں پوچھے گا تو میں کیا جواب دوں گا؟ امام محمد تقی علیہ السلام نے فرمایا: ''خاموش رہو! ابھی واپس آجائے گا۔ اے اباصلت! کوئی ایسا پیغمبر نہیں ہے کہ وہ مشرق میں وفات پائے اور اُس کا وصی مغرب میں ہو، مگر یہ کہ خداوند عالم اُن کی روح اور جسم کو اکٹھا کر دے گا۔'' (یعنی حضرت رضا علیہ السلام کو پیغمبرؐ کے پاس لے کر گئے ہیں۔) ابھی آپؑ کی بات ختم بھی نہیں ہوئی تھی کہ دوبارہ چھت شگافتہ ہوئی اور تابوت نیچے اُتر آیا۔ امام محمد تقی علیہ السلام نے اپنے والد کو تابوت سے باہر نکالا اور پھر بستر پر لٹا دیا، جیسے ابھی تک اُن کا غسل وکفن نہ ہوا ہو۔

پھر امام محمد تقی علیہ السلام نے فرمایا: ''اے اباصلت! کھڑے ہو جاؤ اور جا کر مامون کے لیے دروازہ کھولو۔'' میں نے جا کر دروازہ کھولا تو دیکھا کہ مامون اپنے غلاموں کے ساتھ موجود ہے۔ وہ ملعون (کہ اب اُس کے لیے حضرتؑ کی شہادت یقینی ہو چکی تھی) گریہ وزاری کرتے ہوئے، جبکہ اپنا گریبان چاک کیا ہوا تھا اور سر وصورت پر طمانچے مار رہا تھا، گھر میں داخل ہوا اور کہنے لگا: اے میرے سید وسردار! میرا دل آپؑ کی اس مصیبت میں بہت غمگین ہے اور درد سے پھٹا جا رہا ہے اور پھر جس طرح حضرت رضا علیہ السلام نے خبر دی تھی اُسی طرح ہوا۔[۲۴۲]

زیادہ مشہور روایات کے مطابق آپؑ کی تاریخِ شہادت آخر ماہ صفر ۲۰۳ھ ہجری ہے اور اُس وقت آپؑ کی عمر مبارک پچپن سال تھی۔

---

(۲۴۲) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۲۴۴-۲۴۵ (اختصار کے ساتھ)

امام رضا علیہ السلام کے دورانِ امامت پیش آنے والے اہم حوادث اور واقعات

❁ سال ۱۸۳ ہجری قمری - امام رضا علیہ السلام کے والد بزرگوار امام موسیٰ بن جعفر الکاظم علیہ السلام کی شہادت واقع ہوئی۔

❁ سال ۱۸۴ ہجری قمری - خلیفہ ہارون عباسی کا بیٹا ''احمد'' جو ''سبتی'' کے نام سے مشہور تھا، اس نے دنیا میں زہد و پارسائی کا راستہ اختیار کیا اور عبادت میں مشغول رہتا تھا، وہ اس سال انتقال کر گیا۔ وہ ہفتہ کے روز محنت مزدوری کرتا اور اس سے ملنے والی اُجرت کو پورا ہفتہ خرچ کرتا اور عبادت میں مصروف رہتا، یہاں تک کہ دنیا سے چل بسا۔

❁ سال ۱۸۵ ہجری قمری - ''فضل بن عیاض'' جو اپنے زمانے کا عارف، صاحب ریاضت اور صوفی منش شخص تھا، دنیا سے رخصت ہوا۔ کہتے ہیں: وہ ابتداء میں راہزنوں کا ساتھی تھا اور بعد میں تائب ہو گیا تھا، اُس کا ایک ''علی'' نام کا بیٹا تھا، جو اپنے باپ سے بھی زیادہ زہد و عبادت میں اَفضل تھا، اُس نے عین جوانی کے عالم میں مسجد الحرام میں چاہ زمزم کے پاس کسی سے اس آیت کی تلاوت سنی: ''وَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِي الْأَصْفَادِ '' ''اور تم اس دن مجرمین کو دیکھو گے کہ کیسے زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں۔''[۲۴۳] اُس نے ایک چیخ ماری اور جان دے دی۔ (ہم اہل بیت علیہم السلام سے صوفیوں کے انحراف اور اُن کی مذمت میں روایات پہلے نقل کر چکے ہیں۔)

❁ سال ۱۸۸ ہجری قمری - ''علی بن حمزہ'' جو کسائی کے لقب سے مشہور ہے اور علم نحو، لغت اور قرائت میں شہرت رکھتا ہے اور اسی طرح ''محمد بن حسن شیبانی'' کہ جو حنفی مذہب کا فقیہ تھا، یہ

---

(۲۴۳) سورۂ ابراہیم، آیت ۴۹

دونوں طوس کے سفر میں ہارون عباسی کے ہمراہ تھے اور ''شہری'' میں ان کا انتقال ہو گیا۔ ہارون نے ان کے بارے میں کہا: ہم نے فقہ اور عربی کو ''ری'' میں دفن کر دیا۔

بعض روایات کے مطابق، مدّاح اور اہل بیتؑ کے توانمند شاعر ''اسماعیل بن محمد'' جو ''سید حمیری'' کے نام سے مشہور ہیں، ہارون عباسی کی خلافت کے زمانے میں دنیا سے رخصت ہوئے، لیکن بعض دوسری احادیث اور روایات سے استفادہ ہوتا ہے کہ ان کی وفات، امام جعفر صادق علیہ السلام کی حیات طیبہ میں ہوئی۔ اُس نے فضائل اہل بیت علیہم السلام کے نشر کرنے میں بہت زیادہ تلاش اور کوشش کی، اس طرح سے کہ آئمہ معصومین علیہم السلام کے اصحاب میں سے کسی سے بھی یہ مذکور نہیں ہے کہ اُس نے ''سید حمیری'' کی مانند ''امیر المؤمنین علیہ السلام اور اہل بیت علیہم السلام کے فضائل و مناقب نشر کئے ہوں۔ اُس نے کناسۂ کوفہ میں یہ اعلان کیا: جو کوئی علی علیہ السلام کی ایسی فضیلت بیان کرے، جس کے بارے میں، میں نے شعر نہ کہا ہو، تو یہ گھوڑا اور جو کچھ اِس پر ہے، اُس کو دے دوں گا۔

محدّثین حدیثیں پڑھتے جاتے تھے اور سید حمیری اس موضوع پر اپنے اشعار سناتے جاتے تھے، یہاں تک کہ ایک شخص نے حضرت علی علیہ السلام کی فضیلت میں ایسی حدیث پڑھی، جس کے بارے میں سید نے شعر نہیں کہا تھا، تو سید نے اپنا وعدہ پورا کیا (اور اُسے اپنا گھوڑا مع اسباب دے دیا) اور پھر اُس فضیلت کو بھی شعر میں بیان کر دیا۔

ہارون الرشید کے حکومت کے زمانے میں بہت سے علویین اور طالبیین کو (جو خون امام حسین علیہ السلام کا انتقام لینے کا ارادہ رکھتے تھے) شہید کیا گیا، تعداد کی کثرت کی وجہ سے اُن کے نام و تاریخِ شہادت، محفوظ نہیں کی گئی، اُن میں سے ''ادریس بن عبداللہ بن الحسن المثنّیٰ''، بھی ہیں، جن کی مصر اور آفریقا میں کافی وسیع حکومت تھی، اُنہیں ہارون نے دھوکے اور فریب سے زہر دے کر شہید کیا، اسی طرح اور سادات جیسے: ''یحییٰ بن عبداللہ بن حسن مثنّیٰ'' اور اُن کے بیٹے

''محمد بن یحییٰ'' ہارون کے زندان میں انتقال کر گئے۔ نیز ''حسین بن عبداللہ بن اسماعیل'' جو حضرت جعفر طیارؑ کی اولاد میں سے تھے، تازیانوں کی تاب نہ لاتے ہوئے، وفات پا گئے اور ''عباس بن محمد'' جو امام زین العابدین علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے، ہارون ملعون نے اُن کو ایسا گُرز مارا کہ وہ شہید ہو گئے، کیونکہ ہارون نے اُن کو زانیہ کا بیٹا کہا تھا، اِس کے جواب میں اُنہوں نے ہارون سے کہا: ''زانیہ تو تیری ماں تھی، جو اصل میں کنیز تھی اور بردہ فروش اُس کے فراش پر آنا جانا رکھتے تھے۔'' ہارون یہ سن کر غضبناک ہو گیا اور اُن کو گُرز مار کر وہیں پر شہید کر دیا۔

خلاصہ یہ کہ ہارون کے زمانے میں بہت زیادہ علویین کو شہید اور قتل کیا گیا اور ''حمید بن قحطبہ'' اور ساٹھ سادات کا ایک ہی رات میں قتل کرنے کا واقعہ تاریخ میں ذکر ہوا ہے۔[۲۴۴]

❁ سال ۱۸۹ ہجری قمری - اِس سال خاندان برامکہ کا ستارۂ اقبال غروب کر گیا، یہ خاندان، جس کے سپرد بہت سے اُمور مملکت تھے، خود ہارون کے ہاتھوں نابود ہو گیا اور ان کا عبرت آموز واقعہ تاریخ کی کتابوں میں مذکور ہے۔ ہارون کا یہ اقدام اس قدر زیرکانہ اور ہوشیاری سے انجام پایا کہ ''جعفر بن یحییٰ برمکی'' جو ہارون کا بہنوئی اور اُس کے نزدیک بہت زیادہ محبوب تھا، اُس رات تک، جب ہارون نے اپنے مامور کو اِس (جعفر برمکی) کے قتل کا حکم دیا، ہرگز اس طرح کے کسی حادثے کا احتمال بھی نہیں دیتا تھا اور جب ہارون کا مامور حکم کی بجا آوری کے لیے اُس کے گھر گیا، تو اس نے مامور سے کہا: ہارون میرے ساتھ اس طرح کا مزاق بہت زیادہ کرتا ہے! بالآخر یہ طے پایا کہ اُس کو ہارون کے خیمے کی پشت پر لے جائیں اور دوبارہ اس کے قتل کے بارے ہارون سے نظر خواہی کریں، جب اُس نے اپنے قتل کا حکم دوبارہ ہارون کی زبانی سنا تو اپنے رومال سے اپنی آنکھوں کو ڈھانپ لیا اور اس کی گردن اُڑا دی گئی، عجیب یہ ہے کہ ہارون

---

(۲۴۴) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج۱، ص ۸۸

نے اس کے قاتل سے کہا: فلاں فلاں شخص کو حاضر کرو، جب وہ لوگ آ گئے، تو ہارون نے اُن سے کہا: اس مامور کی گردن اُڑا دو، کیونکہ میں جعفر کے قاتل کو بالکل نہیں دیکھ سکتا۔ ۲۴۵

❁ سال ۱۹۳ ہجری قمری - تین جمادی الاول بروز ہفتہ، ہارون الرشید شہر طوس واصل جہنم ہوا، اُس نے ۲۳ سال اور چند ماہ حکومت کی۔ موت کے وقت اُس کی عمر چوالیس سال اور چار ماہ تھی اور اُسے اُسی جگہ دفن کیا گیا، جہاں بارگاہ حضرت رضا علیہ السلام واقع ہے، امام رضا نے اس واقع کے بارے میں متعدد بار خبر دی تھی، کبھی آپؑ فرماتے: مجھے اس (ہارون) کے ساتھ ایک ہی کمرے میں مدفون دیکھو گے۔'' ۲۴۶ کبھی آپؑ فرماتے: ''مجھے اور اُسے شہر طوس میں اکٹھا کیا جائے گا۔'' ۲۴۷ نیز کبھی فرماتے تھے: ''میں اور ہارون ان دو انگلیوں کی طرح ہوں گے۔'' (اور آپؑ انگشتِ شہادت و درمیانی انگلی کو ملا کر اشارہ فرماتے۔) ۲۴۸

دعبل خزاعی کے اسی بارے میں اشعار ہیں، جن کا مفہوم یہ ہے:

قَبرانِ فی طُوس خَیر الناس کلّهم و قبر شرّهم هذا علی العِبر

ما ینفع الرجس من الزّکی و لا علی الزّکی بقُرب الرجس من ضرر

''شہر طوس میں دو قبریں ہیں، ایک لوگوں میں سے بہترین فرد کی اور دوسری اُن میں سے بدترین کی اور یہ چیز خود عبرت آموز ہے، نہ وہ پلید و نجس، پاکیزہ کے قُرب سے کوئی فائدہ حاصل کر سکتا ہے اور نہ ہی وہ پاکیزہ اس نجس کے نزدیک ہونے سے کوئی ضرر کرے گا۔'' ۲۴۹

---

(۲۴۵) مروج الذهب، ج ۳، ص ۴۶۵

(۲۴۶) اعلام الہدایۃ، ص ۳۶

(۲۴۷) اعلام الہدایۃ، ص ۳۶

(۲۴۸) اعلام الہدایۃ، ص ۳۶

(۲۴۹) تتمۃ المنتہیٰ، خلافت ہارون

محمد اُمین جو کہ ہارون عباسی کا بیٹا اور اُس کے ولی عہد تھا اور اپنے باپ کی موت کے وقت بغداد میں تھا، پندرہ جمادی الاول ۱۹۳ ہجری قمری کو اس کی بیعت کی گئی، محمد اُمین کی ماں ''زبیدہ'' ''جعفر بن منصور'' کی بیٹی اور بنی عباس کے اشراف خاندان کی خاتون تھی، اُس کے جملہ آثار میں سے شہر تبریز کی تعمیر نو یا تجدید اور مکہ کے راستے میں بعض کنوؤں کی کھدائی مشہور ہے، نیز اس کے پاس ایک سو کنیزیں تھیں، جو سب حافظ قرآن تھیں اور اُس کے قصر سے قرآن کریم کی تلاوت کی آواز ایسے آتی تھی جیسے شہد کی مکھیوں کے چھتّے سے آواز آتی ہے۔ وہ سال ۲۱۶ ہجری قمری کو بغداد میں دنیا سے رخصت ہوئی۔

قاضی نور اللہ شوشتری ''مجالس المؤمنین'' میں بیان کرتے ہیں کہ زبیدہ ایک جانثار شیعہ خاتون تھی اور جب ہارون کو اُس کے پختہ عقیدے کا پتہ چلا تو، تو اُس نے زبیدہ کو طلاق دے دی اور طلاق نامہ اُس کے پاس بھیج دیا۔ زبیدہ نے طلاق نامہ کی پشت پر لکھ دیا: میں تو پہلے کی شرائط پر شکر ادا کرتی تھی اور اب جبکہ تم سے جدا ہوگئی ہوں تو ہرگز پشیمان نہیں ہوں! [۲۵۰]

محمد اُمین کو مسند خلافت پر صرف اٹھارہ روز ہی گزرے تھے کہ اس نے پیمان کی خلاف ورزی کرنے کا فیصلہ کر لیا، تا کہ اپنے بھائی مامون کو جو ہارون کے زمانے سے اُس کے ولی عہد کے عنوان سے تعارف ہو چکا تھا، اپنی ولی عہدی سے معزول کر کے، اپنے بیٹے ''موسیٰ ناطق'' کو اپنا ولی عہد بنا لیا، اُس نے اپنے سب وزراء اور اُمراء سے مشورہ کیا، سوائے ''علی بن عیسیٰ بن ماہان'' کے سب نے اِس فیصلے کی مخالفت کی۔

لیکن اُمین نے مامون کو معزول کرنے کا اقدام کیا اور ساتھ ہی ایک بہت بڑا لشکر علی بن عیسیٰ کی کمانڈ میں مامون سے جنگ کے لیے خراسان روانہ کر دیا۔ مامون نے بھی

---

(۲۵۰) تتمۃ المنتہیٰ

''طاہر بن حسین'' کی سرکردگی میں چار ہزار کا لشکر اُس کے مقابلے میں بھیج دیا، یہ لشکر شہری کے نزدیک ایک دوسرے سے نبرد آزما ہوئے۔ اُمین کے لشکر کا کمانڈر، جو اپنی فوج کی کثرت پر مغرور تھا اور اُس نے بالکل دوراندیشی سے کام نہیں لیا اور مامون کی فوج کے ہاتھوں شکست کھا گیا اور مارا گیا۔ مامون نے اس کامیابی (فتح) کے بعد، اپنے بھائی ''اُمین'' کو خلافت سے معزول کر دیا اور طاہر بن حسین کو ''ہرثمہ بن اُعین'' کے ہمراہ بغداد بھیج دیا۔

کافی مدت تک جنگ، بغداد کے محاصرے اور بڑی مقدار میں جان و اموال کے تلف ہو جانے کے بعد، بغداد کے لوگ تنگ آ گئے اور انہوں نے اُمین سے کنارہ کشی اختیار کر لی، دوسری طرف طاہر نے بھی بغداد کے بزرگوں کو مال و ثروت کا لالچ دے کر مامون کی طرف مائل کر لیا اور اُنہوں نے بھی اُمین کو معزول کر دیا۔ یہاں تک کہ ہرثمہ بن اُعین نے اُمین کو اُمان دی اور اُن دونوں نے ایک چھوٹی سی کشتی میں ایک دوسرے سے ملاقات کی، ہرثمہ نے اُمین کا بہت احترام کیا، لیکن طاہر نے کچھ فوجیوں کو بھیجا کہ وہ اُمین کو گرفتار کر لیں، وہ لوگ دریا میں داخل ہوئے اور انہوں نے کشتی کو غرق کر دیا، لیکن ہرثمہ اور اُمین نے تیر کر اپنی جان بچا لی۔ لیکن شومئی قسمت یہ کہ اُمین جس جگہ پانی سے باہر نکلا، وہاں طاہر کی فوج پہلے سے موجود تھی، اُنہوں نے اُمین کو گرفتار کر لیا اور اس سے پہلے کہ اُمین کی طاہر سے ملاقات ہوتی، فوجیوں نے طاہر کے حکم پر اُمین کو قتل کر دیا، یہ واقعہ ۲۵ محرم ۱۹۸ھ ہجری قمری کو اتوار کی رات پیش آیا۔

۲۵ محرم ۱۹۸ھ ہجری کو اُمین ۳۳ سال کی عمر میں قتل کر دیا گیا اور اُس نے تقریباً پانچ سال حکومت کی اور کیونکہ وہ ہمیشہ عیش و عشرت، لذت طلبی اور لہو و لعب میں مصروف رہتا تھا اور پھر کچھ مدت مامون کی فوج کے محاصرے اور اُن کے ساتھ جنگ و خونریزی میں اُلجھا رہا، اس لیے وہ آل ابوطالبؑ سے متعرض نہ ہوا اور اُس کے زمانے میں آل ابوطالبؑ کے لیے کوئی خاص ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا۔ اُمین کے مارے جانے کے بعد، بغداد کے لوگوں نے بھی مامون کی

بیعت کر لی۔

❁ سال ۱۹۸ ہجری قمری - اسی سال مامون نے اپنے بھائی ''قاسم بن ہارون'' کو اپنی ولی عہدی سے معزول کر دیا۔

❁ سال ۱۹۹ ہجری قمری - ''ابوالسرایا سری بن منصور شیبانی'' نے، جو ایک شجاع اور تجربہ کار جنگجو تھا، کوفہ میں قیام کیا اور وہاں کے لوگوں کو ''محمد بن ابراہیم'' کی بیعت کی دعوت دی، کوفہ کے سب لوگوں نے اُس کی بیعت کر لی۔ محمد بن ابراہیم کا کام بہت آگے بڑھ گیا اور انہوں نے خلیفہ کی فوج کو کئی محاذوں پر شکست دی یہاں تک کہ محمد دنیا سے چل بسے، اُس کے بعد لوگوں نے ''محمد بن محمد بن زید بن علی بن الحسین علیہم السلام'' کی بیعت کر لی، اُنہوں نے اطراف کے علاقوں میں اپنے گورنر بھی مقرر کئے۔

آخر کار ''حسن بن سہل'' نے (جو مامون کے معتمد خاص اور وزیر فضل بن سہل کا بھائی تھا) ہرثمہ بن اُعین کو تیس ہزار کے لشکر کے ساتھ کوفہ کی طرف بھیجا، ہرثمہ اور ابوالسرایا کی فوجوں کے درمیان بڑی ہولناک جنگ ہوئی اور اس جنگ میں ہرثمہ کی فوج شکست کھا گئی، لیکن ابو السرایا کے اپنے فوجیوں کو متنبّہ کرنے کے باوجود، ہرثمہ کی شکست خوردہ فوج کا پیچھا کرتے ہوئے، ابوالسرایا کی فوج کے پانچ ہزار سپاہی، اُن کے جال میں پھنس گئے، پھر دوبارہ جنگ شروع ہوگئی اور ہرثمہ جو پہلے اسیر ہو چکا تھا، اس کو آزاد کرا لیا گیا، اب اُس نے کوفیوں کو دھوکہ و فریب دینے کا راستہ اختیار کیا اور ان کو یہ پیشکش کی کہ اگر تم لوگ یہ چاہتے ہو کہ آل عباس کی حکومت کا خاتمہ ہو جائے، تو صبر کرو، تاکہ پیر کے دن ہم اس بارے میں مذاکرات کریں، جو بھی منتخب ہو گیا ہم اُس کی بیعت کر لیں گے۔

اُس کا یہ مکر و فریب مؤثر ثابت ہوا اور کوفہ کی فوج نے جنگ سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ ابوالسرایا نے جس قدر بھی ممکن تھا اُنہیں سمجھایا کہ یہ دھوکہ دے رہے ہیں اور وہ لوگ شکست کھا

رہے ہیں اور ہماری فتح کے آثار نمایاں ہیں، اس لیے جنگ جاری رکھو! لیکن کوفہ کی فوج نے قدم آگے نہ بڑھایا۔ بالآخر اُس نے غصّے میں جنگ بند کردی اور جمعہ کے دن ایک جوشیلی تقریر کی، جس میں اُس نے کوفہ والوں کو حضرت علی علیہ السلام کے قاتل اور امام حسین علیہ السلام کا ساتھ چھوڑ دینے والوں سے یاد کیا اور اُن کی بے وفائی پر سخت مذمت کی، اگر چہ اُس کی تقریر سن کر بعض کی غیرت نے جوش مارا اور وہ دوبارہ جنگ شروع کرنا چاہتے تھے، لیکن ابوالسرایا نے قبول نہیں کیا اور ۱۳ محرم، اتوار کی رات، ایک مختصر جماعت کے ساتھ کوفہ چھوڑ کر چلا گیا۔

دوسری طرف اشراف اور بزرگانِ کوفہ نے ہرثمہ سے لوگوں کے لیے اُمان طلب کی اور اُس نے اُمان دے دی اور جب کوفہ کے حالات بہتر ہوگئے تو ہرثمہ بغداد چلا گیا۔ آخر کار ابوالسرایا اُمان نامہ کے ساتھ تسلیم ہوگیا اور اُسے حسن بن سہل کے پاس بھیج دیا گیا، لیکن حسن بن سہل نے اُسے اپنے بھائی کے بدلے میں قتل کر دیا اور اُس کے سر کو شہر کے مشرق میں اور بدن کو شہر کے مغرب کی سمت سُولی پر لٹکا دیا گیا۔

❁ سال ۲۰۰ ہجری قمری - مامون نے بنی عباس کی مردم شماری اور تعداد کی جمع آوری کا حکم دیا، جب معلومات اکٹھی کی گئیں تو اُن کی تعداد تینتیس (۳۳) ہزار سے تجاوز کرگئی۔

اسی سال مامون نے ''رجاء بن ابی ضحاک'' اور یاسر خادم کو مدینہ روانہ کیا، تاکہ وہ حضرت رضا علیہ السلام کو احترام واکرام کے ساتھ ''مروّ'' لے آئیں۔

❁ سال ۲۰۱ ہجری قمری - امام رضا علیہ السلام کی ولایت عہدی کے مراسم بڑے باشکوہ انداز میں منعقد ہوئے، جس میں تمام بزرگان، اشراف، سادات اور علماء دین اکٹھے تھے، مامون نے پہلے اپنے بیٹے ''عباس'' کو حکم دیا کہ وہ حضرتؑ کی بیعت کرے، پھر اس کے بعد دوسرے لوگوں نے بیعت کی، مامون نے لوگوں کو بہت انعام واکرام سے نوازا۔ اس مجلس میں موجود خطباء اور شعراء نے حضرتؑ کی شان میں تعریفی کلمات اور بہت سے قصیدے پیش کئے اور مامون نے حکم دیا کہ

سیاہ لباس کو، جو بنی عباس پہنا کرتے تھے، اُتار دیں اور سب لوگ سبز لباس پہنیں۔

اسی سال حضرت فاطمہ معصومہ سلام اللہ علیہا بنت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اپنے بھائی امام رضا علیہ السلام کے دیدار کی خاطر مدینہ سے مروؔ کی جانب کوچ فرمایا، ساوہ پہنچ کر وہ بیمار ہوگئیں، اُنہوں نے پوچھا: ''قم تک کتنا راستہ ہے؟'' جواب دیا گیا: کہ قم یہاں سے دس فرسخ ہے! اُنہوں نے اپنے خادم سے فرمایا: ''مجھے قم کی جانب لے چلو!'' لیکن زیادہ صحیح روایت میں یہ ہے کہ خاندانِ سعد اُن کے پاس آیا اور اُن سے قم تشریف لے چلنے کی خواہش کی۔ ''موسیٰ بن خزرج'' نے بی بیؑ کے ناقہ کی مہار تھامی اور بڑے احترام سے قم میں وارد ہوا اور اُنہیں اپنے گھر میں ٹھہرایا۔

حضرت معصومہ سلام اللہ علیہا فقط سترہ روز قم میں رہیں اور پھر بیماری کی وجہ سے رحلت فرما گئیں اور بی بیؑ کو اسی موجودہ روضہ متوّرہ کے مقام پر سپردِ خاک کر دیا گیا۔ (اُن پر اللہ کے درود وسلام ہوں)۔

❁ سال ۲۰۲ ہجری قمری - فضل بن سہل (جو کہ مامون کا مربی واستاد، وزیر اور افواج کا کمانڈر انچیف اور سخت زحمت کش خدمتگزار تھا) شہرِ سرخس کے حمام میں قتل کر دیا گیا اور اسی سال مذہب مالکیہ کے مؤسّس ''مالک بن اَنس'' نے مدینہ منورہ میں رحلت فرمائی اور انہیں قبرستانِ بقیع میں ازواج پیغمبر اکرمؐ کے مقبرہ میں دفن کیا گیا۔۲۵۱

(۲۵۱) امام رضا علیہ السلام کے دورانِ امامت کے یہ حوادث وواقعات محدث قمیؒ کی کتاب ''تتمۃ المنتہیٰ'' سے نقل کئے گئے ہیں۔

امام رضا علیہ السلام کی زیارت کی غیر معمولی فضیلت۲۵۲

''حمدان بن اسحاق'' کہتا ہے: میں امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں گیا اور عرض کیا: جو آپؑ کے والد بزرگوارؑ کی طوس میں زیارت کرے، اُس کے لیے کیا پاداش و جزاء ہے؟ امامؑ نے فرمایا: ''جو بھی میرے والد محترم کی طوس میں زیارت کرے گا، خداوند عالم اُس کے گزشتہ اور آئندہ کے تمام گناہ معاف فرما دے گا۔''

حمدان کہتا ہے: میں حضرت رضا علیہ السلام کی زیارت کرنے کے بعد حج کے لیے مکہ چلا گیا، وہاں میری ملاقات ''ایوب بن نوح'' سے ہوئی، اُس نے بتایا کہ حضرت محمد تقی علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: ''جو بھی میرے والد محترم کی قبر اطہر کی طوس میں زیارت کرے، تو خداوند اس کے پچھلے اور اس کے بعد کے گناہ معاف کر دیتا ہے اور اُس کے لیے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام کے روبرو ایک منبر لگا دیا جائے گا، یہاں تک کہ خداوند عالم مخلوق کے حساب سے فارغ ہو جائے۔''

امام رضا علیہ السلام کی شفاعت

حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا: ''میری اولاد میں سے ایک شخص سرزمین خراسان میں زہر سے مظلومانہ قتل کیا جائے گا، اُس کا نام، میرے نام پر اور اُس کے والد کا نام، حضرت موسیٰ بن عمران کے نام پر ہوگا، آگاہ ہو جاؤ! جو کوئی بھی اُس کی عالم غربت میں زیارت

---

(۲۵۲) امام رضا علیہ السلام کی زیارت سے متعلق یہ احادیث کتاب وسائل الشیعہ، ج ۱۰، باب ۸۲ تا ۸۸ از ابواب المزار سے نقل کی گئی ہیں۔

کرے گا، خداوند عالم اُس کے گزشتہ اوراس کے بعد کے تمام گناہ بخش دے گا، اگر چہ اس کے گناہ ستاروں کی تعداد، بارش کے قطروں اور درختوں کے پتوں کی مقدار کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔''

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: ''جوکوئی میری اس حالت میں زیارت کرے کہ میرے حق کی، جوخداوند متعال نے میری اطاعت کے واجب ہونے کے حوالے سے قرار دیا ہے، معرفت رکھتا ہو، تو میں اور میرے آباء و اُجداد روزِ قیامت اُس کی شفاعت کریں گے اور جس کی ہم شفاعت کریں گے، وہ یقیناً نجات پائے گا، خواہ اس کے گناہ تمام جن وانس کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔''

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: ''عنقریب میں مظلومانہ طور پر زہر سے قتل کیا جاؤں گا، جوکوئی میری (امامت کے اعتراف واقرار اور) معرفت کے ساتھ زیارت کرے گا، خداوند عالم اس کے گزشتہ اور آئندہ کے تمام گناہ معاف کردے گا۔''

اباصلت ہرویؒ کہتے ہیں: میں حضرت رضا علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھا کہ اہل قم کی ایک جماعت حضرتؑ کی خدمت میں شرفیاب ہوئی، انہوں نے سلام کیا اور حضرتؑ نے (سلام کا جواب دینے کے بعد) اُن کا احترام کیا اور پھر فرمایا: ''مرحبا، خوش آمدید! تم لوگ ہو ہمارے حقیقی شیعہ، وہ وقت آئے گا جب تم میری قبر کی شہر طوس میں زیارت کروگے، جوکوئی بھی میری زیارت کرے گا درحالانکہ اُس نے غسل کیا ہوگا تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے گا، جیسے کہ ابھی اپنی ماں سے متولد ہوا ہو۔''

بہشتی زائر

امام محمد تقی علیہ السلام نے فرمایا: ''جو کوئی میرے والد کی زیارت کرے گا، تو بہشت اس کے لیے ہے۔'' نیز آپؑ نے فرمایا: ''میں خداوند متعال کی طرف سے اُس کی بہشت کا ضامن ہوں، جو شخص میرے والد گرامی کی قبر کی شہر طوس مین، اُن کے حق کی معرفت کے ساتھ زیارت کرے گا۔''

''علی بن اسباط'' کہتا ہے: میں نے امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: جو شخص آپؑ کے والد محترم کی خراسان میں زیارت کرے، اُس کا اجر وثواب کیا ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا: ''خدا کی قسم! بہشت ہے! خدا کی قسم! بہشت ہے۔''

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ''میرا پوتا سرزمین خراسان کے ایک شہر طوس میں شہید کیا جائے گا، جو بھی اُس کی، اُس کے حق کی معرفت کے ساتھ زیارت کرے گا، میں خود اُس کا ہاتھ پکڑ کر اُسے بہشت میں داخل کروں گا، اگرچہ وہ گناہان کبیرہ کا انجام دینے والا ہی ہو۔'' آپؑ سے پوچھا گیا: اُن کے حق کی معرفت سے کیا مراد ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا: ''وہ یہ جانتا ہو کہ وہ واجب الاطاعت، غریب اور شہید امامؑ ہیں۔۔۔۔''

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''عنقریب میرا جگر گوشہ خراسان میں دفن ہوگا، کوئی مومن اُس کی زیارت نہ کرے گا، مگر یہ کہ خداوند عالم بہشت کو اُس پر واجب اور اُس کے بدن پر آتش جہنم کو حرام قرار دے گا۔''

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: ''جو کوئی میرے اس بیٹے۔ آپؑ نے حضرت رضا علیہ السلام کی طرف اشارہ فرمایا۔ کی زیارت کرے گا، بہشت اُس کے لیے ہے۔''

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زائر

امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک حدیث میں فرمایا: ''جو کوئی اُن (امام علی رضا علیہ السلام) کی اُن کی غربت میں زیارت کرے اور جانتا ہو کہ وہ اپنے والد بزرگوارؑ کے بعد خداوند عالم کی جانب سے واجب الاطاعت امام ہیں، تو وہ اُس شخص کی مانند ہے، جس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی ہو۔''

نیز امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: ''خراسان میں زمین کا ایک ایسا ٹکڑا ہے، جو آنے والے زمانے میں فرشتوں کی رفت و آمد کے مرکز بن جائے گا، فرشتوں کا ایک گروہ آسمان سے نازل اور دوسرا گروہ آسمان کی طرف پرواز کر رہا ہوگا اور قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔'' راوی نے عرض کیا: وہ کونسا زمین کا ٹکڑا ہے؟ تو امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: ''وہ سرزمین طوس ہے، خدا کی قسم! وہ زمین کا ٹکڑا بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے، جو کوئی اُس زمین کے ٹکڑے پر میری زیارت کرے، تو وہ اُس شخص کی مثل ہے، جس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی اور خداوند اُسے ایک ہزار مقبول حج اور ایک ہزار مقبول عمروں کا ثواب عطا کرے گا اور میں اور میرے آباء و اَجداد قیامت کے دن اُس کی شفاعت کرنے والے ہوں گے۔''

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: ''میرا بیٹا ''علی'' مظلومانہ طور پر زہر سے شہید کیا جائے گا اور ہارون کی قبر کے پاس سپرد خاک کیا جائے گا، جو کوئی اُس کی زیارت کرے گا تو وہ اُس شخص کی مانند ہے، جس نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی ہو۔''

شہداء کے اُجر وثواب

امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک حدیث میں فرمایا: ''جو شخص اُن (امام رضا علیہ السلام) کے حق کی معرفت کے ساتھ اُن کی زیارت کرے گا، تو خداوند عالم اُس کو ایسے ستّر شہیدوں کا اُجر و ثواب عطا کرے گا جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمرکاب شہید ہوئے ہوں۔''

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: ''خدا کی قسم! ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں کہ جو قتل یا شہید (زہر سے تلوار سے) نہ کیا جائے۔'' اباصلت نے عرض کیا: اے فرزند رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپؑ کو کون قتل کرے گا؟ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: ''میرے زمانے کا مخلوق خدا میں سے بدترین فرد مجھے زہر سے قتل کرے گا اور مجھے تنگ جگہ، عالمِ غربت میں دفن کرے گا، آگاہ ہو جاؤ! جو کوئی بھی اس حالت غربت میں میری زیارت کرے گا، خداوند عالم اُسے ایک لاکھ شہیدوں، ایک لاکھ صدّیقین، ایک لاکھ حج وعمرہ اور ایک لاکھ مجاہدوں کا ثواب عطا کرے گا اور وہ ہمارے ساتھ محشور ہوگا اور بہشت کے بلند درجات میں ہمارے ساتھ ہوگا۔''

خداوند عالم کا زائر

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں: ''جو شخص میرے بیٹے ''علیؑ'' کی زیارت کرے گا وہ خداوند عالم کے نزدیک اس شخص کی مانند ہے، جس نے ستّر مقبول حج بجالائے ہوں۔'' راوی نے حیرت سے پوچھا: ستّر مقبول حج؟! حضرت کاظمؑ نے فرمایا: ''ہاں! بلکہ ستّر ہزار حج۔'' راوی کا تعجب اور بڑھ گیا، پوچھا: ستّر ہزار حج؟! حضرتؑ نے فرمایا: ''کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ حج قبول نہ ہو، (لیکن) جو کوئی بھی اُن کی زیارت کرے گا اور ایک رات اُن (کی قبر) کے نزدیک ٹھہرے تو

وہ اس کی مانند ہے، جس نے عرش معلیٰ پر خداوند عالم کی زیارت کی ہو۔۔۔۔''

امام رضا علیہ السلام حاجات کو برآوردہ اور غموں کو دور کرنے والے

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ''عنقریب میرا پارۂ تن سرزمین خراسان میں سپرد خاک کیا جائے گا، کوئی غمزدہ اور مصیبت دیدہ اُس کی زیارت نہ کرے گا، مگر یہ کہ خداوند اُس کے غم و پریشانی کو دور کردے گا اور کوئی بھی گناہگار اُس کی زیارت نہیں کرے گا، مگر یہ کہ خداوند اُس کے تمام گناہوں کو معاف کردے گا۔''

امام علی نقی علیہ السلام فرماتے ہیں: ''جو کوئی خداوند عالم سے کوئی حاجت رکھتا ہو، تو وہ غسل کرے اور میرے دادا ''علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام '' کی شہر طوس میں زیارت کرے، پھر حضرتؑ کے سرہانے دو رکعت نماز بجالائے اور قنوت میں خداوند سے اپنی حاجت طلب کرے، اگر وہ اس طرح کرے گا، تو اُس کی دعا (یقیناً) مستجاب ہوگی، بشرط یہ کہ وہ کسی گناہ یا قطع رحم کا سوال نہ کرے۔ بیشک اُن کی قبر کا مقام جنت کے ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑا ہے، کوئی بھی مومن اُس کی زیارت نہ کرے گا، مگر یہ کہ خداوند عالم اُس کو جہنم کی آگ سے آزاد کردے گا اور امن وسکون کی جگہ (بہشت میں) وارد کرے گا۔''

مستحبی حج پر زیارت امام رضا علیہ السلام کی فضیلت

''احمد بن محمد بزنطی'' کہتا ہے: میں نے خود امام رضا علیہ السلام کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تحریر میں پڑھا: ''میرے شیعوں کو یہ پیغام پہنچادو کہ خداوند عالم کے نزدیک میری زیارت ایک ہزار

حج کے برابر ہے۔''

بزنطی کہتا ہے: میں امام محمد تقی علیہ السلام سے (حیرت سے) پوچھا: ایک ہزار حج؟! اُنہوں نے فرمایا: ''ہاں! خدا کی قسم! ہزار ہزار (یعنی دس لاکھ) حج، (لیکن یہ ثواب) اُس کے لیے جو اُن کے حق کی معرفت کے ساتھ اُن کی زیارت کرے۔''

ایک دوسری روایت میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: ''جو شخص میرے بیٹے ''علیؑ'' کی قبر اطہر کی زیارت کرے تو اُس کا اُجر و ثواب ستّر ہزار حج کے برابر ہے۔''

امام رضا علیہ السلام نے ایک روایت میں فرمایا: ''خداوند متعال میرے زائر کے لیے ایک ہزار مقبول حج اور ایک ہزار مقبول عمرہ کا ثواب لکھتا ہے۔'' اور دوسری روایت میں آپؑ نے فرمایا: ''جو کوئی میری عالمِ غربت میں زیارت کرے، خداوند اُس کے نامۂ اعمال میں ایک ہزار حج و عمرہ کا ثواب لکھ دیتا ہے۔''

مؤلّف کہتا ہے: اُجر و ثواب میں یہ اختلاف، شاید زیارات میں سختی اور آسانی، خلوص دل اور اُس کے درجات و مراتب اور نیز زوّار کے کمالات کے پیش نظر مختلف ہوتا ہے۔

زیارت آتش جہنم سے اُمان کا باعث

امام محمد تقی علیہ السلام فرماتے ہیں: ''شہر طوس کے دو پہاڑوں کے درمیان، جنت کی خاک میں سے وہ خاک ہے کہ جو کوئی وہاں داخل ہوتا ہے، وہ روز قیامت، جہنم کی آگ سے اُمان میں ہوگا۔''

نیز آپؑ ایک دوسری حدیث میں فرماتے ہیں: ''جو کوئی میرے والد محترمؑ کی قبر کی شہر طوس میں زیارت کرے گا، خداوند متعال اُس کے گزشتہ اور آئندہ کے تمام گناہ بخش دے گا اور

اس کے لیے رسول خدا ﷺ کے مقابل منبر لگایا جائے گا، تاکہ خداوند دوسرے بندوں کے حساب سے فارغ ہوجائے۔''

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: ''جوکوئی دور دراز کی مسافت طے کرکے میری زیارت سے شرفیاب ہوگا، تو میں بروزِ قیامت، تین مقامات پر اُس کے پاس آؤں گا، تاکہ اُس کو ان مقامات کی وحشت سے نجات دلاؤں، جب (لوگوں کے) نامہ اعمال دائیں اور بائیں ہاتھ میں دیئے جارہے ہوں گے، پل صراط کے نزدیک اور میزان (حساب وکتاب) کے وقت۔''

زائرِ امام رضا علیہ السلام خداوند عالم کا افضل ترین مہمان

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ایک حدیث میں فرمایا: ''جب روزِ قیامت برپا ہوگا، تو چار افراد اولین میں سے اور چار افراد آخرین میں سے عرش الٰہی پر جلوہ افروز ہوں گے۔ اولین میں سے چار افراد یہ ہیں: حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آخرین میں سے چار افراد یہ ہیں: حضرت محمد ﷺ، حضرت علی علیہ السلام، حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام۔'' پھر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے بات کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا: ''آئمہ معصومین علیہم السلام کی قبور کے زائرین ہمارے ساتھ ہوں گے، (البتہ) جان لو! کہ سب سے برتر اور بلند و بالا درجہ میرے بیٹے ''رضاؑ'' کی قبر کے زائرین کو حاصل ہوگا۔''

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: ''میں مظلومانہ طور پر زہر سے شہید کیا جاؤں گا اور ہارون کی قبر کے نزدیک دفنایا جاؤں گا، خداوند عالم میری قبر کو میرے شیعوں اور چاہنے والوں کی رفت و آمد کا مرکز قرار دے گا، جوکوئی میری عالمِ غربت میں زیارت کرے گا، میں بھی ضرور قیامت کے دن اُس کی زیارت کو آؤں گا، قسم اُس ذات کی جس نے محمد ﷺ کو پیغمبری کے ساتھ عزت بخشی

اور اُن کو تمام مخلوقات میں سے منتخب کیا، تم میں سے جو کوئی بھی میری قبر کے قریب نماز پڑھے گا، وہ خداوندمتعال سے ملاقات کے وقت (بروزِ قیامت) لائق بخشش و مغفرت ہوگا۔ قسم اُس ذات کی، جس نے پیغمبرؐ کے بعد ہم کو امامت کے ساتھ سرفراز فرمایا اور اُن کا خاص وصی اور جانشین مقرر فرمایا، بیشک میری قبر کے زائر بروزِ قیامت خداوندمتعال کے افضل ترین مہمان ہوں گے۔''

زائرامام رضاعلیہ السلام ہم مرتبۂ امامؑ

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: ''زیادہ شب و روز نہیں گزریں گے، مگر شہرطوس میرے شیعوں اور زائروں کی رفت و آمد کی جگہ بن جائے گا، آگاہ ہو جاؤ! جو کوئی طوس میں میری عالم غربت میں زیارت کرے گا، وہ قیامت کے دن میرا ہم مرتبہ ہوگا اور بخش دیا جائے گا۔''

ایک اور روایت میں آپؑ نے فرمایا: ''جس نے میری عالمِ غربت میں زیارت کی۔۔۔وہ ہمارے گروہ کے ساتھ محشور ہوگا اور بہشت کے بلندترین درجات میں ہمارا رفیق اور ساتھی ہوگا۔''

امام رضاعلیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام کا زائر

''علی بن مہز یار'' کہتا ہے: میں نے امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: آپؑ کے قربان جاؤں! امام رضاعلیہ السلام کی زیارت زیادہ فضیلت رکھتی ہے یا امام حسین علیہ السلام کی زیارت؟ اُنہوں نے فرمایا: ''میرے والد کی زیارت اُفضل ہے، کیونکہ حضرت ابوعبداللہ الحسین علیہ السلام کی زیارت سب (مسلمان) کرتے ہیں، جبکہ میرے والد گرامیؑ کی زیارت فقط خاص شیعہ ہی

کرتے ہیں۔"

سید عبدالعظیم حسنی علیہ السلام فرماتے ہیں: میں نے امام محمد تقی علیہ السلام سے عرض کیا: میں قبر مطہر حضرت ابوعبداللہ الحسین علیہ السلام کی زیارت اور آپؑ کے والد بزرگوارؑ کی قبر کی زیارت کے درمیان متحیّر ہوں، اس بارے میں آپؑ کی نظر کیا ہے؟ حضرت جوادالائمہؑ نے فرمایا: "یہیں ٹھہرو!" پھر آپؑ اندرون خانہ تشریف لے گئے، کچھ وقت کے بعد جب آپؑ تشریف لائے تو آپؑ کے اُشک آپؑ کے رخساروں پر جاری تھے اور فرمایا: "حضرت ابوعبداللہ الحسین علیہ السلام کی زیارت کرنے والے بہت زیادہ ہیں، لیکن میرے والد کی قبر کی طوس میں زیارت کرنے والے کم ہیں۔"

مؤلّف کتاب ہذا کہتے ہیں: خداوند متعال کے لطف و کرم اور اہل بیت عصمت و طہارت علیہم السلام کی عنایات سے اس وقت ایران کی ملّت بزرگوار اور محبان اہل بیتؑ شہر طوس میں، حضرت امام رضا علیہ السلام کا یوں طواف کرتے ہیں، جیسے شمع فروزاں کے گرد پروانے چکر لگاتے ہیں اور اہل بیتؑ کی نسبت اپنی محبت اور دوستی کا والہانہ اظہار کرتے ہیں۔ اس وقت (حاضر حال میں) شاید ہی کوئی زیارت گاہ ایسی ہو، جو امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کی بارگاہ کی عظمت کو پہنچ سکے۔

امام رضا علیہ السلام کی زیارت کے راستے میں سختیاں برداشت کرنے کی فضیلت

امام محمد تقی علیہ السلام نے فرمایا: "جو کوئی میرے والد بزرگوارؑ کی زیارت کرنے کے لیے راستے کی سختیوں اور صعوبتوں مثلاً بارش، سردی یا گرمی وغیرہ کو تحمّل کرے، خداوند متعال اُس کے بدن پر آتش جہنم کو حرام قرار دے گا۔"

امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا: "شہر قم اور شہر آبہ کے رہنے والے بخشے ہوئے ہیں، کیونکہ یہ

لوگ میرے دادا حضرت علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کی قبر اطہر کی شہر طوس میں زیارت کرتے ہیں۔ آگاہ ہوجاؤ! کہ جو کوئی بھی اُن کی زیارت کرے اور راستے میں (معمولی سی زحمت اور سختی سے بھی دُچار ہوجائے، جیسے) بارش کا قطرہ ہی اُس پر پڑ جائے، تو خداوند آتش جہنم کو اس کے بدن پر حرام کردے گا۔"۲۵۳

امام رضا علیہ السلام کے بعض فرامین اور حکمت آموز نصیحتیں

۱. قَالَ الرِّضَا علیہ السلام: " مِنْ أَخْلَاقِ الْأَنْبِيَاءِ التَّنَظُّفُ "۲۵۴

۱۔ پاکیزگی انبیاء علیہم السلام کے اخلاق میں سے ہے۔

۲. قَالَ الرِّضَا علیہ السلام: " اِذَا أَرَادَ اللَّهُ أَمْراً سَلَبَ الْعِبَادَ عُقُولَهُمْ فَأَنْفَذَ أَمْرَهُ وَ تَمَّتْ اِرَادَتُهُ فَاِذَا أَنْفَذَ أَمْرَهُ رَدَّ اِلَى كُلِّ ذِى عَقْلٍ عَقْلَهُ فَيَقُولُ: كَيْفَ ذَا وَ مِنْ أَيْنَ ذَا " ۲۵۵

۲۔ جب خداوند عالم کوئی کام انجام دینا چاہتا ہے تو بندوں کی عقلیں ان سے لے لیتا ہے اور اُس وقت اپنے کام کو انجام دیتا ہے اور اپنے ارادے کو پورا کردیتا ہے، پھر ہر عاقل کی عقل اُسے لوٹا دیتا ہے، تو وہ کہتا ہے: یہ کس طرح تھا؟ اور اس طرح کیسے ہوگیا؟

---

(۲۵۳) حضرت امام رضا علیہ السلام کی زیارت کی فضیلت سے متعلق یہ احادیث وسائل الشیعہ، ج ۱۰، باب ۸۲ تا ۸۸ از ابواب المزار سے نقل ہوئی ہیں۔

(۲۵۴) بحار الانوار، ج ۷۵، ص ۳۳۵

(۲۵۵) بحار الانوار، ج ۷۵، ص ۳۳۵

۞ ۳. قَالَ الرِّضَا عليه السلام: " اَلصَّمْتُ بَابٌ مِنْ أَبْوَابِ الْحِكْمَةِ اِنَّ الصَّمْتَ يَكْسِبُ الْمَحَبَّةَ اِنَّهُ دَلِيلٌ عَلَى كُلِّ خَيْرٍ " ۲۵۶

۳۔ خاموشی حکمت کے دروازوں سے ایک دروازہ ہے، بیشک خاموشی محبت کو کسب کرتی اور ہر اچھائی کی دلیل ہے۔

۞ ۴. قَالَ الرِّضَا عليه السلام: " صَدِيقُ كُلِّ امْرِءٍ عَقْلُهُ وَ عَدُوُّهُ جَهْلُهُ " ۲۵۷

۴۔ ہر انسان کا دوست اس کی عقل اور اُس کا دشمن اُس کی جہالت و نادانی ہے۔

۞ ۵. قَالَ الرِّضَا عليه السلام: " اِنَّ الَّذِى يَطْلُبُ مِنْ فَضْلٍ يَكُفُّ بِهِ عِيَالَهُ أَعْظَمُ أَجْراً مِنَ الْمُجَاهِدِ فِى سَبِيلِ اللّٰهِ " ۲۵۸

۵۔ وہ شخص جو اپنے اہل خانہ کو محفوظ کرنے (اور اُن کی ضروریات کو پورا کرنے) کے لیے روزی کی تلاش کرتا ہے، اُس کا اُجر وثواب خدا کی راہ میں جہاد کرنے والے سے زیادہ ہے۔

۞ ٦. قَالَ الرِّضَا عليه السلام: " اَلسَّخِيُّ يَأْكُلُ مِنْ طَعَامِ النَّاسِ لِيَأْكُلُوْا مِنْ طَعَامِهِ وَالْبَخِيلُ لَا يَأْكُلُ مِنْ طَعَامِ النَّاسِ لِئَلَّا يَأْكُلُوْا مِنْ طَعَامِهِ " ۲۵۹

٦۔ سخاوت مند انسان دوسروں کا کھانا اس لیے کھاتا ہے، تاکہ وہ بھی اُس کا کھانا کھائیں، لیکن بخیل شخص دوسروں کا کھانا اس لیے نہیں کھاتا کہ کہیں اُسے کھانا کھلانا نہ پڑ جائے۔

۞ ۷. قَالَ الرِّضَا عليه السلام: " يَأْتِى عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ تَكُونُ الْعَافِيَةُ فِيهِ عَشَرَةَ أَجْزَاءٍ:

---

(۲۵٦) بحار الانوار، ج ۷۵، ص ۳۳۵

(۲۵۷) بحار الانوار، ج ۷۵، ص ۳۳۵

(۲۵۸) بحار الانوار، ج ۷۵، ص ۳۳۹

(۲۵۹) بحار الانوار، ج ۷۵، ص ۳۳۹

تِسْعَةٌ مِنْهَا فِي اعْتِزَالِ النَّاسِ وَوَاحِدٌ فِي الصَّمْتِ " ۲٦٠؎

۷۔عنقریب لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ جب عافیت کے دس جزء ہوں گے، اُن میں سے نو لوگوں سے گوشہ نشینی اختیار کرنے اور ایک خاموشی اختیار کرنے میں ہوگا۔

۸. قَالَ الرِّضَا علیہ السلام: " عَوْنُکَ لِلضَّعِيفِ أَفْضَلُ مِنَ الصَّدَقَةِ " ۲٦١؎

۸۔ضعیف و ناتوان کی مدد کرنا، صدقہ دینے سے بہتر ہے۔

۹. قَالَ الرِّضَا علیہ السلام: " لَا يَسْتَكْمِلُ عَبْدٌ حَقِيقَةَ الْإِيْمَانِ حَتَّى تَكُونَ فِيهِ خِصَالٌ ثَلَاثٌ: اَلتَّفَقُّهُ فِي الدِّينِ وَحُسْنُ التَّقْدِيرِ فِي الْمَعِيشَةِ وَالصَّبْرُ عَلَى الرَّزَايَا " ۲٦٢؎

۹۔کوئی بھی بندہ ایمان کی حقیقت تک کامل طور پر نہیں پہنچ سکتا، جب تک اُس میں یہ تین خصلتیں نہ پائی جاتی ہوں: دین میں فہم و شعور، معیشت میں سوچ بوجھ اور سختیوں و مشکلات میں صبر و استقامت۔

۱۰. قَالَ عَلِيُّ بْنُ شُعَيْبٍ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا علیہ السلام فَقَالَ لِي: يَا عَلِيُّ مَنْ أَحْسَنُ النَّاسِ مَعَاشاً؟ قُلْتُ: يَا سَيِّدِي أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، فَقَالَ ؑ: يَا عَلِيُّ! مَنْ حَسَّنَ مَعَاشَ غَيْرِهِ فِي مَعَاشِهِ" ۲٦٣؎

۱۰۔علی بن شعیب کہتا ہے: میں امام رضا علیہ السلام کی خدمت اقدس میں پہنچا تو حضرتؑ نے فرمایا: ''اے علی! کس کی زندگی سب سے بہتر ہے؟'' میں نے عرض کیا: میرے سید و سردار! آپؑ خود مجھ سے بہتر جانتے ہیں! آپؑ نے فرمایا: ''اے علی! وہ جس کی زندگی میں دوسروں کی زندگی

---

(۲٦٠) بحار الانوار، ج۷۵، ص۳۳۹

(۲٦١) بحار الانوار، ج۷۵، ص۳۳۹

(۲٦٢) بحار الانوار، ج۷۵، ص۳۳۹

(۲٦٣) بحار الانوار، ج۷۵، ص۳۴۱

اچھی ہو۔"

۱۱. قَالَ الرِّضَا علیہ السلام: "لَا يَسْلُكُ طَرِيقَ الْقَنَاعَةِ اِلَّا رَجُلَانِ اِمَّا مُتَعَبِّدٌ يُرِيدُ أَجْرَ الْآخِرَةِ أَوْ كَرِيمٌ يَتَنَزَّهُ عَنْ لِئَامِ النَّاسِ" ۲۶۴

۱۱۔قناعت کے راستے پر دولوگوں کے علاوہ کوئی نہیں جا سکتا: یا وہ دیندار شخص جو آخرت کے اُجر و پاداش کے پیچھے ہو، یا وہ بزرگوار شخص جو پست لوگوں سے دوری اختیار کرے۔

۱۲. قَالَ الرِّضَا علیہ السلام: "سَبْعَةُ أَشْيَاءَ بِغَيْرِ سَبْعَةِ أَشْيَاءَ مِنَ الاِسْتِهْزَاءِ: مَنِ اسْتَغْفَرَ بِلِسَانِهِ وَلَمْ يَنْدَمْ بِقَلْبِهِ فَقَدِ اسْتَهْزَأَ بِنَفْسِهِ وَمَنْ سَأَلَ اللّٰهَ التَّوْفِيقَ وَلَمْ يَجْتَهِدْ فَقَدِ اسْتَهْزَأَ بِنَفْسِهِ وَمَنِ اسْتَحْزَمَ وَلَمْ يَحْذَرْ فَقَدِ اسْتَهْزَأَ بِنَفْسِهِ وَمَنْ سَأَلَ اللّٰهَ الْجَنَّةَ وَلَمْ يَصْبِرْ عَلَى الشَّدَائِدِ فَقَدِ اسْتَهْزَأَ بِنَفْسِهِ وَمَنْ تَعَوَّذَ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ وَلَمْ يَتْرُكْ شَهَوَاتِ الدُّنْيَا فَقَدِ اسْتَهْزَأَ بِنَفْسِهِ وَمَنْ ذَكَرَ اللّٰهَ وَلَمْ يَسْتَبِقْ اِلَى لِقَآئِهِ فَقَدِ اسْتَهْزَأَ بِنَفْسِهِ" ۲۶۵

۱۲۔سات چیزیں، دوسری سات چیزوں کے بغیر، خود اپنا مزاق اُڑانا ہے:

- وہ جو زبان سے استغفار کرے، لیکن دل میں پشیمان نہ ہو، وہ خود اپنا مزاق اُڑاتا ہے۔
- جو کوئی خداوند سے توفیق کا سوال کرے، لیکن خود تلاش و کوشش نہ کرے، تو اُس نے اپنا مزاق اُڑایا ہے۔

---

(۲۶۴) بحارالانوار، ج۷۵، ص۳۵۳

(۲۶۵) بحارالانوار، ج۷۵، ص۳۵۶؛ (لیکن بحار میں اس حدیث کا ساتواں فقرہ نہیں ہے اور وہ معدن الجواہر کراجکی سے مکمل کیا ہے۔ ضمناً یہ کہ اس عنوان کے تحت بیان کی جانے والی تمام احادیث بحارالانوار، ج۷۵، باب مواعظ امام رضا علیہ السلام سے نقل کی گئی ہیں۔)

❁ جوکوئی احتیاط تو کرنا چاہے، لیکن پرہیز نہ کرے، اُس نے خود کا مزاق اُڑایا ہے۔

❁ جوکوئی خداوند سے جنت کا سوال کرے، لیکن سختیوں پر صبر نہ کرے، تو اُس نے خود اپنا مزاق اُڑایا ہے۔

❁ جو کوئی خداوند عالم سے آتش جہنم سے پناہ مانگے، لیکن نفسانی خواہشات کو نہ چھوڑے، تو اُس نے اپنا مزاق اُڑایا ہے۔

❁ جوکوئی خدا کو تو یاد کرے، لیکن اُس سے ملاقات کے لیے جلدی نہ کرے، تو اُس نے خود اپنا مزاق اُڑایا ہے۔

❁ جوکوئی موت کو تو یاد کرے، لیکن موت کے لیے آمادہ نہ ہو، اُس نے اپنا مزاق اُڑایا ہے۔

❁ ۱۳. قَالَ الرِّضَا علیہ السلام: "أَقْرَبُ مَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ سَاجِدٌ وَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ"[۲۶۶]

۱۳۔ امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں: "بندے کی خداوند متعال سے نزدیک ترین حالت اس وقت ہے، جب وہ سجدے میں ہو اور یہ وہی چیز ہے جس کے بارے میں خداوند فرماتا ہے: سجدہ کرو اور اُس کے نزدیک ہو جاؤ۔"

قیامت میں بے تقوا اور بے پروا، آزاد عورتوں کا عذاب:

❁ ۱۴۔ شیخ صدوقؒ اپنی سند سے، امام محمد تقی علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد بزرگوارؑ سے روایت کرتے ہیں کہ امام رضا علیہ السلام نے اپنے آباء و اُجداد کے واسطے سے امیر المؤمنین علی علیہ السلام سے نقل فرمایا کہ حضرت امیرؑ نے فرمایا: "میں اور فاطمہؑ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچے تو دیکھا کہ

(۲۶۶) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۷

آنحضرتؐ بڑی شدّت سے گریہ فرما رہے ہیں، میں نے عرض کیا: اے رسول خداﷺ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان جائیں! کس چیز نے آپؐ کو رُلایا ہے؟''

آنحضرتؐ نے فرمایا: ''اے علیؑ! جس رات مجھے آسمان پر (معراج کے لیے) لے کر گئے، تو میں نے وہاں اپنی اُمت کی کچھ عورتوں کو دیکھا جو بڑے سخت عذاب میں مبتلا تھیں، اُن کی حالت اور دردناک عذاب نے مجھے رُلا دیا ہے:

میں نے ایک عورت کو دیکھا، جو بالوں سے لٹکی ہوئی تھی اور اُس کے سر کا مغز اُبل رہا تھا۔

میں نے ایک اور عورت کو دیکھا، جو زبان کے ساتھ لٹکی ہوئی تھی اور کھولتا ہوا پانی اس کے حلق میں ڈالا جا رہا تھا۔

ایک عورت کو دیکھا، اُس کو اُس کے سینے کے ساتھ آویزاں کیا ہوا تھا۔

ایک عورت کو دیکھا، جو اپنے بدن کا گوشت کھا رہی تھی اور اُس کے نیچے آگ کے شعلے بھڑک رہے تھے۔

ایک عورت کو دیکھا کہ اُس کے ہاتھ، اُس کے پاؤں کے ساتھ بندھے ہوئے تھے اور سانپ و بچھو اُس پر حملے کر رہے تھے۔

ایک عورت کو دیکھا، جو بہری، اندھی اور گونگی تھی اور آگ کے تابوت میں لیٹی ہوئی تھی اور اس کا مغز ناک کے راستے باہر نکل رہا تھا اور اس کا بدن جزام اور برص کی وجہ سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا۔

ایک عورت کو دیکھا، جو اپنے دونوں پاؤں کے ساتھ آگ کے تنور پر آویزاں تھی۔

ایک عورت کو دیکھا، جس کے بدن کا اگلا اور پچھلا حصّہ آگ کی قینچی کے ساتھ کاٹ رہے تھے (یا وہ خود اپنے بدن کا گوشت کاٹ رہی تھی۔)

ایک عورت کو دیکھا، جس کے چہرے اور ہاتھوں کو آگ لگی ہوئی تھی اور وہ اپنے اندرونی حصوں کو کھا رہی تھی۔

ایک عورت کو دیکھا، جس کا سر خنزیر کی مانند اور بدن گدھے کی طرح تھا اور وہ ہزار ہزار قسم کے عذاب میں مبتلاء تھی۔

ایک عورت کو دیکھا، جس کا چہرہ کتّے کا تھا اور آگ اس کے پیچھے سے داخل ہوتی اور منہ سے باہر نکل رہی تھی اور فرشتے آتشیں گُرز اُس کے سر اور بدن پر مار رہے تھے۔''

حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا نے عرض کیا: ''اے میرے حبیبؐ اور میری آنکھوں کی روشنی! اِن عورتوں کے اعمال کیا تھے کہ خداوند عالم نے اس (دردناک) عذاب کو اُن پر قرار دیا ہے؟''

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس عورت کو بالوں کے ساتھ آویزاں کیا ہوا تھا، وہ اپنے بال دوسرے مردوں سے نہیں چھپاتی تھی۔

اور وہ عورت جو زبان کے ساتھ آویزاں تھی، اپنے شوہر کو (زبان سے) تکلیف دیتی تھی۔

اور وہ عورت جو اپنے سینے کے ساتھ لٹکی ہوئی تھی، وہ اپنے شوہر کو اپنے بستر پر آنے سے روکتی تھی۔

اور وہ عورت جو دونوں پاؤں سے لٹکی ہوئی تھی، وہ شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر جاتی تھی۔

اور وہ عورت جو اپنے بدن کا گوشت کھا رہی تھی، اپنے بدن کو دوسرے لوگوں کے لیے آرائش وزینت دیتی تھی۔

اور وہ عورت جس کے دونوں ہاتھ اُس کے پاؤں کے ساتھ بندھے ہوئے تھے اور

سانپ وبچھو اس پر حملے کر رہے تھے، وہ اپنے آپ کو اچھی طرح نہیں دھوتی تھی، اس کے کپڑے گندے ہوتے اور جنابت وحیض کا غسل نہیں کرتی تھی اور پاک وصاف نہیں رہتی تھی اور نماز کو بھی اہمیت نہیں دیتی تھی۔

اور وہ عورت جو بہری، اندھی اور گونگی تھی، وہ تھی جو زنا سے پیدا شدہ بچے کو شوہر کی گردن میں ڈال دیتی تھی۔

اور وہ عورت قینچی کے ساتھ جس کا گوشت کاٹ رہے تھے (یا وہ خود اپنا گوشت قینچی سے کاٹ رہی تھی)، وہ تھی جو اپنے آپ کو دوسرے مردوں کے لیے پیش کرتی تھی۔

اور وہ عورت جس کے چہرے اور بدن کو آگ لگی ہوئی تھی اور اپنے اندرونی حصوں کو کھا رہی تھی، وہ تھی جو زنا کے لیے واسطہ بنتی تھی۔

اور وہ عورت جس کا چہرہ کتے کا تھا اور آتش اس کی پشت سے داخل ہو کر منہ سے باہر نکل رہی تھی، وہ تھی جو گانا گانے اور رقص کرنے والی اور حاسد تھی۔''

پھر آنحضرتؐ نے فرمایا: ''وائے ہو اُس عورت پر جو اپنے شوہر کو غضبناک کرے اور آفرین ہو اُس عورت پر کہ جس کا شوہر اُس سے راضی ہے۔''۲۶۷

نیکی کی جزاء:

۱۵۔ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: ''بنی اسرائیل میں سے ایک شخص نے اپنی ہی قوم کے ایک شخص کو قتل کر کے، اس کے جسد کو بنی اسرائیل کے اشراف زادوں کے راستے میں ڈال دیا اور پھر خود قاتل شخص ہی مقتول کے خون کا بدلہ چاہنے لگا۔

---

(۲۶۷) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۹ تا ۱۱

لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا: فلاں خاندان والوں نے فلاں شخص کو قتل کر دیا ہے، آپؑ بتائیں قاتل کون ہے؟

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ایک گائے لے آؤ! (لیکن جیسا کہ قرآن کریم حکایت کرتا ہے) انہوں نے کہا: کیا تم ہم سے مسخرہ ومزاق کرتے ہو؟ اُنہوں نے فرمایا: میں خداوند کی پناہ مانگتا ہوں کہ جاہلوں سے قرار پاؤں (اور جاہلوں کی طرح مسخرہ و مزاق کروں!)۔ اگر بنی اسرائیل والے کسی بھی قسم کی گائے لے آتے تو کافی ہوتا، لیکن انہوں نے مسئلے کو سخت بنایا، لہٰذا خداوند عالم نے بھی اُن پر کام کو سخت کر دیا۔ کہنے لگے: اپنے خداوند سے پوچھو کہ وہ گائے کیسی ہو؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: خدا نے فرمایا ہے: وہ ایسی گائے ہو، جو نہ چھوٹی ہو اور نہ بڑی، بلکہ متوسط عمر کی ہو۔ پھر اگر وہ ہر (درمیانی عمر کی) گائے لے آتے تو کافی ہوتا، لیکن انہوں نے پھر مسئلے کو اُلجھایا اور خداوند عالم نے بھی کام کو اُن پر دشوار کر دیا، کہنے لگے: اپنے خدا سے پوچھو کہ اُس گائے کا رنگ بیان کرے۔ جناب موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: خداوند فرمایا ہے: وہ ایسی گائے ہو، جو زرد رنگ کی اور دیکھنے والوں کو شاد و خوشحال کرتی ہو۔ اگر پھر وہ ہر (زرد رنگ کی متوسط) گائے لے آتے، تو کافی ہوتا! لیکن انہوں نے مسئلے کو اور پیچیدہ بنایا اور خداوند عالم نے بھی سختی سے کام لیا۔ وہ کہنے لگے: اپنے خدا سے کہو مزید وضاحت کرے کہ وہ گائے کیسی ہو، کیونکہ یہ گائے ہمارے لیے مشتبہ ہو گئی ہے! حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: خداوند عالم فرماتا ہے: وہ گائے نہ ایسی رام ہو کہ زمین میں ہل چلانے کے کام آئے اور نہ ہی کھیتوں کی آبیاری میں جوتی گئی ہو، عیب اور داغ دھبّوں سے سالم ہو۔

کہنے لگے: ہاں! اب تم نے حق بات بیان کی، وہ اس گائے کی تلاش میں گئے اور بنی اسرائیل کے ایک جوان کے پاس ایسی گائے کو تلاش کر لیا، نوجوان نے کہا: میں اس گائے کو نہ بیچوں گا، مگر یہ کہ اس کی کھال کو سونے سے پُر کر کے دیا جائے۔ انہوں نے اس بارے میں

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا، توانہوں نے فرمایا: وہ حق رکھتا ہے اور تم اسی قیمت پر اُس سے گائے خرید سکتے ہو! بالآخر انہوں نے اُس جوان سے گائے خریدی اور لے آئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حکم پر گائے کو ذبح کیا گیا، پھر حکم دیا کہ اس کی دُم اُس مردہ شخص (مقتول) کو لگاؤ! دُم لگاتے ہی وہ مردہ شخص زندہ ہو گیا اور بتایا کہ اے پیغمبر خداؑ! میرے چچازاد نے مجھے قتل کیا ہے نہ کہ انہوں نے جن پر قتل کا الزام ہے۔[۲۶۸]

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بعض ساتھیوں کو اس گائے کے بارے میں بتایا کہ بنی اسرائیل کا ایک جوان اپنے باپ کے ساتھ بہت مہربان تھا، اُس نے ایک قبیح اور بدصورت سی گائے خریدی اور باپ کے پاس لے آیا، لیکن دیکھا کہ باپ سویا ہوا ہے اور چابیاں اس کے سر کے نیچے ہیں، اس نے باپ کو بیدار کرنا مناسب نہ سمجھا، اس لیے اس گائے کے معاملے کو ختم کر دیا۔ جب باپ نیند سے بیدار ہوا اور اُسے واقعہ کا پتہ چلا تو اُس نے بیٹے کو شاباش دی اور ایک مادہ گائے اُسے دیتے ہوئے کہا: یہ اُس گائے کے عوض ہے، جو تیرے ہاتھ سے نکل گئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: دیکھو! نیکی کس طرح کسی کے کام آتی ہے۔ (کیونکہ یہ وہی گائے تھی جو اتنی زیادہ قیمت پر بیچی گئی تھی اور درحقیقت اُس جوان نے دنیا اور آخرت کی بھلائی اپنے باپ کے ساتھ نیکی کر کے حاصل کر لی تھی اور تم کہتے ہو کہ لوگوں کی بہانہ تراشی سے قضائے الٰہی یہ ہوئی کہ وہ صالح جوان دنیا ہی میں اپنے اچھے عمل کی جزاء پالے۔

---

(۲۶۸) اس پورے واقعہ کے لیے رجوع کریں: سورۂ بقرہ، آیات ۶۷ تا ۷۳